دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اُردو میگزین

ہر عمر کے بچوں کیلئے

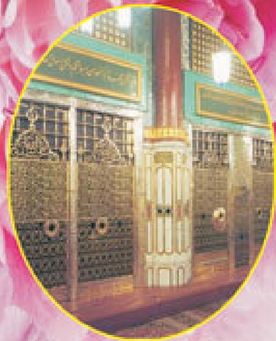
ماہنامہ پھول

لاہور

جنوری 2014ء

تمام پھول ساتھیوں کو
نیا سال مبارک ہو!

اشاعت کا 280 واں مہینہ



ورفعنا لک ذکرک

غیر مسلموں کا خراجِ عقیدت



نوائے وقت

نرالے ہیں انداز میرے



دلچسپ کہانیاں

رنگا رنگ سلسلے اور انعامات کی برسات

قیمت صرف: 25 روپے

ماہنامہ پھول لاہور
ہر عمر کے بچوں کیلئے

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر مجید نظامی
مینیجنگ ایڈیٹر: رمیزہ نظامی
ایڈیٹر: محمد شعیب مرزا
★★★
جنوری 2014ء

میرا نام .... ہے
اور یہ میرا پیارا پھول ہے
اسے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ
★ نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو۔
★ آج کا ہوم ورک مکمل ہو گیا ہو۔
★ ابو امی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

ڈیزائنر: سدرہ امبرین یونس
آرٹ ایڈیٹر.. شعیب قادر

پھول کی ادا سب سے جدا

سرورق
ہم سا ہو تو سامنے آئے۔ الوینہ علی خان۔ لاہور

پھول رنگ



نئے سال میں آپ کی خوشیوں کے لئے دعا گو ہوں۔ جتینا جنید۔ لاہور

23۔ کوئنز روڈ ' لاہور۔ پاکستان: فون نمبر: 4-36307141 UAN:111-123-540
36314099- ایڈیٹر۔ EXT-208 EXT-347 فیکس: 36367616-36367583
http//www.phool.com.pk
shoaibmirza.phool@gmail.com

مجید نظامی چیف ایڈیٹر، رمیزہ نظامی پرنٹر پبلشر نے
ندائے ملت پریس سے چھپوا کر
دفتر روزنامہ نوائے وقت لاہور سے شائع کیا

پاکستان میں بذریعہ رجسٹری
سالانہ خریداری/780 روپے
ششماہی/400 روپے

قیمت شمارہ: 25 روپے
بائی ایئر یورپ۔ ایشیا۔ مڈل ایسٹ
سالانہ/5184 روپے/50 ڈالر ششماہی/2600 روپے/25 ڈالر

انڈونیشیا
سالانہ/2800 روپے۔ ششماہی/1430 روپے
امریکہ۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ نیوزی لینڈ
سالانہ/5700 روپے/55 ڈالر ششماہی/2850 روپے/28 ڈالر

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

آیا ہے نہ آئے گا محمد ﷺ سا کوئی اور
آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی ﷺ اور
آیا ہے نہ آئے گا محمد ﷺ سا کوئی اور
ہو نام نبی ﷺ لب پہ تصور میں مدینہ
سوچا نہیں کچھ اس کے سوا ہم نے کبھی اور
میں حشر میں دے دوں گا ثبوت اپنے کہے کا
مجھ سا نہ گنہ گار، نبی ﷺ سا نہ سخی اور
خالی کوئی پلٹا ہی نہیں در سے نبی ﷺ کے
ہندو ہو مسلمان ہو سکھ ہو کہ کوئی اور
یاد آتی ہے جب دوری سرکار مدینہ ﷺ
بڑھ جاتی ہے گلشن مری آنکھوں میں نمی اور

گلشن بریلوی، رمیش نرائن سکسینہ

حمدِ باری تعالیٰ

میرے دل نے کہا میرے مشکل کشا
تو ہی میرا خدا، میرے مشکل کشا
تجھ کو ہے واسطہ تیرے محبوبؐ کا
میری بگڑی بنا، میرے مشکل کشا
مجھ کو توفیق دے کہ میں کرتا رہوں
تیری حمد و ثنا، میرے مشکل کشا
میرے سر کو یہ اعزاز جب بھی جھکا
تیرے در پہ جھکا میرے مشکل کشا
آسرا ہی نہیں کوئی تیرے سوا
نہ کوئی دوسرا، میرے مشکل کشا
کوئی معبود ہو کیوں بھلا دوسرا
ایک تیرے سوا، میرے مشکل کشا
میں تو بھٹکا ہوا ہوں مسافر مجھے
راہ سیدھی دکھا، میرے مشکل کشا
میری شہ رگ سے نزدیک رہتا ہے تو
تو ہی مالک مرا، میرے مشکل کشا
میرے لب پہ ہو کلمہ شہادت ریاضؔ
جب بھی ہو خاتمہ، میرے مشکل کشا

سید ریاض گیلانی، سمندری، فیصل آباد

کرنیں

پانچواں حق

اسے دوسروں تک پہنچایا جائے!

محمد صالح

مسلمانوں کی اسی ذمہ داری کو حضور ﷺ نے ایک اور انداز سے واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے بلغوا عنی ولو آیۃ (ترجمہ) پہنچاؤ میری طرف سے خواہ ایک ہی آیت۔'' یعنی اگر کسی شخص نے ابھی صرف ایک ہی آیت سیکھی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسی ایک آیت کو دوسروں تک پہنچائے اور اس طرح تبلیغ قرآن کے نبوی مشن میں اپنا حصہ ادا کرے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کی تبلیغ کرنا ہر مسلمان کے ذمے ہے جس نے جتنا قرآن پڑھا اور سیکھا ہو وہ اس کی تبلیغ کرے اور جتنا جتنا مزید سیکھتا جائے اتنا ہی دوسروں تک پہنچاتا جائے۔ دیکھئے کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ آجائے کہ قرآن کا پڑھنا اور پڑھانا کوئی ہلکے درجے کا کام ہے۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان تو بہت مشہور ہے کہ ''خیرکم من تعلم القران وعلمہ یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے لئے بہترین کیریئر کا انتخاب کرے کوئی ڈاکٹر بننا چاہتا ہے تو کوئی انجینئر بننے کے لئے محنت کرتا ہے تاکہ دنیا میں عزت سے زندگی بسر کرے لیکن آپ غور کریں کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے لئے جس بہترین کیریئر کا انتخاب کیا ہے وہ نہ صرف دنیا میں عزت و وقار کا باعث ہے بلکہ آخرت کی کامیابی کا ضامن بھی ہے تو ہم میں سے کون ہے جو اس کیریئر کو اپناتے ہوئے قرآن کے پڑھنے پڑھانے ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن مجید کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (بحوالہ چلڈرن قرآن سوسائٹی۔ لاہور)

☆☆☆

اداریہ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

کل کی بات لگتی ہے نیا سال شروع ہوا تھا اور اب وہ سال ختم ہوا اور نئے سال کا آغاز ہوگیا۔ وقت کتنی تیزی سے گزرتا ہے:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

وقت انہی کا ہے جو اس کا صحیح استعمال کر لیتے ہیں جو کوئی نیکی، خدمتِ خلق کا کوئی کام کر لیتے ہیں۔ ورنہ وقت تو بہتے پانی اور چلتی ہوا کی طرح گزر جاتا ہے نہ اُسے کوئی روک پایا ہے نہ روک پائے گا۔ ہم ساعتیں، گھنٹے، دن، مہینے اور سال کس طرح بے پرواہی سے ضائع کر دیتے ہیں حالانکہ:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹادی

گھڑی کی ٹِک ٹِک، سورج کا طلوع وغروب اور کیلنڈر کی تبدیلی بھی ہمیں متوجہ نہیں کرتی۔ ہماری غفلت ہمیں احساس زیاں سے بھی بے خبر رکھتی ہے اور وقت سرپٹ گھوڑے کی طرح تیز رفتاری سے دوڑا چلا جاتا ہے۔ جس کا آج اس کے گزرے کل سے بہتر نہیں اُسے فکر کرنی چاہئے۔ موجودہ حالات میں پاکستان جن مشکلات کا شکار ہے اس میں ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ آیئے! نئے سال کے حوالے سے ہم یہ تہیہ کریں کہ ہم پاکستان کے لئے ضرور کچھ کریں گے۔ اگر آپ اُستاد ہیں تو اپنے طالب علموں میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کریں گے۔ بانی پاکستان سمیت تمام مشاہیر کی عزت وتوقیر کا احساس نئی نسل میں اُجاگر کریں گے۔ اگر کوئی پاکستان یا مشاہیر پاکستان کے خلاف بات کرے تو اس کو روکیں گے۔ اس کو دلائل سے قائل کریں گے۔ اگر آپ لکھاری ہیں تو اپنی تحریروں سے وطن کی محبت اُجاگر کریں گے۔ آج ہماری عزت، وقار، دولت، مرتبہ جو بھی ہے پاکستان کی وجہ سے ہے۔ پاکستان کا نام اچھے حوالے سے روشن کریں گے۔ ہمارا تاثر خراب ہے تو اس خراب تاثر کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے اور دنیا کو بتادیں گے کہ قابلِ فخر ماضی کے حامل ہیں اور انشاء اللہ درخشاں مستقبل کے امین ہیں۔ خواب دیکھیں اور پھر اپنی پوری توانائیاں ان خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے پر صرف کر دیں۔ نئے سال کے آغاز پر پورے سال کا پروگرام مرتب کرلیں کہ ہم پاکستان کے لئے کیا کیا کر سکتے ہیں اور پھر مرحلہ وار وہ سب کرتے جائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ سال کے آخر پر اس کے مثبت اثرات ظاہر ہوں گے اور ہم کہہ سکیں گے کہ اس سال کے دوران ہم نے اپنے پیارے پاکستان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا ہے۔ وہ الگ بات کہ:

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تو پیارے پھول ساتھیو! آیئے نئے سال کا آغاز نئے جذبے اور ولولے سے کریں اور اس سال کے آخر پر ہمارا جذبہ مزید بڑھے اور ہم ترقی کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔

جنوری میں سرکار دو عالم ﷺ کا یوم ولادت بھی ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کا بھی عزم کرنا چاہیے۔

آپ سب کو

عید میلاد النبی ﷺ اور نیا سال مبارک ہو!

مارچ میں ''پھول لکھاری نمبر'' شائع کر رہے ہیں اس میں بھرپور طریقے سے شرکت کریں کیونکہ یہ آپ کا اپنا اور آپ کے حوالے سے خاص شمارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔

محمد شعیب مرزا

آپ کے ایڈیٹر بھیا



سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غیر مسلموں کا خراجِ تحسین

ورفعنا لک ذکرک

مرتب: ظفر اللہ خان

آپ (ﷺ) کی توصیف ہوسکتی نہیں

آپ (ﷺ) کی تعریف کوئی کیا کرے
آپ (ﷺ) کی تعریف ہوسکتی نہیں
مجھ سے بے بس، مجھ سے بے مقدور سے
آپ (ﷺ) کی توصیف ہوسکتی نہیں
اے رسول اللہ، اے صلی علیٰ
آپ (ﷺ) نے ادنیٰ کو اعلیٰ کردیا
ہر طرف سے آپ (ﷺ) سے نُور و ضیا
آپ (ﷺ) نے دل میں اُجالا کردیا
اے رسول اللہ، اے صل علیٰ
اے رسول اللہ، اے صل علیٰ

رشی پٹیالوی، رشی

آپ (ﷺ) ہیں افضل الانسان رسول اکرم (ﷺ)

آپ (ﷺ) کی شان عجب شان رسول اکرم (ﷺ)
آپ (ﷺ) اللہ کے مہمان رسول اکرم (ﷺ)
روز اوّل کے ہیں عنوان رسول اکرم (ﷺ)
اور محشر کے ہیں سلطان رسول اکرم (ﷺ)
آپ (ﷺ) تکمیل مساوات اَمین و صادق
آپ (ﷺ) ہیں افضل الانسان رسول اکرم (ﷺ)
آپ (ﷺ) کے ماننے والوں میں ضروری تو نہیں
صرف شامل ہوں مسلمان رسول اکرم (ﷺ)
آپ (ﷺ) ہی کی تو بدولت ہے میسر ہم کو
وہ جسے کہتے ہیں قرآن رسول اکرم (ﷺ)
آپ (ﷺ) اکرام ہی اکرام عطائے اول
آپ (ﷺ) احسان ہی احسان رسول اکرم (ﷺ)
آپ (ﷺ) کا ذکر ہے وہ ذکر کہ جس کو سُن کر
پختہ ہوجاتا ہے ایمان رسول اکرم (ﷺ)

روبندر، روبندر جین

آج لب پر ذکر محبوب خدا (ﷺ) آنے کو ہے

یا خدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللسان
چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرز بیاں
آج لب پر ذکرِ محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بخت رسا آنے کو ہے
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مُرجھائی ہوئی
لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی
کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہ حق میں اپنا رہنما مانیں تجھے
نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبروکفار کی پانی ہوئی

آرزو ہے شہ بطحا کا میں روضہ دیکھوں

میں بھی آنکھوں سے کبھی گنبد خضرا دیکھوں
آرزو ہے شہ بطحا کا میں روضہ دیکھوں
پہلے مکے میں رہوں پھر میں مدینے جاؤں
کعبے کو دیکھ کہ میں کعبے کا کعبہ دیکھوں

مجھ کو بھی اپنی غلامی کا شرف دو آقا (ﷺ)
خاکساروں میں مرا نام بھی لکھا دیکھوں
سر بہ سجدہ جہاں رہتے ہیں فرشتے ہر دم
میں بھی سرکار دو عالم (ﷺ) کا وہ روضہ دیکھوں
مجھ پہ بھی شاہ دو عالم (ﷺ) کی نظر ہوجائے
اُوج پر اپنے مقدر کا ستارہ دیکھوں

آرزو، ڈاکٹر نجنا سندھیر

آیا ہے نہ آئے گا محمد (ﷺ) سا کوئی اور

آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی علیہا السلام اور
آیا ہے نہ آئے گا محمد (ﷺ) سا کوئی اور
ہو نام نبی (ﷺ) لب پہ تصور میں مدینہ
سوچا نہیں کچھ اس کے سوا ہم نے کبھی اور
میں حشر میں دیدوں گا ثبوت اپنے کہے کا
مجھ سا نہ گنہگار، نبی (ﷺ) سا نہ سخی اور
خالی کوئی پلٹا ہی نہیں در سے نبی (ﷺ) کے
ہندو ہو مسلمان ہو سکھ ہو کہ کوئی اور
یاد آتی ہے جب دوریٔ سرکار مدینہ (ﷺ)

بڑھ جاتی ہے گلشن مری آنکھوں میں نمی اور

گلشن بریلوی، رمیش نرائن سکسینہ

آسودہ میں کونین میں ہوں نعت نبی (ﷺ) سے

امید میں رکھتا ہوں جناب احدی سے
الفت ہے محمد (ﷺ) سے محبت علیؓ سے
کیا دشمن گمراہ کی ہے اصل حقیقت
زنہار میں ڈرتا نہیں شیطانی قوی سے
طفلی سے فِدا نام محمد پہ ہوا ہوں
اسلام پہ شیدا ہوں میں سو جان سے جی سے
ہر چند ہے اغیار کا مجمع بڑا بھاری
پر عاشق حضرت نہیں ڈرتے ہیں کسی سے
مرنے کا مجھے خوف نہ جینے کی ہوس ہے
سر اپنا ہتھیلی پہ ہے کہہ دو یہ شقی ہے
کیوں دولت دنیا کا تجھے زُعم ہے غافل
کیوں ناز تو کرتا ہے کہ پر ہیں تیرے کیسے
جو گزری زر وسیم سے قارونِ لعیں پر
گزرے گی وہی تجھ پہ ذرا پوچھ اسی سے
دل دولتِ اسلام سے بندہ کا غنی ہے
آسودہ مَیں کونین میں ہوں نعت نبی (ﷺ) سے
ہے کوثری خاک نشین عاشق احمد (ﷺ)
مطلق نہیں ہے ڈر اسے گردوں کی کجی سے

چودھری کوثر دلورام

اعزاز بڑھایا ہے مرا نعت نبی (ﷺ) نے

دی دادِ سخن مجھ کو ہر اک پیرو صبی نے
اعزاز بڑھایا ہے مرا نعت نبی ﷺ) نے
دل چھین لیا اک جوانِ عربی (ﷺ) نے
مختار دو عالم شہ اُمّی لقبی نے
اک شور ملائک میں ہوا صل علیٰ کا
رکھا جو قدم عرش معلّیٰ پہ نبی (ﷺ) نے
تقدیر کو پوچھوں کہ میں قسمت کو الٰہی!
محروم رکھا کعبہ سے راحت طلبی نے
پہنچا ہی دیا مجھ کو لب کوثر و تسنیم
کچھ مضطربی نے مری کچھ تشنہ لبی نے
رہتا ہے مری آنکھوں میں کونین کا جلوہ
بخشا ہے مجھے نور وہ دیدار نبی (ﷺ) نے
دو ٹکڑے قمر کے ہوئے انگلی جو اٹھائی
اک معجزہ ادنیٰ سا دکھایا یہ نبی (ﷺ) نے
یثرب مجھے جلدی سے بلا لیجئے شاہا (ﷺ)
کر رکھا ہے بے چین زیارت طلبی نے
گر گر کے قدم پر قدم پاک کو چوما!
کیا کام نکالا ہے مری بے ادبی نے
پھر دل کو ہوئی ہے ہوس سیر مدینہ!
بے چین کیا پھر مجھے جنت طلبی نے
فریاد کہ مل جاؤں شہیدوں میں الٰہی
مارا ہے مجھے عشقِ رسول عربی (ﷺ) نے
صد شکر کہ رونق مری امید بر آئی
بلوالیا روضہ پہ مجھے آج نبی (ﷺ) نے

منشی پیارے لال، رونق

بادشاہ ہفت کشور ہے گدائے مصطفیٰ (ﷺ)

بے خبر ہوں دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ (ﷺ)
یاالٰہی! دل ہو ایسا مُبتلائے مصطفیٰ (ﷺ)
دل ہے میرا بَستہ زُلف دوتائے مصطفیٰ (ﷺ)
جان ہے پروانۂ شمع لقائے مصطفیٰ (ﷺ)
خلع موسیٰ کو ہوا، معراج میں فاخلع مگر
تاج فرشِ عرش ہے نعلین پائے مصطفیٰ (ﷺ)
بوریائے فُقر تخت سلطنت سے ہے سوا
بادشاہ ہفت کشور ہے گدائے مصطفیٰ (ﷺ)
ذرّے اس در کے ہیں کیا سیارے کیا شمس وقمر
جلوہ آرا شش جہت میں ہے ضیائے مصطفیٰ (ﷺ)
شافع محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوب الٰہی ہے سوائے مصطفیٰ (ﷺ)
جو ہوا سائل رہی اس کو نہ کوئی احتیاج
ایسا کردیتی ہے مستغنیٰ عطائے مصطفیٰ (ﷺ)
آدمی کیا مدح کرسکتے نہیں جن و ملک
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفیٰ (ﷺ)
آسمان پر لوگ کہتے ہیں جنہیں شمس و قمر
زیب ہے کہیے کہ ہیں یہ نقش پائے مصطفیٰ (ﷺ)
ہوتی ہے حسرت یہی کیوں دل نہ یہ میرا ہوا
دیکھتا ہوں جب میں وہی نقش پائے مصطفیٰ (ﷺ)

وہبی، منشی شیو پرشاد

بخش دی نعت کی جاگیر نبی (ﷺ) نے مجھ کو

شوق پابوسی لئے چل تو مدینے مجھ کو
زہے قسمت کہ بلایا ہے نبی (ﷺ) نے مجھ کو
واپسیں دم ہے مجھے ذکرِ نبی (ﷺ) کرنے دو
دوستو! موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو
چشم مشتاق ہے در پر، تو ہیں کان آہٹ پر
ان کے آنے کی خبر دی جو کسی نے مجھ کو
کیوں دل خستہ مرا ہجر میں بے تاب نہ ہو
ہوگئے ان ﷺ کی زیارت کو مہینے مجھ کو
کیوں نہ ہو فخر، یہ توقیر ہے کیا کم ہمدم
بخش دی نعت کی جاگیر نبی (ﷺ) نے مجھ کو

ہمدم، گوری پرشاد

تجھے خیرُالبشر کہتے ہیں ہندو بھی مسلماں بھی

محمد مصطفیٰ (ﷺ) نے مجھ کو دیوانہ بنایا ہے
مئے توحید سے مخمور و مستانہ بنایا ہے
تجھے خیرالبشر کہتے ہیں ہندو بھی مسلماں بھی
ترے دل کو خدا نے کیا فقیرانہ بنایا ہے
حرارت بخش دی ایمان کی ہر قلب مومن کو
شعور علم کا ہر دل کو کاشانہ بنایا ہے
خدا ہی نے تو بخشا ہے مجھے شوق سخن گوئی
تری توصیف کا بھی اس نے دیوانہ بنایا ہے
سمن تجھ کو عقیدت ہے محمد مصطفیٰ (ﷺ) سے بھی
کرم سے اس نے اپنے تجھ کو فرزانہ بنایا ہے

سمن سرحدی، رام چند

ترا (ﷺ) عشق ہستی شش جہت ترا (ﷺ) حسن پیکر معرفت

میرا قلب مطلع نور ہے کہ حرم میں جلوہ یار ہے
دل و دید محو نظارہ ہیں کہ نہ گرد ہے نہ غُبار ہے
ترے (ﷺ) جلووں کا تری (ﷺ) رحمتوں کا حساب ہے نہ شمار ہے
کہ صفات کون ومکان کی تری (ﷺ) ذات دارومدار ہے
ترا عشق ہستی شش جہت ترا حُسن پیکر معرفت
اسے تو (ﷺ) نے اپنا بنالیا کہ ترا یہ قول وقرار ہے
بہ حضور شام نظام دیں ترا (ﷺ) حسن خسرو دلبراں
ترا (ﷺ) جلوہ بزم ہے خسروی کہ ترے (ﷺ) چمن کی بہار ہے
جو نہ صوت وحرف میں آسکے جو دوکون میں نہ سما سکے
رگِ جان ساحر خستہ میں وہ چمن کی ایسی بہار ہے

ساحر، پنڈت امرناتھ

تری ذات والا نمو آفریں ہے

شفیع امم (ﷺ) رحمت عالمیں ہے
فقط وہ متاع مسلماں نہیں ہے
نظام کہن کو کیا پارہ پارہ
تری ذات والا نمو آفریں ہے
یہ لڑتے قبیلوں کو کس نے بتایا
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
جہاں سے سدا نور پھیلا جہاں میں
مرے ایشیا کی عجیب سرزمیں ہے
ترے میکدے کی رہے خیر ساقی
یہ کاسہ ہے میرا یہ میری جبیں ہے

گوپی ناتھ امن

علم ایک لازوال دولت......!

علم سیرت وکردار کی تعمیر کرتا ہے

نورالعین گیلانی

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مردوعورت پر فرض ہے: حدیث مبارکہ

علم سے انسان دین و دنیا دونوں میں سرخرو ہوتا ہے

ہر دور اور ہر معاشرے میں بنیادی اہمیت اور مرکزی حیثیت تعلیم ہی کو حاصل رہی ہے۔ فرد اور معاشرے کی ترقی بغیر علم کے ناممکن ہے۔ وہی قومیں دنیا میں اپنا مقام بناتی ہیں جو زیور تعلیم سے آراستہ ہوتی ہیں اور وہی افراد اپنے ملک وقوم کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں جو علم کی بلندیوں کو چھوتے ہیں۔ ترقی یافتہ اقوام نے علم کے بل بوتے پر ترقی کی، علم ہی کی وجہ سے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ نزول وحی کی ابتدا بھی اقراء کے حکم سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ معلم انسانیت تھے مگر اللہ کی طرف سے آپ کو بھی یہی تلقین فرمائی گئی۔



علم کے حصول پر جتنا زور دین اسلام نے دیا ہے شاید ہی کسی اور مذہب نے دیا ہو کیونکہ علم کی دولت سے ہی انسان اپنے آپ کو پہچانتا ہے اور اپنے رب کو بھی۔ علم ہی کی بدولت انسان خود آگہی حاصل کرتے ہوئے خودی کے مرتبے اور مقام تک پہنچا اور پھر اس نے اپنی ذات، کائنات اور خالق کائنات کی معرفت حاصل کی۔ یہ سچ ہے کہ علم وہ نور ہے جس سے انسان دین، و دنیا دونوں میں سرخرو ہوتا ہے۔

ایک چمن کی زینت اس کے پھولوں سے ہوتی ہے اور ایک انسان کی زیب وزینت زیور علم سے ہوتی ہے۔ وہی پھول پسند کیے جاتے ہیں جن کی مہک دلوں کو مسرت وراحت بخشے، گلشن ہستی میں بھی لوگ انہی انسانوں کے پاس آتے ہیں اور انہی کے آستانوں کا طواف کرتے ہیں جن کے دامن علم کی خوشبو سے مہک رہے ہوتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرتے رہو“ اسلام کے پروانوں نے حضور ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کیا اور علم کی وجہ سے پوری دنیا پر چھا گئے، حضرت علیؓ نے فرمایا: ”میں خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری قسمت میں علم لکھ دیا اور جاہلوں کو مال وزر عطا کیا“۔

علم انسان کو دنیاوی خوف وہراس سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ علم انسان کو مصائب ومشکلات میں جینا سکھاتا ہے۔ علم فاتح کا ہتھیار ہے، جنگجو کی ڈھال، مایوس کی آس، بے سہاروں کا سہارا ہے، علم ایک لافانی اور لازوال دولت ہے۔ اسے نہ چھن کا خدشہ نہ جیب کتروں کے اڑا لے جانے کا ڈر، علم سے شہرت عام اور بقائے دوام ملتی ہے۔ تلوار میں بھی اگرچہ بہت کاٹ ہوتی ہے لیکن قلم کی طاقت تلوار سے بھی بڑھ کر ہے۔ تلوار کے زور پر شہر اور ملک فتح کئے جاتے ہیں جبکہ قلم لوگوں کے دل مسخر کرتی ہے۔ تلوار خونی انقلاب تو لا سکتی ہے، دل ودماغ میں انقلاب برپا نہیں کر سکتی۔ یہ انقلاب صرف علم ہی لا سکتا ہے۔ علم اخلاق سیرت وکردار تعمیر کرتا ہے اور اخلاقی کمزوریوں کی اصلاح کرتا ہے۔ بڑوں کا ادب سکھاتا ہے، دوستوں میں محبت وخلوص کے جذبات پروان چڑھاتا ہے، چھوٹوں میں پیار ومحبت بانٹتا ہے۔ والدین اور استاد کا مقام متعین کرتا ہے یہ انسان کو خود آگاہی اور خود شناسی سکھاتا ہے۔ انسان کو دنیا میں بلند مقام پر فائز کرتا ہے، وقار کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔

ہمارا فرضِ اوّلین یہ ہے کہ دل وجان سے علم حاصل کریں۔ اہل علم کی صحبت اختیار کریں۔ جو شخص علم کو اوڑھنا اور بچھونا بنا لیتا ہے کامرانیاں اور کامیابیاں بھی اس کے قدم چومتی ہیں۔ اس لیے بڑے بڑے مراتب اور مناصب اہل علم ہی کے حصے میں آتے ہیں۔

☆☆☆

نذیر انبالوی



دفتر میں نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا تو جنید اور احسان دفتر کی کینٹین میں چلے گئے۔ احسان گھر سے چکن بریانی لایا تھا جبکہ جنید کے پاس آلو قیمے کا سالن تھا۔

''راجو! دو گرما گرم روٹیاں لاؤ۔'' جنید نے کینٹین میں کام کرنے والے لڑکے کو دیکھ کر آواز لگائی۔

''جی صاحب، ابھی گرما گرم روٹیاں لایا۔''

کچھ دیر بعد میز پر روٹیاں موجود تھیں۔ جنید نے کھانا شروع کیا۔

''احسان! تم بھی لقمہ لگا لو، بہت مزے دار سالن ہے۔''

''شکریہ۔'' یہ کہہ کر احسان چکن بریانی کھاتا رہا۔

کھانا کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ جنید نے جب چائے کے پیسے دینے کی کوشش کی تو احسان نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ وہ کئی دنوں سے ایسا ہی کر رہا تھا۔ احسان دو ماہ قبل ہی دفتر میں ملازم ہوا تھا۔ جنید جب بھی اُسے اپنے کھانے میں شریک ہونے کے لیے کہتا تو وہ شکریہ کہہ کر انکار کر دیتا۔ جنید کو اُس کے انکار سے غصہ تو آتا مگر اُس نے کبھی اپنے غصے کا اظہار نہ کیا تھا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہو سکتا۔ لیکن۔۔۔

چٹکی بھر مٹی

ایک دن جب دفتر میں چھٹی ہونے کا وقت ہوا تو جنید نے دفتر کے سبھی لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''بھئی کل کوئی اپنے گھر سے ناشتہ کر کے نہ آئے۔''

''کیوں کل کیا ہے؟'' جنید کی بات سن کر توصیف نے پوچھا۔

''کل مابدولت دفتر کے تمام ساتھیوں کو ناشتہ کروائیں گے۔'' جنید نے مسکرا کر کہا۔

''بھئی وہ کس خوشی میں؟'' یہ آواز اختر کی تھی۔

''ہمارے محلے میں پہلوان حلوائی کی دُکان ہے، وہاں کی حلوہ پوری کا شہرہ پورے شہر میں ہے، لوگ دُور دُور سے وہاں حلوہ پوری کھانے آتے ہیں، کل میں سب دوستوں کے لیے وہیں سے مزیدار حلوہ پوری لاؤں گا۔'' جنید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دُوسرے دن جنید پہلوان حلوائی سے حلوہ پوری لایا تو سب لوگ مزے لے لے کر حلوہ پوری کھانے میں مصروف تھے۔ احسان ایک طرف بیٹھا فائلوں پر جھکا اپنا کام کر رہا تھا۔ جنید نے کئی بار اُسے حلوہ پوری کھانے کے لیے کہا مگر اُس نے ہر بار انکار کر دیا۔ دفتر کے سبھی ملازمین حلوہ پوری کھاتے جا رہے تھے اور احسان کو عجیب نظروں سے گھورتے جا رہے تھے۔

''عجیب آدمی ہے، جنید کے اصرار کے باوجود ہمارے ساتھ حلوہ پوری کھانے پر راضی نہیں ہوا، نہ جانے کہاں سے آ گیا ہے مردم بے زار۔'' اختر نے غصیلے انداز میں کہا۔

''میں جہاں پہلے دفتر میں کام کرتا تھا وہاں بھی اس طرح کی ایک چیز پائی جاتی تھی، اپنی ہی دُنیا میں گم۔'' توصیف نے احسان کو ناخوش گوار انداز میں گھورتے ہوئے کہا۔

''اِس آدمی کا نخرہ ہی بہت ہے، ہر وقت نصیحت آموز لیکچر اس کی زبان پر ہوتا ہے، اس نے سارے دفتر کے ماحول کو خراب کر دیا ہے۔'' اختر کی بات احسان کو بری تو لگی تھی مگر اُس نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے کام میں لگا رہا۔ اُس دن وقفہ ہونے تک جنید نے احسان سے کوئی بات نہ کی۔ جب ایک بجے وہ دفتر سے نکلے تو احسان نے جنید سے پوچھا۔

''کیا آج دوپہر کا کھانا کھانے کا ارادہ نہیں؟''۔

''نہیں، حلوہ پوری کھانے کے بعد دوپہر کا کھانا کھانے کی ضرورت نہیں، تم کھانا کھاؤ میں اپنے بیٹے جمشید کے سکول کوٹ کا پتہ کر کے آتا ہوں۔'' یہ کہہ کر جنید موٹر سائیکل سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ احسان جانتا تھا کہ جنید اُس سے ناراض ہے۔

شام کو جب جنید گھر پہنچا تو جمشید نے اپنے سکول کوٹ کا پوچھا۔

''پرسوں آپ کو کوٹ مل جائے گا۔''

''کل کیوں نہیں، سر روز مجھے اسمبلی میں کوٹ نہ پہننے کی وجہ سے کھڑا کر دیتے ہیں، میں کل سکول نہیں جاؤں گا۔'' جمشید نے روہانسی صورت بنا کر کہا۔

''ایک دو دن کی تو بات ہے، کہیں سے پیسے آنے والے

ہیں۔ جیسے ہی پیسے ملے میں اپنے بیٹے کے لیے نیا کوٹ خریدلاؤں گا۔''

جمشید کے بولنے سے قبل اس کی امی جان وہاں آ گئیں۔

''جمشید کے ابا کہاں سے پیسے آنے والے ہیں۔''

''بس آ رہے ہیں کہیں سے پیسے، تم لوگوں کی ہر ضرورت پوری ہو رہی ہے بس یہی کافی ہے۔''

جنید کے لہجے میں تلخی نمایاں تھی۔

امی جان نے جمشید کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے باہر چل گئیں۔

دوسرے دن دفتر میں احسان اور جنید نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ جب دونوں کا وقفہ کے دوران کینٹین میں آمنا سامنا ہوا تو احسان نے دیکھا کہ جنید کے ہاتھ میں ٹفن نہیں جس سے وہ سمجھ گیا کہ آج وہ گھر سے کچھ لے کر نہیں آیا۔ احسان کے پاس ماش کی دال تھی۔ دال دو آدمیوں کے لیے کافی تھی۔

''جنید بھائی! سالن مت لینا، میرے پاس مزے دار ماش کی دال ہے، تم صرف روٹیاں لے لو۔''

''مجھے نہیں چاہیے تمہارا سالن، اپنا سالن اپنے پاس رکھو۔'' جنید نے تلخ لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے تم مجھ سے ناراض ہو، کیا میرے ناراض ہونے کی وجہ جاننا چاہو گے؟''

''نہیں، وہ وجہ اپنے پاس رکھو۔'' جنید نے اتنا کہا تو اختر قدرے بلند آواز میں بولا۔

''جنید میرے پاس آ جاؤ، آج تمہاری بھابھی نے بہت لذیذ مٹن قورمہ بنایا ہے۔''

یہ سن کر جنید فوراً اختر کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆

جنید دفتر اور جمشید سکول جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

''ابو! آج میں آخری دن کوٹ کے بغیر سکول جا رہا ہوں، آج دفتر سے آتے ہوئے آپ میرا کوٹ لے آئیے گا۔''

''شام تک آپ کا کوٹ آ جائے گا۔'' جنید نے جمشید کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دفتر میں کام کرتے ہوئے جنید کی نظر مسلسل دیوار پر لگی گھڑی پر تھی۔ شوکت نے دس بجے آنے کا کہا تھا مگر اب تو وقفہ ہونے کا وقت ہو گیا تھا۔ جب گھڑی نے ایک بجے کا اعلان کیا تو دفتر کے دیگر لوگوں کے ساتھ جنید بھی بوجھل قدموں کے ساتھ کینٹین کی جانب بڑھا۔ ٹفن میں اس کے پاس کھانا تو تھا مگر کھانا کھانے کو اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔

''راجو! ایک چائے لے آؤ۔''

''کیا آج آپ کھانا نہیں کھائیں گے؟'' راجو نے پوچھا۔

''نہیں، جلدی سے چائے لاؤ۔'' جنید بولا۔

راجو وہاں سے گیا تو احسان بائیں طرف سے اٹھ کر جنید کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اُس نے جنید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

''کیا طبیعت خراب ہے؟''

''نہیں، تم اپنے کام سے کام رکھو۔'' جنید احسان سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار جمشید کا سکول کا کوٹ گردش کر رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد احسان نے ایک گلاس میں جگ سے پانی ڈالا اور گلاس کو جنید کے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔

''اس گلاس میں موجود پانی کو غور سے دیکھو۔''

''میں تمہیں بھی دیکھ رہا ہوں اور گلاس کے پانی کو بھی۔'' یہ کہہ کر جنید وہاں سے اٹھنے لگا تو احسان نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''بیٹھ جاؤ اور میری بات غور سے سنو۔'' پھر احسان نے گلاس کے صاف شفاف پانی میں فرش سے ایک چٹکی مٹی اٹھا کر گلاس میں ڈال دی۔ مٹی کو پانی میں حل کرنے کے بعد احسان نے پانی کا گلاس جنید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''لو بھئی یہ مزے دار پانی پی لو۔''

''میں کیوں یہ مٹی ملا خراب پانی پیوں، تمہارا دماغ تو خراب نہیں؟'' جنید کو احسان پر غصہ آ رہا تھا۔

''چٹکی بھر مٹی ملانے سے پانی کو بھلا کیا ہو گیا ہے؟''۔

''فرش سے مٹی اٹھا کر صاف پانی میں ملا کر مجھے کہہ رہے ہو کہ اتنی سی مٹی ملانے سے کیا ہو گیا ہے، یہ پانی اب پینے کے قابل نہیں رہا، سارا پانی خراب ہو گیا ہے۔'' جنید، احسان کو گھورتے ہوئے بولا۔

''پرسوں تمہارے پاس ایک بزرگ آئے تھے۔''

''ہاں...... ہاں...... جنہوں نے آج دس بجے آنا تھا، ان کی پنشن کا مسئلہ ہے، کیا وہ تمہارے جاننے والے ہیں؟''

''نہیں، وہ میرے جاننے والے نہیں ہیں، کتنے میں اُن سے معاملہ طے ہوا ہے؟'' احسان کی بات سن کر جنید نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''آہستہ بولو، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں، بزرگ سے پانچ ہزار روپے میں معاملہ طے ہوا ہے۔ ان کا کام اب ہو جائے گا۔''

''تم بزرگ سے جو پانچ ہزار روپے لو گے وہ پانچ ہزار روپے نہیں، ایک چٹکی مٹی ہیں جو تمہاری پاک کمائی کو ناپاک کر دے گی جس طرح منوں کے حساب سے پاک دودھ کو گندگی کا ایک قطرہ ناپاک کر دیتا ہے، اسی طرح حلال طریقے سے کمائی ہوئی ہزاروں روپوں کی رقم میں اگر ایک روپیہ بھی حرام کا شامل ہو جائے تو ساری کمائی حرام ہو جائے گی۔ میں حرام کی کمائی سے لائی ہوئی کھانے کی اشیاء میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں میں ایسا نہیں کر سکتا۔'' احسان کی باتوں سے جنید نے جان لیا تھا کہ وہ کیوں اس کے بار بار اصرار کے باوجود اس کے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوتا تھا۔

وقفہ ہوا تو جنید اپنی سیٹ پر واپس آ گیا۔ احسان کی باتوں کی بازگشت اُسے سنائی دے رہی تھی۔ تین بجے بزرگ آئے تو جنید نے اُن کا کام کر دیا۔ بزرگ نے جب پانچ ہزار روپے دینا چاہے تو جنید بولا۔ ''اب ان کی ضرورت نہیں۔''

''کل تو آپ پانچ ہزار روپے مانگ رہے تھے۔''

''وہ کل کی بات تھی، تب میں اندھیرے میں تھا اب اُجالے میں آ گیا ہوں، ایک دوست نے مجھے وہ راستہ دکھایا ہے جو میری نظروں سے اُوجھل تھا۔'' احسان اپنی سیٹ پر بیٹھا جنید کی باتیں سن رہا تھا۔ جب بزرگ چلے گئے تو وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر جنید کے پاس آیا۔ وہ جنید کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

''میں تم سے بہت خوش ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں استقامت عطا فرمائے۔''

''احسان بھائی آپ کا احسان میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا، اب میں رشوت جیسا برا کام نہیں کروں گا، کیا اب آپ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوا کریں گے؟''

''ہاں، کیوں نہیں، میں تمہارے پاک کھانے میں ضرور شریک ہوا کروں گا۔'' احسان بولا۔

کچھ دیر بعد جنید کے موبائل فون پر اُس کی بیگم نے فون کیا۔

''جمشید کے ابا دفتر سے آتے ہوئے جمشید کا سکول کا کوٹ مت لائیے گا۔''

''وہ کیوں؟''

''جمشید کی خالہ نے اپنے بیٹے بلال کا نیا کوٹ بھیج دیا ہے، کوٹ اچھی حالت میں ہے اور جمشید کو پورا بھی ہے۔''

بیگم کی زبانی ساری بات جان کر بے اختیار جنید بول اٹھا۔

''الحمدللہ۔''

حرام کمائی سے اُس نے حلال کمائی کی طرف پہلا قدم ہی اٹھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جمشید کے سکول کوٹ کا مسئلہ حل کر دیا تھا۔

آپ نے مختلف موضوعات پر 60 سے زائد کتب لکھیں

اپنی فرض شناسی اور دیانت داری کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے تھے

محمد شعیب مرزا

پروفیسر انور رومان یکم اکتوبر 1924ء کو تحصیل نکودر جالندھر میں پیدا ہوئے۔ 1945ء میں پنجاب یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم اے کیا۔ 1946ء تا 1960ء تک گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں بطور لیکچرار خدمات انجام دیں۔ 1960ء سے 1971ء تک گورنمنٹ انٹر کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی، گورنمنٹ ڈگری کالج پنڈی گھیب اٹک، گورنمنٹ ڈگری کالج صوابی اور گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ کے پرنسپل کے فرائض انجام دیتے رہے۔ 1971ء سے 1973ء تک ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز اور توسیع تعلیم بلوچستان، 1973ء سے 1976ء تک ڈپٹی سیکرٹری تعلیمات واطلاعات، 1976ء سے 1978ء تک بطور چیئرمین بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ اور 1978ء سے 1984ء تک ڈائریکٹر ایجوکیشن ادارہ نصابیات و مرکز توسیع تعلیم کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔

پروفیسر انور رومان ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ افسانہ نگار، محقق، تاریخ دان، ماہر اقبالیات اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ وہ وسیع مطالعہ کے مالک تھے۔ ملک بھر کے ہزاروں افراد نے ان سے فیض حاصل کیا اور خود دوسروں کو فیض پہنچانے والے بن گئے۔ یہی ایک کامیاب استاد کی معراج ہے۔ ان کے طالب علم ملک بھر کے اہم اداروں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر انور رومان کی ادبی زندگی کا آغاز 1935ء میں ہوا جب وہ چھٹی جماعت میں زیر تعلیم تھے اور ہاتھ سے لکھے جانے والے سکول میگزین ''کارواں'' کے ایڈیٹر رہے۔ 1938ء میں ان کا ادب پارہ جوش ملیح آبادی کے ماہنامہ ''کلیم'' میں شائع ہوا۔ ان کے دیرینہ رفیق کار پروفیسر ارشاد لکھتے ہیں۔ ''رومان صاحب بظاہر فولاد اور بباطن ابریشم ہیں۔ وہ نثر لکھتے ہیں لیکن ان کی نثر شعر کی طرح دل میں اترتی جاتی ہے''۔ ان کا افسانہ ''ویری ناگ'' جو کشمیر کے پس منظر میں لکھا گیا ہے 1948ء میں شائع ہوا۔ ''سائنس'' کے نام سے ان کا افسانہ 1948ء میں ماہنامہ ''نوروز'' سیالکوٹ میں شائع ہوا۔ اقبالیات پر ان کا پہلا مضمون 1949ء میں ''علامہ اقبال اور تاریخ'' کے عنوان سے گورنمنٹ کالج کوئٹہ کے میگزین ''بولان'' کے پہلے شمارہ میں شائع ہوا۔ ان کی شائع شدہ کتب کی تقریباً 60 ہے جن میں ان کے افسانے، آپ بیتی، تنقیدی و تحقیقی مقالے، تاریخ، تراجم اور بچوں کے لیے کتابیں شامل ہیں۔ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کی 14 کتب جبکہ 100 سے زائد انگریزی اور اُردو مضامین مؤقر جرائد میں شائع ہوئے۔ بچوں کے لیے ان کی تین کتب خانہ بدوش، مینار اور تاج محل کی کہانی شائع ہوئیں۔

پروفیسر انور رومان ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ ان کی دیانت بھی ضرب المثل تھی۔ ذاتی خطوط لکھنے کے لیے کاغذ گھر سے لے کر آتے۔ ڈاکٹر طاہر احمد اعوان لکھتے ہیں کہ ''لوگ ان کو دعوتوں میں مدعو کرتے مگر وہ بڑی محبت سے ان کو ٹال دیتے۔ روکھی سوکھی کھاتے اور اپنی کھاتے جب ان کا تبادلہ ہوا تو مجھے ہی ٹکٹ لانے کے لیے پشاور بھیجا۔ فرسٹ کلاس کے ٹکٹ نہیں ملے تو مجبوراً سیکنڈ کلاس کے ٹکٹ لینے پڑے۔ جب میں باقی رقم لے کر ان کے پاس پہنچا تو کہا اسے سرکاری خزانے میں جمع کرا دو۔ میں نے دبی زبان میں کہا یہ آپ کا استحقاق ہے تو جواب دیا کہ جو خرچ ہوا وہی لوں گا۔ میں حیران ہو کر ان کا منہ دیکھنے لگا۔

مجھے وہ منظر اچھی طرح یاد ہے جب ان کو کوئٹہ کے لیے رخصت کیا جا رہا تھا تو صوابی کے قصبے میں بے پناہ ہجوم تھا۔ لوگ گھروں سے نکل آئے تھے۔ جب پشاور صدر ریلوے سٹیشن سے گاڑی رخصت ہو رہی تھی تو کالج کے سٹاف، چھوٹے ملازم، طلباء اور دوسرے بے شمار لوگ موجود تھے۔ سب کی آنکھیں پرنم تھیں۔ ملازم تو دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ اس دن ہمیں پتہ چلا کہ یہ درویش آدمی اپنی حق حلال کی محدود کمائی میں سے کتنے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں کی مدد کرتا تھا۔''



نامور محقق، ادیب، مترجم اور ماہر تعلیم

پروفیسر انور رومان

آپ نے زندگی کا طویل عرصہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزارا

وہ محدود آمدنی کے باوجود غریبوں کی مدد کیا کرتے تھے

8 نومبر 2013ء کو آپ 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے

پروفیسر انور رومان نے ساری زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزاری۔ انہوں نے مختلف اداروں میں ملازمت کے دوران نہایت جانفشانی، فرض شناسی اور دیانت داری سے فرائض انجام دینے کی قابل تقلید مثالیں قائم کیں اور ساتھ ہی نصاب سازی اور اساتذہ کی تربیت کے متعدد پروگرام مرتب کر کے بلوچستان میں معیاری و مقداری دونوں لحاظ سے تعلیمی بہتری کے امکانات روشن کیے۔ پروفیسر انور رومان اور ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر انعام الحق کوثر جو خود بھی محقق، ماہر تعلیم، ادیب اور گولڈ میڈلسٹ کارکن تحریک پاکستان ہیں اور تقریباً 100 کتب کے مصنف ہیں دونوں بھائیوں نے مل کر ادارہ تحقیق و تصنیف اور سیرت اکادمی بلوچستان کے نام سے ادارے قائم کیے اور ان کے تحت کئی کتابیں شائع کر کے علم و ادب اور تاریخ کے چراغ روشن کیے۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر بھی بڑے بھائی کی طرح ایسے ہی عہدوں پر فائز رہے۔ آج بلوچستان میں تعلیم یافتہ افراد کی بڑی تعداد ان دونوں بھائیوں سے فیض یافتہ ہے۔

پروفیسر انور رومان کچھ عرصے سے کراچی میں مقیم تھے اور مختصر عرصہ علیل رہنے کے بعد 8 نومبر 2013ء کو 89 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

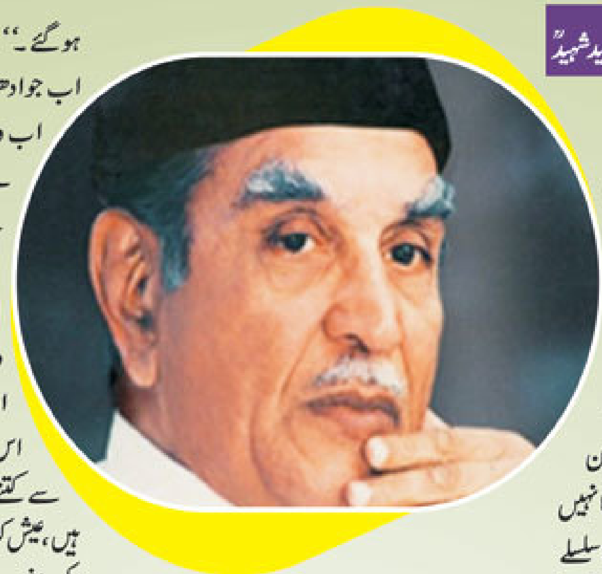
پروفیسر انور رومان کا قول ہے ''اگر نیکی کا دھارا پھیل رہا ہو تو بدی کا دھارا سکڑتا رہتا ہے اور جب یہ طغیانی پر آ جائے تو دوسرا ایک موہوم سی لکیر بن کر رہ جاتا ہے۔''

9 جنوری قومی یوم اطفال۔ بحوالہ تاریخ پیدائش حکیم محمد سعید شہیدؒ

شہید حکیم محمد سعید کا تعلیمی تجربہ مدینۃ الحکمہ۔ یگانہ قلمکار کا حیرت کدہ

یوں لگا جیسے میں مدینۃ الحکمت میں نہیں کسی حیرت کدہ میں سانس لے رہا ہوں

سید علی بخاری



شہید حکیم محمد سعید کی شہادت کے بعد قائم پانے والا ادارۂ سعید، اس کے قیام کا بنیادی مقصد کہ حکیم محمد سعید نے اپنی زندگی میں مختلف شعبوں میں جو کام کیے اور جو ادارے قائم کیے، ان کے حوالے سے تمام مواد کو نا صرف یکجا کیا جائے بلکہ ان تمام دستاویزات کو سائنٹیفک انداز میں محفوظ کیا جائے اور جو صاحبان علم شہید حکیم محمد سعید پر کوئی تحقیق اور کرنا چاہیں، انہیں ان کی مطلوبہ معلومات فراہم بھی کی جائیں۔ اس سلسلے میں اب تک حکیم محمد سعید کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہزاروں خطوط، تصاویر اور دیگر دستاویزات کمپیوٹر کے ایک خصوصی سافٹ ویئر کے ذریعے محفوظ کیے جا چکے ہیں۔ حکیم محمد سعید کی تقاریر کی تقریباً دو ہزار ویڈیوز بھی ادارۂ سعید میں محفوظ کی گئی ہیں جبکہ حکیم محمد سعید کے بارے میں ایک جامع ویب سائٹ بھی بنائی ہے۔ اس کے علاوہ ادارۂ سعید نے شہید حکیم محمد سعید کی حیات و خدمات پر سی ڈی اور ڈی وی ڈیز بھی تیار کرائی گئی ہیں۔ عمومی دلچسپی کے لئے اسی عمارت میں ایک میوزیم بھی قائم کیا ہے۔ جہاں جا کر آپ شہید حکیم محمد سعید کی زندگی کی ایک جھلک دیکھ سکتے ہیں اور اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس طرح ایک تن تنہا شخص نے انتہائی سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے ادویہ سازی کا اتنا بڑا ادارہ ہمدرد قائم کر دیا، تعلیم کے شعبے میں کام کرتے ہوئے سات فیکلٹیز پر مشتمل ہمدرد یونیورسٹی، نونہالوں کی تعلیم کے لئے ہمدرد پبلک سکول قائم کر دیئے جبکہ رفاہی کاموں کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ حال ہی میں ادارۂ سعید کی جانب سے ''شہید حکیم محمد سعید یادگاری لیکچر'' کا اہتمام مدینۃ الحکمہ میں کیا گیا۔ سب کے جانے پہچانے ادیب، صحافی اور کالم نگار انتظار حسین مہمان مقرر کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ ادارۂ سعید کی جانب سے راقم کو بھی خصوصی طور پر شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ انتظار حسین صاحب نے اپنے احساسات کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا ''میں اپنی نجی مصروفیات کے حساب سے ابھی مذبذب تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ آپ کو کراچی پہنچ کر مدینۃ الحکمہ چلنا ہے، مدینۃ الحکمہ کا نام سنتے ہی گزرے برسوں کے بھولے بسرے وہ دن اچانک حافظہ میں جی اُٹھے اور میرے تصور میں جگمگانے لگے۔'' جب اہل شام ہمدرد کے اہتمام میں ایک رنگا رنگ قافلہ لاہور سے کراچی روانہ ہوا۔ اس رنگا رنگ قافلہ میں کیا کیا لوگ تھے۔ کوئی شاعر، کوئی صحافی، کوئی استاد، کوئی اہل علم۔ گرد کارواں بن کر ساتھ اس کارواں کے ہم بھی تھے۔ کراچی سے آگے بس کا سفر شروع ہوا۔ کیا اوبڑ کھابڑ رستہ تھا۔ شہر کی گہما گہمی پیچھے رہ گئی۔ جہاں جا کر قافلہ رُکا وہ کتنی بے آباد جگہ تھی۔ ہم حیران کہ ہمارے حکیم صاحب نے کہاں اتنی دور جا کر مدینۃ الحکمہ بسانے کی ٹھانی ہے۔ خیر بنیاد اس مبارک نگر کی اس طرح رکھی گئی کہ سب یارانِ قافلہ نے ایک ایک اینٹ رکھی اور بنیاد ڈالنے والوں میں شامل ہو گئے۔''

''سفید لباس حضور رسول مقبول ﷺ کی سُنت ہے''۔ حکیم سعید

جو ویران جگہ تھی وہاں اب علم و حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں

اب جو ادھر سے بلاوا آیا اور اس اطلاع کے ساتھ کہ اب وہ ویرانہ ایک شاد آباد نگر ہے۔ علوم کا چرچا ہے۔ اہل دانش کی گہما گہمی ہے۔ علم و حکمت کے پیاسوں کی سیرابی کا سامان مہیا ہے۔ حیرانی ہی حیرانی۔ پھر سوچا کہ سنی سنائی پر اعتبار مت کرو، چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھو، سو دیکھ رہا ہوں اور حیران ہو رہا ہوں اور الف لیلہ کا ابوالحسن بنا ہوا ہوں۔ حیرانی اس حساب سے بھی ہوئی کہ پاکستان میں خیر سے کتنے اہل ثروت براجتے ہیں۔ دولت میں کھیلتے ہیں، عیش کرتے ہیں، چین کی بنسری بجاتے ہیں۔ ان کی دانست میں دولت کا مصرف ہی کچھ ہے، ادھر تقسیم کے ہنگام ایک نوجوان دلی سے دامن جھاڑ کر اُٹھا، خالی ہاتھ پاکستان پہنچا۔ ساڑھے بارہ روپے ماہانہ کرائے کا فرنیچر لیا اور ہمدرد دوا خانے کا آغاز کیا۔ کہتے ہیں کہ ''میں نے فن طب کے وقار اور بزرگوں کی روایت کا احترام کیا مطب میں مریضوں کی خدمت کو شعار بنایا اور فیس کے نام پر ایک پیسہ نہیں لیا''۔ فیس نہ تب لی تھی نہ اس کے بعد جب ہمدرد ٹرسٹ اتنا امیر ہو گیا کہ اس نے علم و حکمت کے نام پر ایک شہر آباد کر ڈالا۔ یہ سن لیجئے کہ ہمدرد ٹرسٹ تو امیر ہوتا چلا گیا۔ مگر حکیم صاحب کا وہی حال اور وہی پرانی چال۔ روز رات کو شیروانی اپنے ہاتھ سے دھوئی۔ صبح کو زیب تن کی۔ گھر سے قدم نکالا تو سر سے پیر تک سفید براق۔ کسی نے پوچھا کہ آپ جاڑے، گرمی، برسات، سفید شیروانی پہنے نظر آتے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ۔ جواب دیا کہ سفید لباس حضور رسول مقبول ﷺ کی سنت ہے۔ یہ جواب اپنی جگہ بجا ہے مگر جب جب ہم نے حکیم صاحب کو اس سے نمودار دیکھا کہ سفید اچکن، چوڑی دار سفید پاجامہ، پیروں میں سفید سلیم شاہی جوتی، تو ہمیں لگا کہ دلی کی تہذیب حکیم صاحب کی صورت مجسم ہو کر نمودار ہوئی ہے۔ ارے جب ہی تو حکیم صاحب طب کو پیشہ بتانے والے کو فوراً ٹوکتے تھے کہ پیشہ نہیں فن شریف ہے۔ مریض مطب

بقیہ صفحہ نمبر: 48 پر









مسلمانوں کے اس مرکزِ عشق میں مسلسل توسیع ہو رہی ہے

مسجدِ نبوی ﷺ

صبا شفیق

سرکارِ دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کی اجتماعی عبادت کے لئے ایک مرکز کی ضرورت محسوس کی۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی قصویٰ نے قیام فرمایا تھا ایک ناہموار قطعہ زمین تھا جو دراصل نخلستان تھا۔ یہ دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھا۔ دونوں بچے بلامعاوضہ زمین مسجد کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے مگر یہ بھلا کیونکر ممکن تھا کہ رحمت اللعالمین ﷺ وویتامیٰ کو ان کے حقوق سے محروم کر دیتے۔ چنانچہ یہ جگہ خریدنے کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں اور ٹیلوں کو برابر کر دیا جائے۔ کھجور کے درخت کاٹ کر دیوار کی طرح کھڑے کر دیئے گئے اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ مسجد کی بنیاد نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرامؓ تعمیر مسجد کیلئے اینٹیں اٹھا کر لاتے جاتے۔ آپ ﷺ بھی بہ نفسِ نفیس تعمیر مسجد میں مصروف رہتے۔

چودہ سو سال پہلے یہ مسجد سادہ مگر پروقار عبادت گاہ تھی۔ جس کی تعمیر میں کھجور کے پتے اور تنے استعمال ہوئے تھے۔ بارش ہوتی تھی تو چھت ٹپکتی تھی اور حضور اکرم ﷺ اور جلیل القدر رفقاء اس گیلی زمین پر بھی بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے لہٰذا صحن مسجد میں کنکر بچھا دیئے گئے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ مسجد میں آرام فرماتے تو جسدِ مبارک پر کنکروں کے نشانات پڑ جاتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر پہلی بار مسجد کی ازسرِنو تعمیر و توسیع فرمائی۔ موجودہ مسجد اگرچہ جزوی طور پر ترکی کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن ایک بڑا حصہ سعودی عرب کے شاہ عبدالعزیز السعود اور ان کے جانشینوں شاہ فیصل، شاہ خالد اور شاہ فہد بن عبدالعزیز کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جدید ترین توسیع خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے دور میں ہوئی جو اب تک کی تمام توسیعات میں سب سے بڑی سمجھی جاتی ہے۔

17 ہجری میں خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس رقبہ میں چودہ سو مربع میٹر کا اضافہ کروایا۔ 28/30 ہجری میں حضرت عثمان غنیؓ نے 496 مربع میٹر کی توسیع کروائی۔ 88 ہجری میں اموی خلیفہ ولید بن الملک نے مسجد کی ازسرِنو تعمیر و توسیع کروائی اس طرح 2369 مربع میٹر رقبہ اور بڑھا۔

141 ہجری میں خلیفہ عباسی نے 2450 میٹر مزید توسیع کروائی۔ 9 ہجری میں جب مسجد کو آگ لگی تو بحالی کا کام ہوا اور اس دوران 120 میٹر کا اضافی رقبہ تعمیر ہوا۔ 1265 ہجری میں مسجد کی تعمیر و ترمیم کے علاوہ 1293 مربع میٹر رقبہ بڑھا۔ 1370 ہجری میں شاہ سعود پھر شاہ فیصل اور پھر شاہ خالد نے بھی مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع کی۔ مگر شاہ فہد کے دور میں مسجد کا رقبہ 16,500 مربع میٹر سے بڑھ کر 1,65000 مربع میٹر ہو گیا۔

6 محرم 1406 ہجری بمطابق ستمبر 1985ء کو اس عظیم توسیعی منصوبے کا آغاز ہوا۔ اس تعمیر میں 82000 مربع میٹر رقبہ شامل کیا گیا۔ اس حصہ میں 1,85000 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس کے نیچے اتنی ہی جگہ پر ایک تہ خانہ بھی بنایا گیا ہے جہاں پر ایئر کنڈیشن کولنگ اور دیگر سہولتوں کیلئے آلات لگے ہوئے ہیں۔ اس توسیعی منصوبے میں مسجد کے آس پاس 2,35000 مربع میٹر رقبہ کو بھی نمازیوں کیلئے قابل استعمال بنایا گیا ہے۔ 45 ہزار مربع میٹر میں ایسا سنگ مرمر لگایا گیا ہے جو گرم موسم میں نسبتاً ٹھنڈا رہتا ہے۔









بقیہ ایک 1,90,000 مربع میٹر پر خوبصورت رنگین اسلامی طرز کے جیومیٹری کی اشکال کے گرینائٹ پتھر بچھائے گئے ہیں۔ اگر ان خالی مقامات کو پوری طرح استعمال کیا جائے تو وہاں صحن میں 4,30,000 نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح پوری مسجد کی اندرونی چھت پر اور اردگرد صحن میں 7 لاکھ نمازیوں کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے اور جب نمازیوں اور زائرین کی تعداد عروج پر ہوتی ہے تو اس وقت 10 لاکھ افراد وہاں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مسجد کے باہر صحن کے جو حصے نمازیوں کیلئے قابل استعمال بنائے گئے ہیں ان کے نیچے تہ خانوں میں وضو خانے اور کار پارکنگ کیلئے بھی جگہ نکالی گئی ہے۔ اوپر صحن میں صرف پیدل آنے جانے والوں کو اجازت ہے۔ کاروں کو داخلے کی اجازت نہیں۔ مسجد کے اطراف میں رات کے وقت صحن کو روشن رکھنے کیلئے 151 ستونوں پر جنہیں گرینائیٹ اور مصنوعی پتھروں سے چھپایا گیا ہے خصوصی روشنیاں لگائی گئی ہیں۔ اس توسیعی منصوبے کے تحت مسجد کے پرانے حصے کے صحن میں 12 بڑی چھتریاں نصب کی گئی ہیں ان میں سے ہر چھتری 306 مربع میٹر جگہ کو سایہ فراہم کرتی ہے۔ چھتریاں خودکار طریقے سے کھلتی اور بند ہو سکتی ہیں۔ موسم کے مطابق نمازیوں کو دھوپ سے بچانے یا تازہ ہوا فراہم کرنے کیلئے انہیں حسب ضرورت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مسجد کی چھت پر حرکت کرنے والے 27 گنبد بھی نصب کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر گنبد 324 میٹر جگہ گھیرتا ہے۔ ان گنبدوں کو ریموٹ کنٹرول کی مدد سے بجلی کے ذریعے بند کیا اور کھولا جا سکتا ہے۔ مسجدِ نبوی ﷺ کی زیریں منزل پر سنگ مرمر سے آراستہ 2028 ستون نصب کئے گئے ہیں جن کے اوپر پیتل کی میناکاری کی گئی ہے اور ان ہی میں لاؤڈ سپیکر لگائے گئے ہیں۔

مسجدِ نبوی ﷺ کے توسیعی منصوبے میں بجلی کا جو کام کیا گیا ہے اس کے تحت 68 بڑے اور 111 چھوٹے فانوس لگائے گئے ہیں جن میں تانبا اور کرسٹل استعمال کیا گیا ہے۔

کیمرہ ٹی وی نظام کے ذریعے مسجد کے تمام اندرونی و بیرونی حصوں پر نظر رکھی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ہنگامی صورتحال میں مسجد کو منور کرنے کیلئے ایک خصوصی نظام وضع کیا گیا ہے جس میں خاص قسم کی بیٹریاں استعمال کی گئی ہیں۔ آگ کی نشاندہی کرنے اور بجھانے والے خاص آلات بھی مسجد کے اندر نصب کئے گئے ہیں۔

مسجدِ نبوی ﷺ میں ایئر کنڈیشنگ کا جو نظام لگایا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کا دنیا کا سب سے بڑا نظام ہے۔ اس نظام میں ٹھنڈک پہنچانے والے جو پائپ استعمال کئے گئے ہیں وہ سات کلومیٹر طویل سرنگ سے گزر کر مسجد کے توسیعی حصے کے تہ خانے میں پہنچتے ہیں۔ مسجد کا اصل سروسز پلانٹ سات کلومیٹر دور واقع ہے اور 70 ہزار مربع میٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ ایئر کنڈیشنگ پلانٹ کے ساتھ ایک اور خصوصی عمارت بھی ہے جہاں بجلی کے جنریٹر نصب ہیں۔ ان میں سے 5 مسجدِ نبوی ﷺ کیلئے اور ایک کار پارکنگ پروجیکٹ کے لئے ہے۔ پلانٹ کے تمام برقی اور میکانیکی نظام کو کمپیوٹر روم میں بیٹھ کر کنٹرول کیا جاتا ہے۔

مسجدِ نبوی ﷺ کے شمالی جنوبی اور مغربی سمت کے حصوں میں دو منزلہ کار پارکنگ ایریا دو لاکھ نوے ہزار مربع میٹر رقبے پر مشتمل ہے۔ ان ہی حصوں میں زیرزمین وضو خانے اور حمام بنے ہوئے ہیں۔ ان میں اُترنے کیلئے 116 برقی سیڑھیاں اور 57 سیڑھیاں ہیں۔ وضو کیلئے نلکوں کی تعداد 5600 ہے۔ بیت الخلاء کی تعداد 1890 اور ٹھنڈے پانی کے نلکوں کی تعداد 690 ہے۔

مسجدِ نبوی ﷺ کے کل 11 دروازے یہ ہیں: مشرقی جانب تین دروازے ہیں: باب جبرائیلؑ باب انبیاءؑ باب عبدالعزیز۔ مغربی جانب چار دروازے یہ ہیں باب اسلامؑ باب ابوبکرؓ باب الرحمۃ اور باب سعود۔ شمال کی جانب کے تین دروازوں کے نام یہ ہیں: باب عمرؓ باب عبدالمجید باب عثمانؓ۔ ایک نیا دروازہ باب فہد بھی بنایا گیا ہے کیونکہ اُن کے توسیعی کارنامے کی بدولت ہی مسجدِ نبوی ﷺ بدر کامل کی طرح جگمگا رہی ہے۔ ہر سال بڑھتی ہوئی زائرین کی تعداد کے پیش نظر سعودی حکومت مزید انتظامی بہتری لا رہی ہے اور مزید توسیع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی اس عظیم خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

(وقت کے ساتھ ساتھ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں توسیع ہوتی جا رہی ہے)



بندہ تو گنہگار ہے رحمان ہے مولا

سلمیٰ سید

منیر احمد سر پکڑے بیٹھے تھے اور ان کی نظروں کے سامنے وہ دن گھوم رہے تھے جب وہ اپنے نیک سیرت اور نیک طبیعت والد کی نصیحتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتے تھے۔ منیر احمد کے والد ایک سرکاری سکول میں ٹیچر تھے۔ اپنی محدود آمدنی میں صبر و شکر سے گزارہ کرتے تھے اور اپنے تمام شاگردوں اور ملنے والوں کو جہاں نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتے تھے وہاں اُن کا اس بات پر پختہ یقین تھا کہ ہر انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

"ہر انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔"

اور وہ اپنے طالب علموں کو بھی یہی سبق دیتے تھے کہ زندگی میں ہمیشہ راست بازی، سچائی اور دیانت داری سے کام لیں اور ہر انسان کے عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر آپ کی نیت اور ارادہ اچھا ہے تو آپ زندگی میں ہمیشہ کامیاب اور کامران رہیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"انما الاعمال بالنیات"۔

بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

لیکن منیر احمد نجانے کس پر گیا تھا۔ اپنے والد سے یکسر مختلف۔ اس کے سر میں جلد سے جلد امیر ہونے کی تمنا سمائی ہوئی تھی۔ وہ اپنے باپ کا مذاق اڑاتا تھا کہ وہ ہمیشہ لکیر کے فقیر رہیں گے۔ کبھی ترقی کے گر نہیں سیکھ سکیں گے اور نہ ہی کبھی امیروں کی صف میں شامل ہو سکیں گے۔ اس کے دوست بھی امیر ماں باپ کے بگڑے ہوئے بچے تھے جن کا مشغلہ لوگوں کو تنگ کرنا اور لوگوں سے موبائل اور موٹر سائیکلیں چھیننا تھا۔ ان تمام لڑکوں نے مل کر ایک گروہ بنایا ہوا تھا جس کی قیادت اس کا ایک دوست کرتا تھا۔ جس کے والد محکمہ پولیس میں ایک اعلیٰ افسر تھے۔ جن کی وجہ سے اُن پر ہاتھ ڈالتے ہوئے ہر کوئی گھبراتا تھا۔ زندگی کا پہیہ یونہی چلتا رہا اور منیر احمد نے جلد سے جلد امیر بننے کی تمنا میں ہر حد پھلانگ لی۔

اسمگلنگ، چوریاں اور لوگوں کو اغوا کر کے تاوان حاصل کرنا یہ سب اُن کی زندگی کا حاصل تھے۔ ماں، باپ نے تنگ آ کر ان کو کچھ کہنا سننا ہی چھوڑ دیا اور منیر احمد تمام غیر اخلاقی کام کر کے امیر سے امیر تر ہوتا گیا اور جیسا کہ آجکل کا دستور ہے کہ پیسے والوں کی ہر کوئی عزت کرتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ پیسہ کن ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے۔ سب پیسے والوں کے آگے پیچھے پھرتے ہیں۔ منیر احمد کے بہت چاہنے والے پیدا ہو گئے۔ جو اُس کی جی حضوری کر کے اس کے پیسوں پر عیش کرتے تھے اور اسی قماش کے دوستوں میں سے ایک کے گھر منیر احمد کا رشتہ طے ہو گیا اور شادی کے بعد ماں باپ نے سوچا کہ اب وہ سُدھر جائے گا اور اپنی زندگی کا چلن بدل ڈالے گا۔ لیکن یہ سب خام خیالی ثابت ہوئی۔

جب منیر احمد خود صاحب اولاد ہوا تو اس کے دل میں یہی تمنا تھی کہ میرے بچے اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کریں اور زندگی کی دوڑ میں سب سے آگے رہیں۔ منیر احمد کے بچے اعلیٰ تعلیم تو حاصل کر گئے لیکن رنگ ڈھنگ میں انہی پر پڑے تھے انہی کی طرح غیر ذمہ دار، لاپرواہ اور اپنے حال میں مست۔ ان کے تمام دوست امراء کے وہ بچے تھے جو زندگی کو اپنے انداز میں گزارنا چاہتے تھے۔ ہلہ گلہ، موج مستی جن کا وطیرہ تھا۔ وہ بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چل نکلے تھے۔ جس کا انجام تباہی اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ منیر احمد کے دونوں بیٹے کا چوری اور اغوا برائے تاوان کے جرم میں پکڑے گئے۔ عدالتی کارروائیوں میں پیسہ اور عزت دونوں ہاتھ سے جاتی رہیں۔ وہ لوگ جو ان کی راہوں میں آنکھیں بچھاتے تھے ان کا برا وقت آتے ہی ان سے دور ہو گئے اور آنکھیں پھیر لیں۔

اب منیر احمد کو احساس ہوا کہ وہ کیا کر بیٹھے ہیں۔ جلد سے جلد امیر ہونے کی تمنا میں انہوں نے تمام اخلاقی اقدار کو پھلانگ لیا تھا اور اپنی اولاد کو حرام اور حلال کی تفریق نہیں سمجھائی تھی۔ دنیاوی لذتوں میں کھو کر آخرت کی فکر چھوڑ دی تھی اور جب وہ اللہ کی پکڑ کی گرفت میں آئے تو اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے تھے۔ دنیاوی لذتوں کی خاطر آخرت کی فکر، اچھا انسان بننے کی فکر کھو کر انہوں نے بہت بڑا خسارہ اٹھایا تھا۔ اب انہیں احساس ہوا کہ اپنے نیک سیرت والدین کی نافرمانی کر کے وہ دنیا اور آخرت دونوں لٹا بیٹھے ہیں۔ اُن کے دل میں احساس زیاں پیدا ہونے لگا۔ انہوں نے سچے دل سے اپنے رب سے معافی چاہی۔ اچانک قریبی مسجد سے اذان کی آواز سنائی دینے لگی۔ حی الفلاح حی الفلاح، آؤ بھلائی کی طرف۔ منیر احمد کے قدم میکانکی انداز میں مسجد کی طرف اٹھنے لگے کہ اللہ کی رحمت تو لامحدود ہے۔ وہ بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اللہ کی ذات تو رحیم و کریم ہے۔ وہ ضرور میرے گناہ معاف کر دے گا۔ منیر احمد نے دل میں سوچا اور جلدی سے مسجد میں داخل ہو گیا۔

فلاح کی طرف اُس نے اپنا پہلا قدم اٹھا لیا تھا۔

بندہ تو گنہگار ہے رحمان ہے مولا
بندے پہ کرم کرنا تیری شان ہے مولا





مظہر علی خان
مینجنگ ڈائریکٹر
نیشنل بک فاؤنڈیشن

بچے کسی بھی قوم کا گرانقدر سرمایہ ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی سچائیوں کی طرح ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لیے انمول تحفوں جیسی ہوتی ہیں۔ اگر ان کی صحیح سمت رہنمائی کی جائے اور انہیں بہترین تعلیم و تربیت دی جائے تو اس سے ہمارا آنے والا کل اور زیادہ روشن ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ان کی کردار سازی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان ہی میں سے کل کے بہترین رہنما پیدا ہوں گے جو قوم کی صحیح سمت میں رہنمائی کر سکیں گے۔

مظہر علی خان



سردار آصف احمد علی
سابق وزیر خارجہ

Children, You are the future of Pakistan. Work hard. Don't tell lies. Don't accept lies from anyone

Sardar Aseff Ahmad Ali

بچو! آپ پاکستان کا مستقبل ہیں۔ خوب محنت کریں، جھوٹ نہ بولیں اور نہ ہی کسی کا جھوٹ تسلیم کریں۔



شاہدہ ساجد
ٹریز۔ سوشل ورکر
اسلام آباد

مشکلات ہمیشہ اچھے لوگوں کے حصہ میں آتی ہیں۔ کیونکہ وہ ہی اسے بہترین طریقے سے انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

شاہدہ ساجد

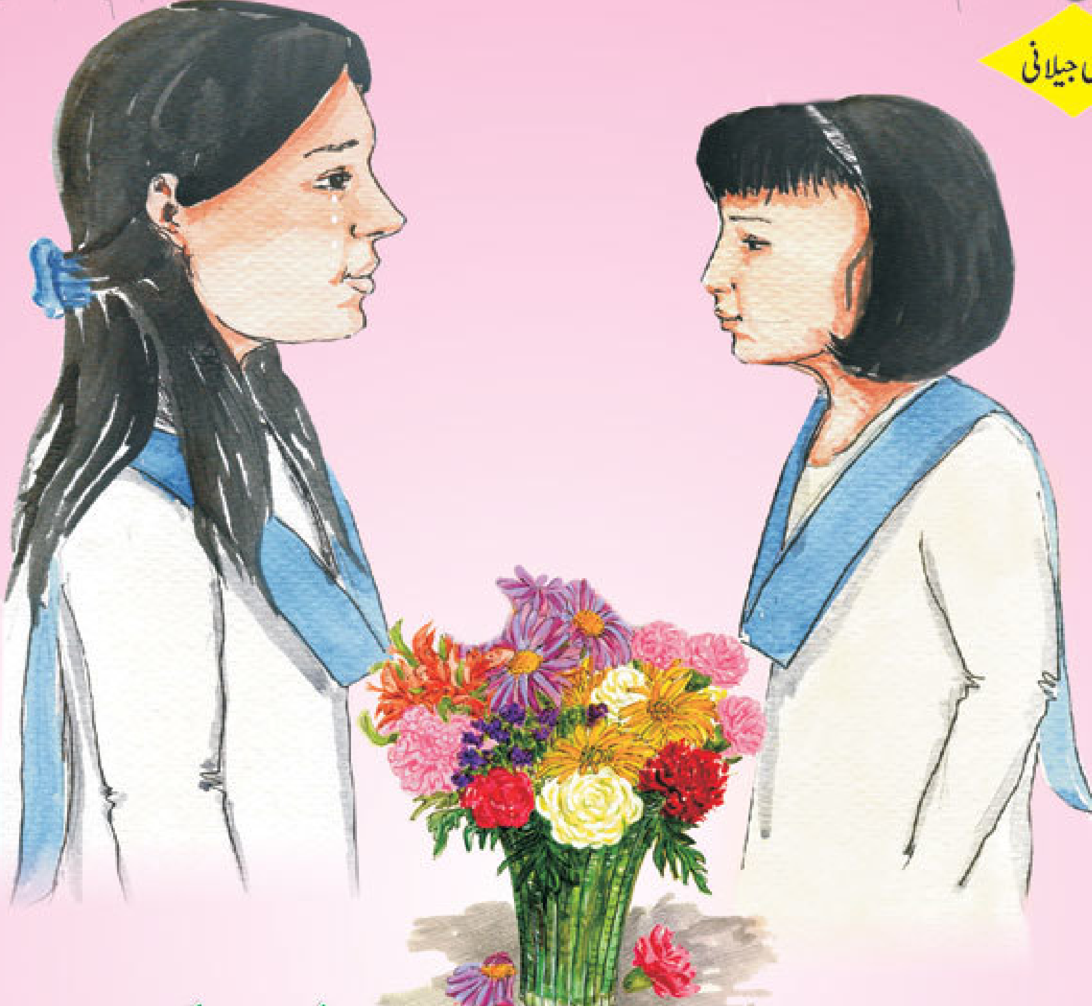


ڈاکٹر ثانیہ نشتر
سابق وفاقی وزیر
بانی صدر ''ہارٹ فائل''
اسلام آباد

تندرستی ہزار نعمت ہے۔ اس نعمت کی قدر کریں اور خود کو تندرست و توانا رکھنے کی کوشش کریں کیونکہ ملک کا مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے اور تندرست و توانا افراد ہی اس ملک کا مستقبل سنوار سکتے ہیں۔

ثانیہ نشتر

سلمیٰ جیلانی



میلا اور اُجلا لباس نہیں دل دیکھنا چاہیے

پیلی تانیہ

گرمیوں کی چھٹیاں ہونے والی تھیں، ہم سب چھٹی کلاس پاس کر چکے تھے اور بہت خوش تھے کہ آخر کار اس چھوٹی سی کلاس سے ہماری جان چھوٹ جائے گی اور ہم ایک بڑی کلاس میں جا کر کھل کر سانس لے سکیں گی، لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنی ہر دل عزیز ٹیچر رومانہ کو الوداع کہنے کا بھی افسوس تھا

لائبہ نے تجویز پیش کی "کیوں نہ ہم سب پیسے اکھٹے کر کے ان کے لئے کوئی یادگار تحفہ خرید لیں"

ارے واہ۔ یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے ہم سب کلاس فیلوز ایک ساتھ چلائیں، ابھی لائبہ نے کچھ اور کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ پیلی تانیہ ایک دم سامنے آ گئی اور جلدی سے بولی، میرے لئے یہ کچھ مشکل نہیں میرے گھر کے پاس ہی شاپنگ مال ہے اور میں نے وہاں ایک شیشے کی چیزوں کی بڑی اچھی دکان دیکھی ہے۔ وہاں سے کوئی بھی شیشے کا گلدان خرید کر لا سکتی ہوں"

اس کا نام تو تانیہ تھا لیکن اس کے کپڑے ہمیشہ استری کے بغیر ہوتے اور سفید یونی فارم پیلا پیلا رہتا تھا اسی لئے ہم نے اس کا نام پیلی رکھ دیا تھا۔

لائبہ نے ناک سکوڑتے ہوئے پیلی کی طرف دیکھا اور منہ بنا کر بولی "ہنہ۔ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں تم ہمارے کول گروپ میں شامل کیسے ہو گئیں، تمہارا لایا ہوا تحفہ کول گروپ کی پسند نہیں ہو سکتا۔"

پیلی شرمندگی سے سرخ ہو گئی اور خاموشی سے اپنی سیٹ پر واپس چلی گئی، مجھے اس وقت پیلی پر بہت ترس آیا لیکن خاموش رہی کیونکہ لائبہ جو کول گروپ کی لیڈر تھی مجھے اپنے گروپ سے باہر کر سکتی تھی۔

پیلی ایک غریب علاقے میں رہتی تھی اس کی امی لوگوں کے گھروں میں صفائی کا کام کرتی تھیں۔ پیلی کے بہن بھائی اس سے چھوٹے تھے، پیلی کے ابو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور وہ کوئی کام کرنے کے قابل نہیں تھے، مجھے یہ ساری باتیں اس لئے معلوم تھیں کیونکہ کچھ عرصہ پہلے اس کی امی ہمارے گھر صفائی کا کام کرتی تھیں اور امی کی سفارش پر ہی انہیں اسکول میں نوکری ملی تھی۔

میری امی غریبوں سے بڑی ہمدردی کرتی ہیں۔ مجھے بھی ہمیشہ سمجھاتیں کہ پیلی سے اچھی طرح پیش آیا کرو لیکن مجھے وہ بلکل اچھی نہیں لگتی تھی۔ اسکول میں اس کے نمبر ہر مضمون میں مجھ سے زیادہ جو آتے تھے، اگرچہ میں بہت کوشش کرتی کہ پیلی کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کروں لیکن اس کا چہرہ دیکھتے ہی میرا دل چاہتا اس کے بال کھینچ کر بھاگ

جاؤں جو ہمیشہ ایک سوتی ربن سے بندھے رہتے تھے۔

لائبہ نے اپنے خوبصورت چمکیلے بالوں کی پونی کو جھلاتے ہوئے کہا ''کل تمام کلاس فیلوز گھر سے پیسے لے کر آئیں، میں ان سب لڑکیوں کے نام تجویز کروں گی جو اسکول کی چھٹی کے بعد تحفہ خریدنے جائیں گی۔ میں نے مس رومانہ سے پہلے ہی اجازت لے لی ہے"۔

اگلے دن اسکول کی چھٹی کے بعد ہم پانچ گروپ ممبرز اسکول کے قریب واقع شاپنگ مال کے باہر ایک گفٹ شاپ پہنچیں، بڑی تلاش کے بعد ایک نازک سا شیشے کا گلدان ہم سب کو بہت پسند آ گیا۔ اس پر شیشے کی پھولوں کی پتیاں الگ سے لگی ہوئی تھیں اور ان پر بہت پیارا ہرا رنگ پینٹ ہوا تھا جو گلابی اور سنہرے رنگوں سے مل کر اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔

میرا دل چاہا یہ گلدان میں لے لوں۔ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ لائبہ نے دکان دار کو دیتے ہوئے ہدایت کیا سے ڈبے میں رکھ دیں لیکن ابھی پیک نہ کریں۔ ہم اپنی سب ساتھیوں کو دکھا کر خود پیک کریں گے۔ دکان دار نے اسے ایک بڑے گتے کے ڈبے میں رکھا اور رنگین ریپر اور ربن کی تھیلی لائبہ کو تھماتے ہوئے کہا ''یہ سامان اس کی پیکنگ کیلئے ہے، لائبہ نے ڈبہ مجھے دے دیا اور بولی اسے تم اپنے لاکر میں دینا، ہم کل تمام کلاس کو دکھا کر پیک کر کے مس رومانہ کو تحفے میں دیں گے"۔

میں نے خوشی خوشی سر ہلایا، کول گروپ کی لیڈر نے یہ ذمہ داری مجھے دی تھی، میں بہت فخر محسوس کر رہی تھی، اسکول واپس آ کر تحفے کو لاکر میں رکھتے ہوئے میرا دل چاہا کہ ایک بار پھر اس خوب صورت گلدان کو دیکھوں۔ میں نے ڈبے سے گلدان نکالا اور اس کی پتیوں کو چھو کر دیکھنے لگی لیکن وہ تو بہت ہی نازک تھیں۔ ایک دم گلدان میرے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا لیکن لاکر کے دروازے سے لگ کر اس کی دو پتیاں ٹوٹ گئیں۔ کر میرے ہاتھ میں آ گئی، ارے یہ کیسے ہو گیا، میں ایک دم ساکت سی ہو گئی، میرا دل بہت اداس ہو گیا اور ڈر بھی لگ رہا تھا جب سب کو معلوم ہو گا کہ میں نے گلدان توڑ دیا تو مجھے سب سہیلیاں اپنے گروپ سے نکال دیں گی اور اتنا مہنگا تحفہ میں کیسے خریدوں گی۔

میں نے چپکے سے اسے واپس لاکر میں رکھ دیا اور خاموشی سے اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی میں نے ادھر ادھر دیکھا سب باتوں میں لگے تھے کسی نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔

اگلی صبح جیسے ہی میں اسکول پہنچی لائبہ نے مجھے دیکھ لیا اور دور ہی سے بولی ''اوہ علینہ! میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی، لاؤ۔۔ وہ تحفہ اپنے لاکر سے لے آؤ۔۔ ہم اسے سب کلاس فیلوز کو دکھاتے ہیں"۔

میں بہت پریشان تھی لیکن اس کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، لائبہ نے کلاس کی سب لڑکیوں کے سامنے گلدان ڈبے سے نکالا۔

ارے۔۔۔ یہ کیا ہوا یہ پھول کیسے ٹوٹ گیا'' وہ ایک دم غصہ سے چلائی۔

علینہ!'' اس نے میری طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" تم بتاؤ۔ یہ کیسے ٹوٹا، اسے تمہاری حفاظت میں رکھنے کو دیا گیا تھا''۔

میں گڑبڑا گئی، سب کی سوالیہ نظریں میری طرف ہی تھیں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بہانہ بناؤں۔

لائبہ اور ساری لڑکیاں مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔

کہ اچانک پیلی تانیہ سامنے آ گئی اور بولی ''ہم اس گلدان کی جگہ نیا گلدان لے لیں گے، تم لوگوں کو علینہ کو نہیں ڈانٹنا چاہیے"

لائبہ نے جل کر کہا اور اس کے لئے پیسے کہاں سے آئیں گے، اتنا مہنگا گلدان ہم دوبارہ نہیں خرید سکتیں، اب علینہ کو اپنے پاس سے سارے پیسے دے کر تحفہ خریدنا ہو گا"

میں تانیہ کا منہ دیکھنے لگی، ''میں تو اپنی امی کو نہیں بتا سکتی وہ مجھے بہت ڈانٹیں گی، ''میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

لائبہ اور میری ساری سہیلیاں کندھے اچکاتی یہ کہہ کر چلی گئیں، ''ہم کچھ نہیں جانتے، تم کو کل نیا گلدان لانا ہو گا ورنہ ٹیچر رومانہ سے تمہاری شکایت کریں گی اور تمہیں کول گروپ سے بھی نکال دیا جائے گا"۔

اب میں اور تانیہ وہاں رہ گئی تھیں، اس نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا'' میرے پاس کچھ پیسے ہیں جو میں نے نئے جوتے خریدنے کے لئے جمع کیے ہیں۔ مجھے امید ہے ان پیسوں میں اچھا گلدان آ جائے گا، کوئی بات نہیں میں پرانے جوتوں میں ہی گزارہ کر لوں گی"۔

میں ہکا بکا تانیہ کی طرف دیکھنے لگی۔ حیرت اور شرمندگی سے مجھ سے اس کا شکریہ تک ادا نہیں کیا گیا، میں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ آج وہ مجھے اجلی تانیہ لگ رہی تھی۔

میری امی ٹھیک کہتی ہیں ''تانیہ ایک حقیقی دوست کہلانے کے لائق ہے جس نے مشکل وقت میں میرا ساتھ نہیں چھوڑا"۔



اس کی ہدایت پر عمل کیا گیا تھا لیکن۔۔۔

فہرست غائب تھی

سارہ جاوید

آج سکول میں بہت تھکا دینے والا دن تھا۔ دراصل آج پیر کا دن تھا اور سینڈاپ امتحان شروع ہونے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا۔ ابھی کچھ نصاب بھی مکمل کرنا تھا۔ ساری اساتذہ کا کہنا تھا کہ آپ لوگ زیادہ سے زیادہ پڑھیں تاکہ نصاب مکمل ہو کر کچھ دہرائی بھی ہو سکے۔ سب کو اثبات میں سر ہلانا پڑا۔

جویریہ کو آج سب اساتذہ سے خوب ڈانٹ پڑی۔ بات تھی ہی ڈانٹنے والی۔ اصل میں وہ کئی دن سے اساتذہ کو ٹرخا رہی تھی۔ اردو کی استانی کئی دنوں سے اسے نوٹس واپس کرنے کو کہہ رہی تھیں تو ریاضی کی استانی سرکلر پر دستخط کرانے کو کہہ رہی تھیں۔ پچھلے مہینے جویریہ بیماری کی وجہ سے ایک ہفتے کی رخصت پر رہی تھی۔ اسی لئے سب کام ادھورے تھے۔ روزانہ جب وہ گھر واپس آتی تو اتنا تھکی ہوتی کہ آتے ہی سو جاتی اور جب شام کو اٹھتی تو سارے کام بھول چکی ہوتی۔ اسی طرح کرتے کرتے آج یہ دن آن پہنچا تھا اور اسے اساتذہ کی ڈانٹ کا شکار ہونا پڑا۔

آج بھی حسب معمول تھکی ہوئی تھی۔ آتے ہی اس نے کھانا کھایا۔ وضو کر کے ظہر کی نماز پڑھی اور سو گئی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو شام کے ساڑھے پانچ بج چکے تھے۔ عصر کی نماز قضا ہو چکی تھی اسے بہت افسوس ہوا کہ اس نے اتنا وقت سو کر گزار دیا۔ اب آدھی رات تک جاگ کر کام مکمل کرنا ہو گا۔ بستہ کھولتے ہی اسے آج پڑنے والی ڈانٹ اور وہ تمام کام یاد آ گئے جو آج ضرور کرنے تھے۔ بھول جانے کے ڈر سے اس نے بورڈ مارکر اٹھایا اور ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر ایک طرف ان تمام کاموں کی فہرست بنالی اور احتیاطاً اوپر ''اسے مت مٹائیں'' کے الفاظ بھی لکھ دیئے تاکہ گھر کا کوئی فرد بے دھیانی میں مٹا نہ دے۔ فہرست بنا کر اس نے سکون کا سانس لیا اور اپنا ہوم ورک مکمل کرنے لگی۔ اسے پتا بھی نہ چلا کب گھڑی نے دو بجائے۔ عشا کی نماز وہ پہلے ہی پڑھ چکی تھی لہٰذا دعائیں مانگ کر سو گئی۔

صبح ابو نے اپنے مخصوص انداز میں پیار سے نماز فجر کے لئے جگایا تو وہ آنکھیں ملتی اٹھ بیٹھی۔ لاشعوری طور پر اس کی نگاہ سامنے شیشے پر پڑی اور اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی فہرست غائب تھی اور ''اسے مت مٹائیں'' کے الفاظ اس کا منہ چڑا رہے تھے۔ شرارتی بھائی جان نماز فجر کی نماز ادا کرنے مسجد روانہ ہو چکے تھے۔



عقل کام آ ہی جاتی ہے

تین ننھے مُنّے بچھڑے

فن لینڈ کے ادب سے ترجمہ

ارشد فاروق ۔ فن لینڈ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گائے کے تین ننھے منّے بچھڑے تھے۔ جب وہ بچھڑے ذرا بڑے ہوئے اور وہ گائے اپنے بچھڑوں کو کچھ کھلانے پلانے کے قابل نہ رہی تو اس نے انہیں قسمت آزمائی کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔

پہلا ننھا بچھڑہ دنیا بھر میں گھوما، آخر وہ ایک ایسے شخص سے ملا جو بھوسا اٹھائے کہیں جا رہا تھا۔

''محترم جناب، مجھے تھوڑا سے بھوسا عنائت کر دیں تا کہ اس سے میں اپنا گھر بنا سکوں'' ننھے بچھڑے نے کہا۔

اس شخص نے اسے کچھ بھوسا دے دیا اور ننھے بچھڑے نے اس سے اپنا گھر تعمیر کر لیا۔

ابھی اس نے گھر میں رہنا شروع بھی نہیں کیا تھا کہ وہاں ایک خطرناک بھیڑیا آ دھمکا۔

''ارے او ننھے بچھڑے، دروازہ کھولو، دروازہ کھولو''! خطرناک بھیڑیے نے غصے سے کہا۔

نہیں کھولوں گا، نہیں کھولوں گا، تمہارے جبڑوں کے لئے نہیں کھولوں گا! ۔'' ننھے بچھڑے نے جواب دیا۔

''اگر تم نے مجھے اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا تو میں اپنی طوفانی سانسوں سے تمہارے گھر کو ہوا میں اڑا دوں گا''! خطرناک بھیڑیئے نے کہا۔

ننھے بچھڑے نے پھر بھی دروازہ نہ کھولا۔ پس خطرناک بھیڑیئے نے اپنی طوفانی سانسوں سے اس کمزور سے گھر کو ہوا میں اڑا دیا اور ننھے بچھڑے کو کھا گیا۔

دوسرا ننھا بچھڑہ بھی دنیا بھر میں گھوما، آخر اسے ایک ایسا شخص ملا جو لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھائے جا رہا تھا۔

''اے میرے پیارے دوست، مجھے کچھ لکڑیاں عنائت کر دیجئے تا کہ میں ان سے اپنا گھر تعمیر کر سکوں''۔ ننھے بچھڑے نے اس شخص سے التجا کی۔

اس شخص نے اسے کچھ لکڑیاں دے دیں اور ننھے بچھڑے نے ان سے اپنے لئے ایک گھر تعمیر کر لیا۔

ابھی اس نے گھر میں رہنا شروع بھی نہیں کیا تھا کہ وہاں ایک خطرناک بھیڑیا آ دھمکا۔

''ارے او ننھے بچھڑے دروازہ کھولو، دروازہ کھولو''!



ارشد فاروق کا تعارف

ارشد فاروق کا تعلق فیصل آباد سے ہے۔ طویل عرصے سے فن لینڈ میں مقیم ہیں۔ سول سروس سے وابستہ ہیں۔ ادب وصحافت سے گہرا لگاؤ ہے۔ فن لینڈ کی تہذیب وثقافت کے حوالے سے ان کی دو کتب شائع ہو چکی ہیں۔ کئی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ پانچ بچے ہیں اس لئے بچوں کے لئے کہانیاں لکھتے ہیں اور ان کے تراجم کرتے رہتے ہیں۔

''پھول'' کے سالگرہ نمبر کے لئے انہوں نے خاص طور پر فن لینڈ کے ادب سے یہ کہانی اردو میں ترجمہ کر کے بھجوائی ہے۔

☆☆☆



’’پھول‘‘ بچوں کا بہت خوبصورت رسالہ ہے۔ یہ پھول سے بچوں کے لئے بہار کا پیغام ہے۔ یہ ایسا رسالہ ہے جسے ہر طبقۂ فکر کے لوگ پڑھتے ہیں۔ اس کی تحریریں تو دلچسپ اور منفرد ہوتی ہی ہیں اس کا سرورق مجھے بہت ہی اچھا لگتا ہے جو ہر ماہ بہت دلکش ہوتا ہے۔ پھول ایک معیاری رسالہ ہے اس کی 23ویں سالگرہ پر ایڈیٹر محمد شعیب مرزا اور پوری ٹیم کو مبارک باد۔

سعدیہ سیٹھی
افسانہ نگار، شاعرہ، ٹی وی میزبان
نوٹنگھم انگلینڈ



’’پھول‘‘ ایک اہم جریدہ ہے۔ یہ اعلیٰ علمی و تہذیبی روایات کا امین ہے۔ اس کے روشن مستقبل کی دعا کے ساتھ سالگرہ کی بہت بہت مبارک باد۔

نوشی گیلانی
معروف شاعرہ
سڈنی آسٹریلیا

خطرناک بھیڑیے نے غصے سے کہا۔

’’نہیں کھولوں گا، نہیں کھولوں گا، تمہارے جبڑوں کے لئے نہیں کھولوں گا!۔‘‘ ننھے بچھڑے نے جواب دیا۔

’’اگر تم نے مجھے داخل نہ ہونے دیا تو میں اپنی طوفانی سانسوں سے تمہارے گھر کو ہوا میں اڑا دونگا‘‘۔ خطرناک بھیڑیے نے کہا۔

ننھے بچھڑے نے پھر بھی دروازہ نہ کھولا۔ پس خطرناک بھیڑیے نے اپنی طوفانی سانسوں سے اس کمزور سے گھر کو ہوا میں اڑا دیا اور ننھے بچھڑے کو کھا گیا۔

تیسرا ننھا بچھڑا ابھی دنیا بھر میں گھوما، آخر اس کی ملاقات ایک ایسے شخص کیساتھ ہوئی جو اینٹیں اٹھائے جا رہا تھا۔’’ اے مہربان آدمی، مجھے کچھ اینٹیں عنائت کر دیجئے تا کہ میں ان سے اپنا گھر تعمیر کر سکوں‘‘۔ ننھے بچھڑے نے اس آدمی سے کہا۔ اس شخص نے اسے کچھ اینٹیں دے دیں، اور ننھے بچھڑے نے ان اینٹوں سے اپنے لئے ایک گھر تعمیر کر لیا۔

ابھی اس نے گھر میں رہنا شروع کیا تھا کہ وہاں ایک خطرناک بھیڑیا آدھمکا۔

’’ ارے او ننھے بچھڑے دروازہ کھولو، دروازہ کھولو‘‘! خطرناک بھیڑیے نے غصے سے کہا۔

نہیں کھولوں گا، نہیں کھولوں گا، تمہارے جبڑوں کے لئے نہیں کھولوں گا!۔‘‘ ننھے بچھڑے نے جواب دیا۔

اگر تم نے مجھے داخل نہ ہونے دیا تو میں اپنی طوفانی سانسوں سے تمہارے گھر کو ہوا میں اڑا دونگا! خطرناک بھیڑیے نے کہا۔

ننھے بچھڑے نے پھر بھی دروازہ نہ کھولا۔ پس خطرناک بھیڑیے نے اپنی تھوتھنی سے طوفانی سانسیں باہر پھینکنا شروع کیں، اپنے پھیپھڑوں کا پورا زور لگایا لیکن وہ گھر کو ہوا میں نہ اڑا سکا۔

تب یہ خطرناک بھیڑیا کچھ دیر کے لئے رکا اور اپنے آپ سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا، ’’تم کب تک خیر مناؤ گے، آخر اک دن میرے دام میں آؤ گے‘‘۔

وہ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور بڑے پیار بھرے انداز میں بولا، ’’کل صبح چھ بجے اپنے پڑوسی کے سبزیوں کے باغات میں آنا، میں تمہیں دکھاؤں گا کہ بہترین شلجم کہاں اگتے ہیں‘‘!۔

اگلی صبح ننھا بچھڑہ علی الصبح پانچ بجے ہی بیدار ہو گیا اور پڑوسی کے سبزیوں کے باغات میں جا پہنچا اور وہاں سے اچھے اچھے شلجم اکھاڑ لایا۔ خطرناک بھیڑیا جب چھ بجے وہاں پہنچا تو ننھا بچھڑہ اپنے چھوٹے سے محفوظ گھر میں واپس آ چکا تھا اور اچھے اچھے شلجم چولہے پر ابال رہا تھا۔

تب یہ خطرناک بھیڑیا کچھ دیر کے لئے رکا اور اپنے آپ سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا،

’’تم کب تک خیر مناؤ گے، آخر اک دن میرے دام میں آؤ گے‘‘۔

وہ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور بڑے پیار بھرے انداز میں بولا، ’’کل صبح پانچ بجے اپنے پڑوسی کے پھلوں کے باغات میں آنا، میں تمہیں دکھاؤں گا کہ بہترین سیب کہاں اگتے ہیں‘‘۔

اگلی صبح ننھا بچھڑہ چار بجے ہی اٹھ بیٹھا اور پڑوسی کے سیبوں کے باغات میں جا دھمکا، وہ سیب کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ ابھی وہ نیچے نہیں اترا تھا کہ اس نے خطرناک بھیڑیے کو آتے ہوئے دیکھا۔

’’اچھا، تو تمہیں سیب مل ہی گئے؟‘‘ خطرناک بھیڑیے نے طنز کیساتھ کہا!۔

’’ہاں مل گئے، کیا تم بھی کھاؤ گے؟‘‘ ننھے بچھڑے نے کہا!۔

یہ کہہ کر اس نے ایک سیب کو زور سے دور پھینک دیا، جب خطرناک بھیڑیا اس سیب کو اٹھانے کے لئے گیا تو بس اسی دوران ننھا بچھڑہ درخت سے نیچے اترا اور سیبوں سے بھری ٹوکری اٹھا کر بھاگم بھاگ اپنے گھر واپس پہنچ گیا!۔

جب خطرناک بھیڑیے کو پتہ چلا کہ ننھا بچھڑہ اسے دھوکہ دے گیا ہے تو وہ کچھ دیر کے لئے رکا، اور اپنے آپ سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا،

’’تم کب تک خیر مناؤ گے، آخر اک دن میرے دام میں آؤ گے‘‘۔

خطرناک بھیڑیا تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور بڑے پیار بھرے انداز میں بولا، ’’کل تین بجے گاؤں میں میلہ سجے گا، تم وہاں پہنچ جانا، ہم مل کر میلہ دیکھیں گے‘‘۔

ننھا بچھڑہ وہاں دو بجے ہی پہنچ گیا اور اس نے میلے سے ایک چینک خریدی۔ ابھی وہ واپس جانے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے خطرناک بھیڑیے کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہاں چھپنے کے لئے کوئی جگہ بھی نہیں تھی۔ بس پھر کیا تھا، ننھا بچھڑا اس چینک میں گھس گیا اور پھسلتا ہوا پہاڑی سے نیچے پہنچ گیا۔ اس پھسلتی ہوئی چینک کو دیکھ کر بھیڑیا بہت زیادہ ڈر گیا اور اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ اٹھا۔

جب اس خطرناک بھیڑیے کو پتہ چلا کہ ننھا بچھڑہ اسے ایک مرتبہ پھر دھوکا دے گیا ہے تو وہ بہت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا، ’’اب تو میں تمہیں کھا کر ہی دم لوں گا۔‘‘ وہ ننھے بچھڑے کے گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور چمنی میں منہ ڈال کر چیخا کہ، ’’میں آ رہا ہوں، اور اب تو میں تمہیں کھا کر ہی دم لوں گا‘‘!

’’آجاؤ، آجاؤ‘‘، ننھے بچھڑے نے جواب دیا!۔

نیچے چولہے پر ایک بڑے دیگچے میں پانی ابل رہا تھا، جب اس خطرناک بھیڑیے نے چمنی کے اندر سے نیچے چھلانگ لگائی تو ننھے بچھڑے نے دیگچے کا ڈھکن اٹھا دیا۔ بس پھر کیا تھا، وہ خطرناک بھیڑیا سیدھا ابلتے ہوئے پانی میں جا گرا۔

ننھے بچھڑے نے پھر سے دیگچے پر ڈھکن رکھ دیا۔ اور اس طرح وہ خطرناک بھیڑیا مر گیا۔







محمد مزمل

ننھی مقررہ الوینہ علی خان

ننھی منی مقررہ۔ حقیقتاً چھوٹی سی ایک گڑیا کی طرح۔ دو چٹیا اور سکول کے یونیفارم میں ملبوس۔ پُرکشش چمکتی آنکھوں والی، پھولوں کی سی معصومیت، چہرے پر مسکراہٹ سجائے ہوئے ۔۔۔۔۔۔ کون؟ الوینہ علی خان۔ سٹیج سیکرٹری کی آواز پر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے چونکی اور فوراً ننھے منے قدموں سے چلتے ہوئے سٹیج کے قریب آئی تو سٹیج کے پیچھے جیسے چھپ سی گئی۔ الوینہ کے لیے کرسی کا انتظام کیا گیا جس پر وہ کھڑی ہوئی تو کچھ چہرہ نظر آیا اور پھر پرجوش انداز سے الوینہ نے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔

مشکل الفاظ کی ادائیگی اور خوب صورت انداز بیان اور اس سے عمدہ تلفظ۔ تالیاں تو ہر آنے جانے والے مقررین کے لیے ہال میں گونجتی ہی تھیں لیکن اس ننھی مقررہ کے لیے تو چند لمحے تالیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

الوینہ علی خان جن کا شمار اُن بچوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے آغاز عمر میں ہی بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہوتا ہے۔

الوینہ علی خان جوہر ایجوکیشن سسٹم سنت نگر لاہور میں نرسری جماعت کی ہونہار طالبہ ہیں الوینہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی سب سے آگے ہیں۔ تقریری مقابلہ ہو یا کوئز پروگرام، مقابلہ مصوری ہو یا بیت بازی، ملی نغمے ہوں یا ٹیبلو، فینسی ڈریس شو ہو یا لوک رقص، نعتِ رسول مقبول ﷺ پڑھنا ہو یا علامہ اقبالؒ کا کلام۔ الوینہ ہر پروگرام میں حصہ لیتی ہیں۔ اور ان مقابلوں میں بہت سے انعامات، شیلڈز اور ٹرافیاں حاصل کر چکی ہیں۔ الوینہ نے یہ انعامات عید میلاد النبیؐ، یوم اقبالؒ، یوم قائدِاعظمؒ، یوم پاکستان، یوم آزادی، یوم دفاع، قومی یوم اطفال اور سکول کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات میں حاصل کیے ہیں۔

الوینہ نے بتایا کہ اُنھوں نے صرف تین سال کی عمر میں اپنی پہلی تقریر ہمدرد فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ہمدرد نونہال اسمبلی میں کی۔ اور اس پر بے پناہ داد وصول کی۔

جب الوینہ سے پوچھا گیا کہ اُنھیں تقاریر کا شوق کیسے ہوا تو اُنھوں نے بتایا کہ اُن کے والد محمد علی خان بھی اپنے سکول اور کالج کے بہترین مقرر رہ چکے ہیں اور ان کے والد کے بھائی اور بہنیں بھی سب تقاریر کرتے رہے ہیں اور صوبائی اور قومی سطح پر نمایاں پوزیشن بھی لیتے رہے ہیں۔ الوینہ کی پھوپھو اور والد اُن کو تقاریر کے لیے تیاری کرواتے ہیں۔

الوینہ کو علامہ اقبالؒ کے بہت سے اشعار زبانی یاد ہیں۔

ان کی تقریریں کر ہر فرد دنگ رہ جاتا ہے۔

مشکل اشعار اور الفاظ وہ بڑی عمدگی سے ادا کرتی ہیں۔







الوینہ کو شعر و شاعری سے خود بھی بہت رغبت ہے اور اُنہوں نے اپنا پہلا شعر بنا بھی لیا ہے۔ جب ہم نے الوینہ سے شعر سُنا تو بڑے معصومانہ اور شرماتے ہوئے انداز سے الوینہ نے ہم کو یہ شعر سُنایا۔ آپ بھی سُنیئے۔

کسی کے گھر میں روشنی اور کسی کے گھر میں اندھیرا
کسی کا گھر ٹوٹا ہوا اور کسی کا گھر ہے پورا

جی ہاں جناب! یہ شعر الوینہ نے خود بنایا ہے یعنی وہ اتنی چھوٹی سی عمر میں ان حقائق سے واقفیت حاصل کر چکی ہیں کہ ہمارا معاشرہ کس قدر عدم توازن کا شکار ہے۔

الوینہ علی خان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ الوینہ بہت اچھی ڈرائنگ بھی بنا لیتی ہیں اور ڈرائنگ کے مقابلوں میں شرکت کر کے انعامات بھی حاصل کر چکی ہیں۔ یہ انعامات اُنہوں نے اپنے سکول اور نقش آرٹ گیلری سے حاصل کیے ہیں۔

الوینہ علی خان کی ہمدرد پاکستان اور شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید صاحب سے گہری وابستگی ہے اور وہ شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کی شخصیت سے خاصی واقفیت رکھتی ہیں۔ ہمدرد فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام بہت سے پروگرامز میں انعامات حاصل کر چکی ہیں۔

الوینہ ان سب باتوں کے علاوہ صفائی پسند بھی ہیں اور امن پسند بھی۔ ان کو لڑائی جھگڑا بالکل پسند نہیں اور وہ ان جھگڑے والی باتوں سے دور بھاگتی ہیں۔ وہ اپنے گھر اور سکول بلکہ ہر جگہ کی صفائی کا خاص خیال رکھتی ہیں۔

الوینہ کی ایک چھوٹی بہن ہیں عینہ علی خان۔ اُن کی عمر

تقریر کے علاوہ وہ مصوری میں بھی انعامات لے چکی ہیں۔

وہ باقاعدگی سے قرآن پاک پڑھتی ہیں اور نماز سیکھ رہی ہیں

ابھی صرف دو سال کی ہے۔ الوینہ نے بتایا کہ جب وہ تقریر کرتی ہیں تو عینہ بھی اُن کی طرح تقریر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ مستقبل میں عینہ بھی ایک اچھی مقررہ بنیں گی۔

الوینہ مستقبل میں ڈاکٹر بننے کا ارادہ رکھتی ہیں اور تعلیم میں بھی گہری دلچسپی لیتی ہیں۔ وہ پلے گروپ میں اوّل پوزیشن حاصل کر چکی ہیں اور نرسری کے اب تک کے امتحانات میں بھی اوّل آتی رہی ہیں۔

الوینہ ناظرہ قُرآنِ پاک کی تعلیم بھی حاصل کر رہی ہیں۔ وہ روزانہ باقاعدگی سے ناظرہ قُرآنِ پاک پڑھتی ہیں۔ الوینہ کو بہت سی دُعائیں بھی زبانی یاد ہیں۔ الوینہ ابھی نماز سیکھ رہی ہیں۔ اور والدہ کے ساتھ جائے نماز پر کھڑے ہو کر نماز ادا بھی کرتی ہیں۔

الوینہ کو دینِ اسلام اور اپنے پیارے وطن پاکستان سے خاص لگاؤ ہے۔ اُنہیں اپنے وطن کا پرچم بے حد پسند ہے اور اس کا بے حد احترام بھی کرتی ہیں۔ اگر پاکستانی پرچم کی جھنڈیاں کہیں گری ہوں تو یہ اُنہیں فوراً اُٹھا لیتی ہیں اور بہت پیار سے اپنے پاس رکھ لیتی ہیں۔

الوینہ کمپیوٹر آپریٹ کرنا بھی جانتی ہیں اور کمپیوٹر آن کر کے بچوں کی نظمیں اور کہانیاں بہت شوق سے سُنتی ہیں۔

الوینہ اور ان جیسے اور بچوں سے مل کر ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان کا مستقبل انشاء اللہ بہت تابناک ہے۔ اور یہ بچے ہمارے وطن کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

جب ہم ان بچوں کو بہتر ماحول اور تربیت دیں گے تو یہ پاکستان کے لیے بیش قیمت سرمایہ ثابت ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

پھول قطعہ کاریاں



نیا سال مبارک

نئے سال میں ہوں عطا آپ کو
نئے حوصلے اور نئے ولولے
رہو تم اے بچو سدا خوش کہ ہم
''فقیرانہ آئے صدا کر چلے'' ظفر علی راجا

ماہنامہ ''پھول'' نے بچوں کے رسائل میں نئی روایات قائم کرتے ہوئے ہر ماہ قطعہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ معروف شاعر دانشور اور وکیل ظفر علی راجا ہر ماہ قطعہ کاریاں کریں گے۔ (مدیر)

سراب

بیرون ملک مقیم تنہائی کی شکار ایک بڑھیا کی داستان

کوکب علی۔ یوکرائن

اسے یاد ہی نہیں تھا۔۔۔۔ وہ کتنے برسوں سے اکیلی رہ رہی تھی۔۔اسے کبھی وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا ---پتہ نہیں کتنے چہرے

کتنے موسم، کتنے لوگ آئے اور گئے، وہ کبھی شمار ہی نہ کر سکی۔ یہاں زندگی گزارنے کا یہی ایک انداز تھا۔ شاید پہلا اور آخری--------

اس نے پرانا البم نکال کر دیکھا، یہ اس کی بوڑھی ماں تھی۔ اس نے جھریوں بھرے ہاتھ چوم لیئے---اور یہ اس کے ابو-----اور یہ اس کی چھوٹی بہن کی تصویر ،،،،، وہ اس کے منہ میں کیک کا ٹکڑا ڈال رہی تھی ------بے اختیار اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی ---وہ اتنا میٹھا تھا کہ وہ آج بھی اس کی مٹھاس اپنے منہ میں محسوس کر سکتی تھی ---- وہ آج یادوں کے سفر پر تھی----

☆☆☆

سلائیوں پر اس کی گرفت کمزور ہوتی چلی گئی---



ادھ بنا سویٹر شاید اب کبھی مکمل نہ ہو سکے،،،

اسے ایسا لگا جیسے اسکا ہنر مر چکا ہو------

دو آنکھوں نے یہ منظر دیکھا اور حیرت زدہ رہ گئیں -----

☆☆☆

آج چھٹی کا دن تھا۔ شہر کے وسط کی رونق سردی کی شدت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جا رہی تھی ---رنگا رنگی میں اضافہ ہو رہا تھا---یہاں تک کہ ایک مقام ایسا آیا جہاں ادھیڑ عمر افراد اپنے غم، فکریں، اور سوچیں بھلا کر فطرت کے نظاروں میں مگن تھے---مگر دو آنکھیں اسی ایک فرد کی تلاش میں تھیں۔ جس کے ہاتھ چلتے تھے مگر کام مکمل نہیں ہو پاتا تھا،،،،،

☆☆☆

اس کا دل تھک چکا تھا۔ وہ ایک قریبی بنچ پر بیٹھ گئی۔ نوجوان روسی جوڑے اس کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔ وہ اون کے ادھ بنے سویٹروں کا بھاؤ تاؤ کر رہے تھے -----اس نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ اگلے ہفتے تک ضرور مکمل کر لے گی ------اچانک اسے کچھ یاد آ گیا---وہ تیز تیز چلنے لگی---وہ آج کہیں پہنچنا چاہتی تھی ----جہاں سکون ہو، خاموشی اور اس کے آنسو ------اس کے قدم اپنی ماں کی قبر کی جانب اٹھ رہے تھے، وہ ان سے اپنے دل کی باتیں کرنا چاہتی تھی، یہاں سکون تھا اور خاموشی بھی، وہ بے آواز رونے لگی۔ رات تک اسٹیز بخار نے آن گھیرا------اس کے اپنوں کے چہرے اس کی آنکھوں کے آگے جھلملاتے رہے -----

دو آنکھوں نے اگلے بہت سے دنوں تک اسکا انتظار کیا،،، اب برف باری شروع ہو چکی تھی اور اس کے ملنے کی امید ختم---مگر ایک دن اچانک وہ نظر آ گئی، نوجوان روسی جوڑے ایک مرتبہ پھر اس کے گرد جمع تھے---وہ اس کے جواب کے منتظر تھے، مگر سلائیوں پر اس کی گرفت کمزور پڑتی چلی گئی---اس کی آنکھوں میں جمع آنسو تمام منظر بہا کر لے گئے---ادھ بنے سویٹر شاید اب کبھی مکمل نہ ہو سکیں---وہ برف کے ساتھ خود بھی برف ہو چکی تھی، اس کے گرد ہجوم اکٹھا ہونے لگا۔ میری دو آنکھوں نے یہ منظر دیکھا اور حیرت زدہ رہ گئیں---

مگر سچ تو یہ ہے کہ دور دیسوں کے سفر پر خود انحصاری کی آڑ میں مجبوری کے سراب---کسی گھر میں رہتی کوئی اکیلی لڑکی --- کہیں چھڑی ٹیکتا ہوا کوئی بوڑھا مرد------اور کسی گھر میں زندگی کے دن پوری کرتی کوئی بوڑھی عورت ----- ان تمام حقیقتوں کے باوجود-----پیار، محبت، خلوص جیسے رشتوں کی کمی کے باوجود، پردیس ایک ایسی جیل ہے جو اپنی خوبصورت سلاخوں کی قید سے آزاد نہیں ہونے دیتی------

نظمیں

کچھ نہیں کافی، خدا کافی ہے

کچھ نہیں کافی، خدا کافی ہے
آسرا اُس کا سدا کافی ہے
اور تو زحتِ سفر کوئی نہیں
اِک دعا ہے، سو دُعا کافی ہے
پاس اپنے نہیں رکھا کچھ بھی
زیست سے مجھ کو ملا کافی ہے
حبس کافی ہے غموں کا پھر بھی
سانس لینے کو ہوا کافی ہے
زیست کی رات اندھیری ہے تو کیا
نام کے تیرے دیا کافی ہے
گھر ہے چھوٹا تو کوئی بات نہیں
سعدیہ دل میں جگہ کافی ہے

سعدیہ سیٹھی۔ نوٹنگھم، برطانیہ

نیا سال مبارک

نویدِ مسرت ہمیں جو سنائے
نیا سال خوشیوں کا پیغام لائے
غریبی کا رونا کوئی بھی نہ روئے
کوئی بھی بشر رات بھوکا نہ سوئے
پریشانی کوئی کسی کو نہ آئے
نیا سال خوشیوں کا پیغام لائے
یہاں سر چھپانے کو اپنا مکاں ہو
یہاں روز گاری کا ملنا آساں ہو
بے کاری کسی کو کبھی نہ ستائے
نیا سال خوشیوں کا پیغام لائے
یہاں ہر باشندہ بڑا محترم ہو
یہاں ایک جیسا سبھی کا بھرم ہو
امیری غریبی کوئی نہ جتائے
نیا سال خوشیوں کا پیغام لائے
ملے سب کو تعلیم یکساں میعاری
ترقی کی راہ پہ چلے قوم ساری
پڑھائی میں پیچھے کوئی رہ نہ جائے
نیا سال خوشیوں کا پیغام لائے
صبح شام محنت کریں بندے سارے
تو جاگیں گے سوئے مقدر ہمارے
محبت کے نغمے ہر ایک شخص گائے
نیا سال خوشیوں کا پیغام لائے

چودھری عبدالخالق، لاہور

سالگرہ سے ایک دن پہلے

ماما میری سالگرہ ہے
آپ مجھے کیا تحفہ دیں گی
بابا نے وعدہ تو کیا ہے
شاید تحفہ خرید لیا ہے
نانو امی تو پاری ہیں
جیب خرچ کے ساتھ ہی مجھ کو
سالگرہ کا چیک بھیجا ہے
نانا ابو بولیں نا کچھ
آپ نے مجھ کو کیا بھیجا ہے
خالہ میری جان ہیں ماما
ان کا بھی تو فون آیا تھا
تحفہ اچھا بھجوایا ہے
دادو پھپھو اور چاچو نے
کچھ نہ کچھ تو بھیجا ہوگا
بولیں نہ بتلائیں مجھ کو
سب نے مجھ کو کیا بھیجا ہے
کل تک وقت گزاروں کیسے
کل تو میری سالگرہ ہے
ماما جی بولیں نا اب تو
بھید ہے کیا کھولیں نا اب تو
بولنے کی گر چھٹی کی ہے
میں نے آپ سے کٹی کی ہے
میں بھی اب کل ہی بولوں گی
تحفے سارے جب کھولوں گی

ڈاکٹر شہناز مزمل، لاہور

نیا سال

بچو آیا سال نیا
مل کے کریں ہم سب دُعا
دور ہماری مشکل ہو
رب کی رحمت نازل ہو
پیارا پیارا اپنا وطن
سب کی آنکھ کا تارا وطن
پاک وطن ہے پاک وطن
احمد آؤ مل کر کام کریں
روشن اس کا نام کریں

شہریار احمد۔ گوجرانوالہ

جہاں نیا سال منانا ہے

جہاں نیا سال ہم کو منانا ہے
اپنے اسلاف کو دل و جاں سے اپنانا ہے
آگ کے سمندر عبور کرنے ہیں ہمیں
کسی سے ہم کو ڈرنا ہے نہ گھبرانا ہے
یاس کے مہیب سائے مٹا کر !!
آس کا دیا دلوں میں ہمیں جلایا ہے
محبت و ایثار و شجاعت ورثہ ہمارا
دیں مبیں پوری دُنیا میں ہمیں پھیلانا ہے
جو لوگ بھٹک گئے ہیں منزلوں سے
انہیں سراغ منزل تک ہمیں پہنچانا ہے
امن پسندی ہو فقط شعار اپنا!
محبت کو فقط اپنا شعار بنانا ہے
خورشید جہاں نیا سال ہم کو منانا ہے
اپنے وطن کا گوشہ گوشہ ہمیں سجانا ہے

خورشید صبح۔ کمیر ضلع ساہیوال

تحریک علی گڑھ

کس طرح بیاں ہو تری تحریک کی تفسیر
دی تو نے مری قوم کو تعلیم کی تدبیر
جاگی ہے زرِ فکر ترے عزم ویقیں سے
روشنی ہوئی احساس میں اِک علم کی تنویر
اطراف وطن میں اِسی بات کا چرچا
رہبر نے بدل دی مری قوم کی تقدیر
تاریخ مسلماں کا بڑھا بخت وہیں پہ
روشن ہوا سیّد کا جہاں شعلۂ تقریر
جب اہلِ سفر جاگ گئے بادِکرم سے
خود آکے ہوئی راہ میں منزل بھی قدم گیر
آخر کو سرافراز ہوئی علم کی وسعت
آخر کو رقم ہو گئی اک شوخی تحریر
اک خواب تمنا تھا جو سیّد کی نظر میں
ہے درسِ علی گڑھ بھی اُسی خواب کی تعبیر
باقی ہے دمک اُس کی فتوحات جہاں میں
نکلی تھی علی گڑھ سے جو اِک علم کی شمشیر
کیا خوب کرشمے ہیں علی گڑھ کے یہ ارشد
پُورب کا مسلمان ہے پچھم سے بغل گیر

ارشد سعید۔ سڈنی، آسٹریلیا

فرح اکرم

قارئین کی منتخب تحریروں سے سجا رنگ رنگ سلسلہ

(نوٹ: اپنی تحریریں کاغذ کے ایک طرف اور ہر تحریر الگ کاغذ پر مکمل نام پتے کے ساتھ لکھ کر بھجوائیں)

دلچسپ، معلومات اور رنگارنگ تحریروں کا گلدستہ

انمول موتی

☆......زندگی استاد سے زیادہ اہم ہے کیونکہ استاد پہلے سبق دیتا ہے پھر امتحان لیتا ہے مگر زندگی پہلے امتحان لیتی ہے وہ پھر سبق دیتی ہے۔

☆......چیزیں استعمال کے لئے ہوتی ہیں اور لوگ پیار کے لئے ہوتے ہیں۔ بات تب بگڑتی ہے جب چیزوں سے پیار کیا جائے اور لوگوں کو استعمال کیا جائے۔

عائشہ ظہور

معلومات

☆......دنیا کا سب سے بڑا شہر نیویارک ہے۔

☆......سب سے کم سونے والا جانور ہاتھی ہے۔

☆......ناروے میں آدھی رات کو بھی سورج چمکتا ہے۔

☆......سکندر اعظم یورپ میں پیدا ہوا ایشیا میں مرا اور امریکہ میں دفن ہوا۔

☆......دنیا میں بہترین یاقوت، زمرد اور ہیرا کشمیر میں پایا جاتا ہے۔

☆......کوے کی آواز آسٹریلیا میں موت کی خبر، نیوزی لینڈ میں شادی کا پیغام اور پاکستان میں مہمان کی آمد سمجھی جاتی ہے۔

☆......پاکستان کا قدیم شہر ملتان ہے۔

☆......پھولوں کا ملک ہالینڈ کو کہا جاتا ہے۔

میلاد فاطمہ انصاری۔ چوہنگ لاہور

الفاظ

لفظ "ہمیشہ" اور "کبھی نہیں" دو ایسے الفاظ ہیں جنہیں کبھی بھی نہیں کہنا چاہیے۔

☆......دُنیا کے ہر میدان میں ہار جیت ہوتی ہے لیکن اخلاق میں کبھی ہار اور تکبر میں کبھی جیت نہیں ہوتی۔

☆......آمدنی نہ ہو تو قارون کا خزانہ بھی خرچ کرنے کے لئے ناکافی ہوتا ہے۔

نوید احمد رنا۔ رحمن پور

حیرت انگیز زنجیر

سولہویں صدی عیسوی میں ایک اخبار نے ملک برطانیہ کو ایک زنجیر پیش کی جس کی پچاس کڑیاں تھیں، لیکن یہ زنجیر اتنی باریک تھی کہ اسے سفید کاغذ پر رکھا جاتا تو نظر آتی۔ یہ بہت ہلکی پھلکی تھی۔ اسے کسی طریقے سے مکھی کے پروں سے باندھا گیا تو مکھی اسے لے اُڑی۔

محمد افضل انصاری۔ چوہنگ لاہور

"حدیث نبوی ﷺ"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم پانی (پائپ) پر سے گزرو سے تو کثرت سے سورۃ کوثر کا ورد کیا کرو۔ تمہاری نظر جتنے پانی پر پڑے گی اس کا ایک ایک قطرہ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

اے محمد ﷺ اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ میراذکر اپنی انگلیوں پر کیا کریں کیونکہ آپ ﷺ کا امتی اندھیری قبر میں تنہا ہوگا تو یہ انگلیاں اُس کی قبر کو روشن کردیں گی۔

محمد اجمل شاہین انصاری۔ چوہنگ

اقوالِ زریں

☆ جو شخص کسی دوسرے کے عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔ (حضرت محمد ﷺ)

☆ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔ (حضرت محمد ﷺ)

☆ لوگوں کے ساتھ نیک خلق آدھی عقل حسنِ سوال نصف علم اور حسنِ تدبیر نصف معیشت ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں پر اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ (حضرت سیدنا عثمان غنیؓ)

☆ حیاء کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ تمام برائیاں وابستہ ہیں۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ سب سے بہتر لقمہ وہ ہے جو اپنی محنت سے حاصل کیا جائے۔ (حضرت علیؓ)

☆ سب سے بڑی جہالت اپنے آپ کو بہتر سمجھنا ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)

سفانہ حمید۔ ملتان

معلومات قرآن مجید

☆......قرآن مجید میں سات سو جگہ نماز کا حکم دیا گیا ہے۔
☆......قرآن مجید میں ایک سو پچاس جگہ خیرات کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔
☆......قرآن مجید کا ترجمہ سب سے پہلے لاطینی زبان میں ہوا۔
☆......قرآن مجید پر اعراب لگوانے کا اعزاز حجاج بن یوسف کو حاصل ہے۔
☆......نبی کریم ﷺ قرآن کے پہلے حافظ ہیں۔
☆......جامعۃ القرآن حضرت عثمان غنیؓ کو کہا جاتا ہے۔
☆......قلب قرآن سورۃ یٰسین کو کہا جاتا ہے۔
☆......عروس القرآن سورۃ الرحمٰن کو کہا جاتا ہے۔
☆......قرآن مجید میں یوم الفرقان غزوہ بدر کو کہا جاتا ہے۔
☆......قرآن کی سورۃ فاتحہ پوری دعا ہے۔
☆......آیت الکرسی کو سردار آیات قرآن مجید کہتے ہیں۔
☆......قرآن مجید میں حضرت سلیمان اور ملکہ بلقیس کا تذکرہ سورۃ النحل اور سورۃ سبا میں آیا ہے۔

فرحت تسلیم۔ مائرہ

گستاخ ممالک

(1) ڈنمارک، (2) اسرائیل، (3) جرمنی، (4) ناروے، (5) سویڈن، (6) اسپین، (7) انڈیا، (8) یونان، (9) نیدرلینڈ۔

یہ تمام ممالک ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ہیں۔ ان سے نفرت کریں اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا بھی نفرت کرنے میں شامل ہے۔ مصنوعات خریدتے وقت کوڈ ضرور چیک کرلیں کہیں آپ ان کی مصنوعات تو استعمال نہیں کررہے۔

(1) ڈنمارک 589-578، (2) اسرائیل 529، (3) جرمنی 440-400، (4) ناروے 700، (5) سویڈن 735، (6) اسپین 840، (7) انڈیا 890، (8) یونان 520، (9) نیدرلینڈ 870۔

رانا محمد اسامہ ضرغام، دریا خان

بوجھو تو جانیں

1۔ خود اس کو کب پڑھنا آئے
جو چاہو لکھ کر دکھلائے

2۔ کالا گھوڑا سفید سواری
ایک کے بعد دوسرے کی باری

3۔ جس نے بھی وہ ساز بجایا
خود نہ سنا دوسروں کو سنایا

4۔ ایک گز کا طول
کبھی کلی کبھی پھول

جوابات:
1۔ قلم 2۔ توا اور روٹی 3۔ خراٹے 4۔ چھتری

عائشہ عبدالمومن۔ علی پور

بھائی

حضرت علیؓ حضور ﷺ کے بستر پر سو رہے تھے تاکہ دشمن حضور ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کریں تو وہ آپ ﷺ کی خاطر قربان ہو جائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے دو مقرب فرشتوں جبرائیلؑ اور میکائیلؑ سے فرمارہے تھے کہ تمہیں بھی میں نے ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے لیکن تم میں سے کون ہے جو اپنی عمر دوسرے پر نثار کرنے کو تیار ہو۔ ان دونوں نے اپنی اپنی عمر درازی کی درخواست کی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تم ایسا کیوں نہ کرسکے جیسا علیؓ نے کیا۔ اسے بھی تو میں نے محمدؐ کا بھائی بنایا ہے لیکن وہ اپنی جان قربان کرنے کے لئے اپنے بھائی کی جگہ سویا ہوا ہے۔ پس ابھی زمین پر جاؤ اور اس کی جان کی حفاظت کرو۔ جبرائیلؑ ان کے سرہانے اور میکائیل ان کی پائنتی کی طرف کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ واہ واہ اے ابو طالبؓ کے بیٹے کہ تیری تعریف حق تعالیٰ نے اپنے فرشتوں سے کی اور یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی پر جو اپنی جان تک صرف کر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر نہایت مہربان ہیں۔

رقیہ حافظ، محمدی شریف چنیوٹ

دلچسپ معلومات

پاکستان نے سری لنکا کے خلاف 6 مارچ 2002ء کو لاہور میں کھیلے گئے ٹیسٹ میچ کی ایک اننگ میں سب سے زیادہ 54 رنز اضافی ایکسٹرا دیئے۔
☆......سری لنکا کے بلے بازوں جے وردھنے اور سمارا ویرا نے پاکستان کے خلاف 21 فروری 2009ء کو ٹیسٹ میچ چوتھی وکٹ کی شراکت میں 437 رنز بنائے تھے۔
☆......مرلی دھرن دنیا کے وہ باؤلر ہیں جنہوں نے ون ڈے اور ٹیسٹ میچوں میں سب سے زیادہ وکٹیں حاصل کی ہیں۔
☆......ون کرکٹ میں سب سے زیادہ چھکے لگانے کا ریکارڈ پاکستان کے شاہد آفریدی کے پاس ہے۔
☆......سب سے زیادہ ورلڈ کپ جیتنے کا اعزاز آسٹریلوی ٹیم کے پاس ہے۔

محمد عرفان اقبال۔ دنیا پور، ضلع لودھراں

زندگی

اے زندگی تو بہت خوبصورت ہے مگر تلخ بھی ہے، تیری خوشیاں خواب اور دکھ خوفناک حقیقتیں ہیں۔ تیرا پیار جھوٹا اور تیری وفائیں بے وفا ہیں۔ تو محض چند سالوں کا نام ہے۔ یہی تیری سب سے بڑی حقیقت ہے مگر پھر بھی اے زندگی تو کتنی قابل رشک تحفہ ہے، تو آخرت کی کھیتی ہے۔ نجات میں بیج تجھ میں ہی کھلتے ہیں۔ تیرا سفر ایک شاہراہ کا سفر ہے جس کا انجام موت ہے۔ اگرچہ تو بہت تکلیفیں دینے والی ہے پھر بھی اے زندگی تو کتنی حسین ہے اب انسان موت کی حقیقت سے لرز کر تیرے ہی دامن میں قہقہے سمیٹنے میں مصروف ہے۔ اے زندگی تو کتنی عجیب ہے

آصفہ عطاریہ۔ نواں پنڈ شکر گڑھ

مختلف ممالک کے قومی دن

1۔ پاکستان کا یوم آزادی	14 اگست
2۔ اومان کا قومی دن	18 نومبر
3۔ یو اے ای کا قومی دن	2 دسمبر
4۔ انڈیا کا قومی دن	15 اگست
5۔ کویت کا قومی دن	25 جنوری
6۔ عرب کا قومی دن	23 ستمبر
7۔ چین کا قومی دن	یکم اکتوبر
8۔ مصر کا قومی دن	23 جولائی
9۔ مراکش کا قومی دن	10 جولائی
10۔ برطانیہ کا قومی دن	25 اپریل

محمد عدنان۔ داجل

چٹخارے



نئے سال کی خوشی میں مزیدار کیک
خود بھی کھائیں دوسروں کو بھی کھلائیں



شانزہ

بلیک فوریسٹ کیک اسفنج

اجزاء:
انڈے کی زردی چھ عدد، کاسٹر شوگر ایک سو پچاس گرام، چاکلیٹ پاؤڈر پچاس گرام، دودھ دو کھانے کے چمچ، میدہ ایک سو پچاس گرام، بیکنگ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ۔

ترکیب:
سب سے پہلے تمام اشیاء پھینٹ لیں۔ انڈوں کی سفیدیاں پھینٹ کر سخت کرلیں۔ کاسٹر شوگر اور بیکنگ پاؤڈر دھیرے سے تمام مکسچر میں فولڈ کرلیں۔ اب ٹھنڈا مکھن مگر فلوڈ کی شکل میں شامل کریں۔ تقریباً تیس منٹ تک 180 ڈگری سینٹی گریڈ پر بیک کریں۔ پیش کرنے سے پہلے ایک دن یہ اسفنج تیار کرلیجیے۔

کریمل کیک

اجزاء:
تین کپ میدہ، سات انڈے، دو پیکٹ مکھن، ایک کپ دودھ، دو کپ چینی، ونیلا ایسنس۔

پکانے کا طریقہ:
مکھن اور چینی اچھی طرح پھینٹ لیں اور کریم سی بنالیں اور چھ انڈے ایک ایک کرکے ڈالیں۔ چار چمچ چینی کریمل بنالیں اور سانچے میں ڈال دیں۔ میدے میں ونیلا اور بیکنگ پاؤڈر ڈال کر کریم میں ملا دیں اور کریمل والے سانچے میں ڈال دیں ٹرے میں پانی ڈال کر سانچہ رکھ کر 200 سینٹی گریڈ پر رکھ کر 35 تا 40 منٹ کیلئے رکھ دیں۔

سادہ کیک

اجزاء:
میدہ ایک کپ، چینی ایک کپ، انڈے چار عدد، بیکنگ پاؤڈر دو چائے کے چمچ، ونیلا ایسنس ایک چائے کا چمچ، گھی مکھن یا آئل 3/4 کپ۔

ترکیب:
بیکنگ پاؤڈر اور میدہ ملا کر دوبارہ چھان لیں۔ اس سے بیکنگ پاؤڈر اچھی طرح میدہ میں مل جاتا ہے۔ گھی اور چینی ملا کر خوب پھینٹیں تاکہ کریم سی بن جائے۔ اس میں ونیلا ایسنس ڈال لیں۔ انڈے کی زردی اور سفیدیاں الگ الگ کرلیں۔ سفیدیاں اتنی پھینٹیں کہ پھول کر سفید جھاگ نما ہو جائیں۔ اب ان میں زردیاں ڈال کر ملالیں۔ ان انڈوں کو چینی اور گھی والے مکسچر میں ملالیں۔ اس مکسچر میں تھوڑا تھوڑا میدہ ڈال کر مکس کرتی جائیں۔ جب اچھی طرح مکس ہو جائے تو 8 انچ قطر کا کیک پین لے کر اس کے اندر ہلکا سا گھی یا آئل لگادیں اور ایک دو چٹکی میدہ چھڑک لیں۔ اس میں کیک کا مکسچر ڈال کر اوون میں درمیانی ہیٹ پر 30-35 منٹ تک بیک کرلیں۔ ٹھنڈا ہونے پر پین سے نکال لیں۔

رائس کیک

اجزاء:
چاول ایک کپ، کوکونٹ ملک دو کپ، سفید چینی حسب ضرورت، براؤن شوگر تین کھانے کے چمچ، جیلیٹین دو کھانے کے چمچ، گرم پانی تین کھانے کے چمچ، پپیتا حسب پسند، لیموں ایک عدد۔

ترکیب:
چاولوں کو صاف کرکے چھ سے سات گھنٹے کے لیے بھگو دیں، پھر اسی پانی میں ابال کر تھوڑا گلانے کے بعد اضافی پانی نتھار دیں، گرم پانی میں جیلیٹین گھول کر چاولوں کو ملا دیں۔ ایک گول کیک کے سانچے کو چکنا کرکے چاول میں ڈال کر کسی چمچے سے اچھی طرح دبائیں تاکہ مکمل سیٹ ہو جائے، براؤن شوگر کو پانی میں حل کرکے ٹھنڈا کرلیں۔ سانچے سے کیک نکال کر براؤن شوگر ڈالیں، لیموں اور کٹے ہوئے فروٹ سے سجا کر پیش کریں مزیدار کیک تیار خود بھی کھائیں اور مہمانوں کو بھی پیش کریں۔

کسٹرڈ کیک

اجزاء:
مکھن 3 کھانے کے چمچ، شوگر پاؤڈر چوتھائی کپ، ایک انڈے کی زردی، ایک کھانے کا چمچ دودھ، تین چوتھائی کپ میدہ، آدھا چائے کا چمچ بیکنگ پاؤڈر۔
کسٹرڈ کیلئے: دودھ دو کپ، کارن فلور آدھا کپ، فلاور ایسنس ایک چائے کا چمچ، چینی آدھا کپ، ونیلا کینڈ سلائس 8 عدد، کینڈ سٹرابری 12 عدد، پائن ایپل کا ایک سلائس۔
گلیز کیلئے: ایک چائے کا چمچ جیلاٹین، آدھا کپ ایپل جوس، ایک کھانے کا چمچ چینی۔

ترکیب:
کیک بنانے کیلئے مکھن میں چینی ڈال کر بیٹ کریں، اس میں انڈے کی زردی، دودھ، میدہ، بیکنگ پاؤڈر ڈال کر اچھی طرح بیٹ کریں، جب آمیزہ یکجان ہوجائے تو اسے ایک گھنٹے کیلئے رکھ دیں۔ اس کے بعد اس آمیزے کو کسی گہرے باؤل میں آئل لگا کر ایک انچ تک بھر دیں اور بیک کریں، کسٹرڈ بنانے کیلئے دیگچی میں دودھ ڈالیں، کارن فلور کو پانی یا دودھ میں مکس کرکے اسے دیگچی میں ڈال دیں، ساتھ ہی چینی اور فلاور ایسنس بھی ڈال دیں، جب کسٹرڈ تیار ہو جائے تو اسے اتار لیں، کیک والا باؤل نکالیں اور اس میں کسٹرڈ انڈیل کر تہہ جمائیں۔ اس تہہ پر کٹے ہوئے ونیلا، سٹرابری اور پائن ایپل مرضی سے سجائیں، گلیز بنانے کیلئے ایپل جوس، چینی اور جیلاٹین کو ایک برتن میں ڈال کر گرم کریں، جب گاڑھا ہوجائے تو اتار لیں اور اسے برش کی مدد سے پھلوں اور کیک پر لگادیں، باؤل کو ایک گھنٹے تک فریج میں رکھ دیں اور ٹھنڈا ہونے پر پیش کریں۔










جنوری کے اہم واقعات

چودھری اسد اللہ خان

☆ یکم جنوری: دُنیا بھر میں ہر عیسوی سال اور ہر عیسوی صدی کا یوم آغاز۔

☆ 2 جنوری 1965ء: مادر ملت محترمہ فاطمہ جناحؒ نے محمد ایوب خان کے مقابلہ میں صدارت پاکستان کا الیکشن لڑا۔

☆ 3 جنوری 2009ء: اسرائیل نے غزہ کی پٹی پر زمینی فوجی حملہ کر دیا۔

☆ 4 جنوری 1948ء: میاں مار (برما) آزاد ہوا۔

☆ 5 جنوری 1949ء: اقوام متحدہ نے دوسری قرارداد میں کشمیریوں کو پاکستان یا بھارت کے ساتھ رائے شماری کے ذریعہ الحاق کا حق خود ارادیت دیا۔

☆ 6 جنوری 2006ء: شیخ حسینہ واجد نے بنگلہ دیش کی وزیر اعظم کا حلف اٹھایا۔

☆ 7 جنوری 1989ء: Crown Prince Akihito جاپان کا بادشاہ بنا۔

☆ 8 جنوری 1965ء: محمد ایوب خان کی کامیابی کا بطور "صدر پاکستان" سرکاری اعلان ہوا۔

☆ 9 جنوری 1980ء: سعودی عرب میں حرم شریف پر قبضہ کرنے والے 63 مجرموں کو پھانسی دی گئی۔

☆ 10 جنوری 1966ء: صدر پاکستان ایوب خان اور وزیر اعظم بھارت لال بہادر شاستری نے "اعلانِ تاشقند" پر دستخط کیے۔

☆ 11 جنوری 2008ء: نیوزی لینڈ کے Edmund Hillary نے دنیا کی بلند ترین چوٹی "ماؤنٹ ایورسٹ" سر کر لی۔

☆ 12 جنوری 1982ء: پاکستان نے بمبئی (بھارت) میں پانچواں عالمی ہاکی کپ جیت لیا۔

☆ 13 جنوری 1988ء: چین اور بھارت کے 26 سال بعد سفارتی تعلقات بحال ہوئے۔

☆ 14 جنوری 2001ء: ممتاز شاعر حفیظ جالندھری کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے محکمہ ڈاک پاکستان نے 2 روپے مالیت کا یادگاری ٹکٹ جاری کیا۔

☆ 15 جنوری 2009ء: اسرائیل نے یو این ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی کی عمارت تباہ کر دی۔

☆ 16 جنوری 1991ء: امریکی فضائیہ نے عراق پر کئی ٹن بم برسا دیے۔

☆ 17 جنوری 1992ء: روس اور قازقستان نے باہمی تعاون کے سمجھوتہ پر دستخط کیے۔

☆ 18 جنوری 2005ء: پاکستان بھارتی 'بگلیہار ڈیم' کا مسئلہ ورلڈ بنک میں لے گیا۔

☆ 19 جنوری 1993ء: CZECH and SLovak ری پبلکس اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ممبر بن گئیں۔

☆ 20 جنوری 1993ء: بل کلنٹن نے امریکہ کے 42 ویں صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

☆ 21 جنوری 2013ء: بارک اوباما نے دوسری بار امریکی صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔

☆ 22 جنوری 1993ء: سات (7) CIS ری پبلکس نے ڈرافٹ چارٹر آف کوآپریشن پر دستخط کیے۔

☆ 23 جنوری 1992ء: چین نے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے۔

☆ 24 جنوری 1933ء: شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے سپین کی مسجد قرطبہ میں 696 سال کے بعد اذان دی اور نماز پڑھی۔

☆ 25 جنوری 1993ء: وسیم اکرم کو پاکستانی کرکٹ ٹیم کا کپتان بنا دیا گیا۔

☆ 26 جنوری 2008ء: جاپانی محققین نے ایک افغان غار میں دُنیا کی سب سے پہلی "آئل پینٹنگ" دریافت کر لی۔

☆ 27 جنوری 2011ء: امریکی جاسوس ریمنڈ ڈیوس نے لاہور (پاکستان) میں تین معصوم پاکستانیوں کو قتل کر دیا۔

☆ 28 جنوری 1994ء: ورلڈ اکنامک فورم کا اجلاس ڈیووس (DAVOS) میں منعقد ہوا۔

☆ 29 جنوری 2008ء: "سمارک سندراویج" تھائی لینڈ کے پرائم منسٹر منتخب ہوئے۔

☆ 30 جنوری 1948ء: بھارت کے معروف لیڈر موہن داس کرم چند گاندھی کو قتل کر دیا گیا۔

☆ 31 جنوری 1968ء: NAURU کا یوم آزادی۔

پاک افواج کے سپہ سالار

1۔ برطانیہ کے سر فرینک والٹر مسروی اگست 1947ء تا فروری 1948ء۔

2۔ برطانوی جنرل ڈگلس ڈیوی گریسی فروری 1948ء تا 16 جنوری 1951ء۔

3۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان 17 جنوری 1951ء تا 26 اکتوبر 1958ء۔

4۔ جنرل محمد موسیٰ 27 اکتوبر 1958ء تا 17 ستمبر 1966ء۔

5۔ جنرل آغا محمد یحییٰ خاں 18 ستمبر 1966ء تا 20 دسمبر 1971ء۔

6۔ جنرل گل حسن 22 جنوری 1972ء تا 2 مارچ 1972ء۔

7۔ جنرل ٹکا خان 3 مارچ 1972ء تا یکم مارچ 1976ء۔

8۔ جنرل ضیاء الحق یکم مارچ 1976ء تا 17 اگست 1988ء۔

9۔ جنرل مرزا اسلم بیگ 17 اگست 1988ء تا 16 اگست 1991ء۔

10۔ جنرل آصف نواز جنجوعہ 16 اگست 1991ء تا 8 جنوری 1993ء۔

11۔ جنرل عبدالوحید کاکڑ 12 جنوری 1993ء تا 12 جنوری 1996ء۔

12۔ جنرل جہانگیر کرامت 12 جنوری 1996ء تا 7 اکتوبر 1998ء۔

13۔ جنرل پرویز مشرف 7 اکتوبر 1998ء تا 28 نومبر 2007ء۔

14۔ جنرل اشفاق پرویز کیانی 28 نومبر 2007ء تا 29 نومبر 2013ء۔

15۔ جنرل راحیل شریف 29 نومبر 2013ء تا حال۔





منگول شکل کے بچے

ڈاکٹر محمد ارشد۔ کنسلٹنٹ۔
چائلڈ سائیکاٹرسٹ۔ نیوزی لینڈ

"ہم نے انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا ہے۔"
(قرآن)

پیارے پھول جیسے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مکمل پیدا کیا ہے لیکن کچھ بچے پیدائشی معذور بھی پیدا ہوتے ہیں جن کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے بلکہ ان کے ساتھ محبت کا سلوک روا رکھنا چاہئے۔

"اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو خود پسند کرتے ہو۔"
(حدیث مبارک)

میں آج آپ کو منگول شکل کے بچوں کے متعلق بتانا چاہتا ہوں جو آپ سب نے دیکھے ہونگے۔

جسمانی خلیات: سائنس کے لحاظ سے ہمارا جسم خلیات سے بنتا ہے۔ ہر خلیہ میں 46 کروموسوم ہوتے ہیں اور ان کے 23 جوڑے ہوتے ہیں۔ کروموسوم میں معمولی تبدیلی یا کمی یا زیادتی بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت پر اثر ڈالتی ہے۔

ذہنی خارجی قسمت (IQ) کی اقسام یہ ہیں۔

بہت اعلیٰ ذہانت: 130 یا زیادہ
اعلیٰ ذہانت: 120-129
بہتر اوسط ذہانت: 110-119
اوسط ذہانت: 90-109
درمیانی ذہانت 70-79
انتہائی کم ذہانت: 69 سے کم

ننھے پروفیسرز کی ذہانت 129 سے زیادہ اور منگول شکل کے بچوں کی ذہانت 20-70 ہوتی ہے۔ پیارے بچو کبھی بھی اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اسلامی مشاہیر کا مقابلہ اس ذہانت کے پیمانے سے نہ کیجئے گا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندے ہیں۔

حلقۂ اثر: منگول شکل والے بچے خاندانی اور نسلی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تقریباً ہر سال 750 بچے انگلینڈ میں پیدا ہوتے ہیں یعنی ہر 800 میں ایک بچہ جس کا مطلب ہے کہ 60,000 بچے منگول شکل کے ہیں۔ پاکستان میں کافی منگول بچے ہیں۔ لڑکوں میں لڑکیوں کی نسبت زیادہ تعداد ہوتی ہے۔

وجوہات: 46 کی بجائے 47 کروموسوم ہوتے ہیں۔
اگر ماں کی عمر 35 سال سے زیادہ ہو۔ (اسی لئے حدیث مبارک: "بچوں کی شادی جلدی کرو")
اگر خاندان میں منگول اثر والے بچے موجود ہوں۔
کم ذہنی خارجی قسمت۔

غربت اور کم خوراک

علامات: جسمانی پیدائشی کم وزن، بڑا سر اور کم وزن دماغ، چپٹا چہرہ، چھوٹا منہ، چھوٹا قد، چھوٹے بازو اور ٹانگیں، چھوٹا ناک، چھوٹے کان، آنکھیں اوپر کی طرف، آنکھوں میں سفید دھبے، چھوٹی انگلیاں (پہلی اور دوسری انگلی میں فاصلہ) چوڑی چھوٹی گردن، ٹیڑھے دانت، کمزور پٹھے، جوڑوں میں بہت زیادہ لچک، اونچا تالو اور باہر زبان، پاؤں، انگوٹھوں میں زیادہ خلاء، پیدائشی دل کی، پھیپھڑوں، معدے، شوگر، مرگی، غدود کی بیماری، کم ذہانت اور عقل، توجہ میں کمی، غیر ضروری چڑچڑا پن، اُداسی، بے چینی، خوف، خیالات کا غلبہ اور ان پر عمل، نیند کا مسئلہ، حالات کو نہ سمجھنا، بہت کم الفاظ استعمال کرنا، تعلیم میں بہت کمزور، چیزیں یاد نہ رکھنا، دیکھنے اور سننے کے مسائل۔

علاج: میری والدہ حاجرہ فرماتی تھیں۔
"میرے پیارے بچو! قرآن پاک اور حدیث مبارک پر عمل کرنے سے جسمانی اور ذہنی بیماریوں سے بچ سکتے ہو۔"

☆...... ہر بچہ اللہ تعالیٰ کا والدین کے لئے تحفہ ہے اس لئے اس سے پیار اور دوستانہ ماحول رکھو۔

☆...... بچہ کا باقاعدہ جسمانی اور ذہنی معائنہ کروائیں اور باقاعدہ علاج کروائیں۔

☆...... گھر کا ماحول پرسکون اور پیار محبت والا رکھیں۔

☆...... بچے کے لئے حکومت خصوصی سکول، کھیلنے کی جگہ اور سامان ضرورت مہیا کرے کیونکہ بہت سے والدین اس قابل نہیں ہوتے (نیوزی لینڈ اور یورپ میں حکومت ہر سہولت فراہم کرتی ہے حضرت عمرؓ کے اصول پر)

☆...... ہسپتالوں میں منگول شکل کے بچوں کے لئے یونٹ بنائیں۔

☆...... بچے کے لئے خاص پیشہ کی تربیت دیں۔

☆...... بچے کے لئے سکول، والدین، خاندان، علماء کرام، حکومت، میڈیا، سوشل ورکر اور ہسپتال مل کر ایک گروپ بنائیں جو بچے کو تمام سہولیات فراہم کریں۔

☆...... بچہ باقاعدہ چائلڈ سائیکاٹرسٹ سال میں ایک دفعہ معائنہ کروائے تاکہ پریشانی، اداسی، خوف وغیرہ کا علاج ہو سکے۔

☆...... بچے کا بستر آرام دہ اور شور کے بغیر ہو۔ رات کو والدین کہانی سنائیں۔

☆...... سارے خاندان کی تھراپی ہونی چاہئے۔

☆...... خاندان والے بچے کی ضد، ناراض ہونے یا چڑچڑا ہونے پر صبر سے کام لیں۔

میری والدہ فرماتی تھیں "یہ منگول بچہ فرشہ ہے کبھی فرشتے پر بھی کوئی ناراض ہوتا ہے"

ادویات: متعدی بیماری۔ مرگی، غدود، شوگر، بے خوابی، (میرے پھول میں مضمون پڑھیں)
اداسی، پریشانی، ننھے پروفیسر......

آپ مجھ سے مشورے کے لئے شعیب بھیا کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

تشخیص مرض: یہ بچے بہت سی ذہنی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں بہت کم بچے بلوغت تک پہنچتے ہیں۔ یہ سب جلد بوڑھے ہو کر پچاس سال سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں۔

پھول جیسے بچو! علم ادب پیار محبت اور نظم و ضبط اپنا کر اس طرح کے بچوں کی زندگی میں خوشیاں بھر دیں کیونکہ "مومن مومن کو تنگ نہیں کرتا" (حدیث پاک)

سید محمد امیر رضوی عرف میر پنجہ کش

خورشید عالم گوہر قلم

انگریز مسلمانوں کے فنون پر پوری قوت سے حملہ آور تھے

مغلیہ عہد میں تعلیم کا تناسب 90 فیصد تھا

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے زوال کے بعد خطاطی کا وہ تابناک دور ختم ہوگیا جس میں قلم و علم یکجا ہو کر برصغیر میں اسلامی و علمی نور پھیلا رہے تھے۔ میر صاحب کو پنجہ کش اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ میر صاحب کو پنجہ کشی میں بھی مہارت حاصل تھی۔

شمالی ہند میں جو شہرت و مقبولیت ان کے خط کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہ ہو سکی۔ میر صاحب صحیح النسب سید تھے۔ مولانا غلام محمد ہفت قلمی اپنی تصنیف تذکرہ خوشنویسیاں میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جنرل براؤن کے زمانے میں میر پنجہ کش سے میری ملاقات ہوئی تھی اس وقت فلاطون نامی ایک شخص کے گھر آغاز مرزا اور دوسرے وابستگان کو خطاطی کی تربیت دیا کرتے تھے۔ خط کا انداز بہت ہی خوبصورت تھا اور آقا عبدالرشید دیلمی کی طرز پر مشق کرتے تھے۔ ان دنوں آقا عبدالرشید کی خطاطی جس کے پاس بھی تھی وہ اسے دکھانا گوارا نہ کرتا تھا چنانچہ مولانا غلام محمد نے محمد امیر رضوی کو آقا عبدالرشید کی خطاطی فراوانی سے ہدیہ کی اور انہوں نے ان سے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے خط کو آقا کے خط کے ساتھ ایسا ملا لیا کہ کوئی فرق ہی محسوس نہیں ہوتا تھا۔



امیر رضوی میر پنجہ کش شاہ جہان آباد میں کئی برس تک آقا عبدالرشید دیلمی کا باقاعدہ عرس کرتے رہے۔ حتیٰ کہ لوگ کثرت سے آتے اور باقاعدہ فیض یاب ہوتے۔ میر صاحب کو بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری اور ان کے ساتھ انگریزوں کے ناروا سلوک کا بہت دُکھ تھا اور وہ اکثر اوقات مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر خوب روتے تھے اور درپردہ انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف لوگوں کو ابھارتے تھے۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں ممتاز عالم دین و شیخ طریقت خواجہ قمرالدین سیالویؒ نے مجھے بتایا کہ میر پنجہ کش سے اگر کوئی خیرات مانگتا تو میر صاحب اسے ایک حرف لکھ کر دیتے تو اس فن کے شائقین وہ دو دو روپے میں خرید لیتے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب لوگوں کی مکمل تنخواہ پانچ روپے ہوتی تھی۔

خطِ نستعلیق کے استادِ عظیم تھے

دہلی میں اکثر خطاط ان سے ملاقات ہی باعث فخر سمجھتے تھے

میر صاحب مصوری، نقاشی، جدول کشی اور سنگ تراشی میں بھی مہارت رکھتے تھے

میر صاحب کی خطاطی کے انگریز اور فرانسیسی بھی مداح تھے اور ان کے فن پارے ذوق و شوق سے خریدتے تھے۔ جنگ آزادی کے ہنگاموں میں میر صاحب کی عمر 90 برس تھی۔ چنانچہ انگریزی کمانڈر نے بطور خاص جناب میر صاحب کے قتل کا حکم دیا اور الزام لگایا کہ میر صاحب عام مسلمانوں کو انگریزی تسلط کے خلاف اُکساتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میر صاحب نے کبھی دل سے انگریزی سامراج کو قبول نہ کیا۔ میر صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے والوں میں میر انیس، ذوق، اور دہلی کے بڑے بڑے شعرا ادیب اور نثر نگار شامل تھے۔

میر انیس نے جناب میر پنجہ کش کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میر صاحب کا قلم ایک بہترین شاعر سے کہیں زیادہ حسن و جمال کا اظہار کرتا تھا۔ میر صاحب کی اتباع کرنے والوں میں رحیم اللہ، افضل لاہوری، امام ولدی، آغا مرزا، باقر کشمیری جیسے ماہرین فن شامل ہیں۔ میر صاحب کا اگر کوئی شاگرد ہوتا تو میر صاحب پہلے اس کے ہاتھ سے ایک شعر لکھ کر رکھ لیتے جب شاگرد کی تربیت مکمل ہوتی تو اسے وہ شعر دکھاتے تا کہ شاگرد بخوبی اندازہ کرلے کہ اس نے کتنی ترقی کی ہے۔ بعض دفعہ وہ لکڑی کے تختوں پر بھی خطاطی کرتے تھے۔

1857ء میں 90 برس کی عمر انہیں انگریزی دور حکومت میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا مگر ان کے فن پارے زندہ و پائندہ رہیں گے۔

پھول بڑا مقبول انعامات کی برسات

سائنس کی دنیا

سوال ---------------------------------------

نام.................. ولدیت ....

مکمل پتہ ---------------------------------------

فون نمبر..................

جوابات کوئز کی دنیا

1.................. 2.................. 3..................

4.................. 5..................

نام.................. ولدیت..................

گھر کا مکمل پتہ ---------------------------------------

فون نمبر..................

صفحہ بتائیے

یہ ہیں صفحات کے نمبر:

1-.......... 2-.......... 3-.......... 4-.......... 5-..........

نام .... ولدیت ....

گھر کا مکمل پتہ ---------------------------------------

فون نمبر..................

پھول فورم

تصویر

نام ---------------------------------------

تاریخ پیدائش ---------------------------------------

مشاغل ---------------------------------------

مستقبل کے ارادے ---------------------------------------

''پھول'' نے آپ میں کیا تبدیلی پیدا کی ....

گھر کا مکمل پتہ ---------------------------------------

فون نمبر..................

زبردست جملہ

جملہ ---------------------------------------

نام .... ولدیت ....

گھر کا مکمل پتہ ---------------------------------------

فون نمبر..................

تین بہترین کہانیاں

1۔ کہانی .... مصنف..................

نام .... ولدیت ....

گھر کا مکمل پتہ ---------------------------------------

فون نمبر..................

جوابات دارالسلام کوئز

نام:.................. ولدیت:..................

عمر:.................. تعلیم:..................

گھر کا مکمل پتہ ....

....

فون نمبر ....

(جوابات الگ کاغذ پر لکھ کر کوپن کے ہمراہ بھجوائیں)

- ہر سلسلے کیلئے الگ الگ کوپن پُر کرنا اور ہر کوپن میں نام و مکمل پتہ لکھنا ضروری ہے۔
- کوپن ہر ماہ کی 10 تاریخ تک مل جانے چاہیے ورنہ قرعہ اندازی میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔ ● جوابات کیلئے کوپن پر جگہ کم ہو تو الگ صفحہ استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن کوپن ہمراہ بھجوانا ضروری ہے۔

صفحہ بتایئے انعام پایئے

سیدہ آمنہ بتول (بورے والا) گل لالہ (سلطانپور، وہاڑی) اریج فاطمہ (ٹبہ سلطان) سمیرا فاطمہ قادری (گوجرانوالہ) فہد مصطفیٰ (جام پور) محمد فیصل (ملتان) گلفام احمد شہزاد (چناب نگر) عبدالعزیز میئو (شجاع آباد) افتخار علی چوہان (جمن شاہ، لیہ) محمد منیر (میلسی) محمد سلمان حسین (دولتانہ، لڈن) ارجا عبدالرؤف (گوجرانوالہ) نمرہ اسماعیل (منڈی بہاؤالدین) ہشام شکیل (باغ، آزاد کشمیر) کشور سلطانہ قادری (گوجرانوالہ) فاطمہ (نوشہرہ، صدر) اقراء فہیم (لاہور) عزیز الرحمٰن میئو (شجاع آباد) محمد امان عارف (شجاع آباد) محمد بلال منشاء (لاہور) فاطمہ ارشد (فیصل آباد) زوہیب احمد عطاری (لڈن) کاشف کامران (یزمان) سید ذیشان شاہد (کوٹ چھٹہ) طٰہٰ یاسین (حیدرآباد) ناعمہ تحریم (حیدرآباد) عروج امین (پسرور) محمد احمد رضا انصاری (کوٹ ادو) مرزا ہادی بیگ (حیدرآباد) ولی حسین (حیدرآباد) ماہ رُخ (حیدرآباد) محمد منیر (حیدرآباد) سیف اللہ (چونیاں) حمزہ نظامی (لاہور) محمد یوسف (راولپنڈی) عابد حسین (اسلام آباد) اقراء نصیر (راولاکوٹ) ارحم ندیم (لاہور)۔

انعامات کی برسات

صفحہ بتایئے

1۔ حمزہ نظامی۔ لاہور
2۔ محمد یوسف۔ راولپنڈی
3۔ عابد حسین۔ اسلام آباد
4۔ اقراء نصیر۔ راولاکوٹ
5۔ ارحم ندیم۔ لاہور

صفحہ بتایئے۔ درست جوابات

(1)10 (2)12 (3)52
(4)32 (5)18

دارالسلام کوئز

1۔ عمران رضا۔ لاہور
2۔ شازیہ لطیف۔ کراچی
3۔ امتیاز عالم۔ کوئٹہ
4۔ سندس انور۔ بنوں
5۔ سرتاج بٹ۔ چمن

دارالسلام کوئز۔ درست جوابات

1۔ ابوالحارث، 2۔ حضور ﷺ، 3۔ حضرت سلیمانؑ، 4۔ حضرت نوحؑ، 5۔ وینس

زبردست جملہ

1۔ فاطمہ عطاء اللہ۔ نوشہرہ صدر
حاجرہ ابراہیم ورک۔ راولپنڈی
اگر ہے جذبۂ تعمیر زندہ
تو پھر کس چیز کی ہم میں کمی ہے

2۔ افتخار علی چوہان۔ جمن شاہ، لیہ
نیک جذبے سے سرشار
ہے یہ قوم کا معمار

3۔ زمرد سلطانہ۔ الٰہ آباد
مٹی سے بنا کاریگر کا شاہکار
خوبصورت قائداعظمؒ کا مزار

4۔ عبدالعزیز میئو۔ شجاع آباد
تُو نے سچ کر دکھایا قائدؒ کے فرمان کو
کہ اے نوجوانو تم مستقبل کے معمار ہو

5۔ سید ذیشان شاہد۔ کوٹ چھٹہ
اے اچھے نونہال تُو آیا کہاں سے
اتنا پیار ہے تجھے محمد علی جناحؒ سے

تین بہترین کہانیاں

1۔ محل والی بتا...... اسد محمد خان۔ کراچی
2۔ جلترنگ شہزادی...... سلمٰی جیلانی۔ نیوزی لینڈ
3۔ ایک پیڑ کی کہانی...... ثاقبہ رحیم الدین۔ راولپنڈی

کوئز کی دنیا

1۔ احسان شوکت۔ نارووال
2۔ ثمینہ ظفر۔ چارسدہ
3۔ کرن افتخار۔ باغ، آزاد کشمیر
4۔ ہمایوں کلیم۔ سیالکوٹ
5۔ شہباز علی۔ لاہور

کوئز کی دنیا دسمبر کے درست جوابات

1) قبیلہ بنو سعد س (2) مثنوی اسرار خودی (3) تربیلا بند (4) '32 (5) الٹا ہو کر



دسمبر 2013 میں شائع ہونے والے زبردست جملہ کی تصویر

مقابلے میں حصہ لینے والے تمام لکھاری اپنی تحریروں کے شروع میں واضح طور پر مقابلے کا نام لکھا کریں اور تحریر کے آخر میں مکمل نام، ولدیت، پتہ لکھا کریں۔ فون نمبر لکھنا چاہیں تو وہ بھی لکھ دیں۔

اس ماہ کے جملے

1۔ شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہترین نتائج دکھائے
2۔ کوئی شاعر، کوئی صحافی کوئی اہل علم
3۔ میں نے ان کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا
4۔ بچوں اور بڑوں کے لئے معیاری کتب کا مرکز
5۔ اوپر صحن میں صرف پیدل آنے جانے والوں کو اجازت ہے۔

کوئز کی دنیا

1۔ حضرت عبدالمطلب کا پیشہ کیا تھا؟
2۔ خانہ کعبہ کی بنیاد کس نے رکھی؟
3۔ پاکستان کے قیام کا واضح تصور سب سے پہلے کس شاعر نے پیش کیا؟
4۔ دو ایسے کھیل کون سے جن میں پیچھے ہٹنے والا فاتح قرار پاتا ہے؟
5۔ دنیا کا سب سے بڑا ریڈیو اسٹیشن کس ملک میں ہے؟

دارالسلام کوئز

1۔ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں پہلی نماز جمعہ کی امامت کہاں فرمائی؟
2۔ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی میزبانی کی سعادت کسے حاصل ہوئی؟
3۔ ملکہ سبا (بلقیس) کی شادی کس پیغمبر سے ہوئی تھی؟
4۔ صحیفے سے کیا مراد ہے؟
5۔ حوا کے کیا معانی ہیں؟

ایک نیا قدم

کیا ہم سب زینب کی طرح بنیں گے؟

میمونہ ساجد



یہ سردیوں کا موسم تھا۔ کشمیر کے بلند پہاڑوں کی چوٹیوں نے سفید چادر اوڑھ لی تھی۔ دوسری طرف ہوا میں خنکی نے سردی کی شدت میں اضافہ کر دیا تھا۔ ہوا کے تیز جھونکے خوبانی کے درخت پر لگی ننھی ننھی خوبانیوں کو دھکا دیئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ یہ ننھی خوبانیاں نیچے گرتیں تو ایک لڑکی ان کو اٹھا کر اپنی ٹوکری میں رکھتی جاتی۔ اب اس کی ٹوکری میٹھی خوبانیوں سے بھر گئی تو وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔ وہ ہری بھری وادیوں سے ہوتے ہوئے ایک بل کھاتے دریا کے قریب آباد شہر میں پہنچ گئی۔ اس کا گھر اس صاف وشفاف دریا کے قریب تھا۔ اس دریا کا پانی اتنا صاف وشفاف تھا کہ اس کی نچلی تہہ پر پڑے کنکر واضح طور پر نظر آتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہوگئی۔ اس کا گھر بہت بڑا تھا۔ ایک بڑے بنگلے کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی وہ خود ہی اپنے باغ سے پھول لے اتی۔

اس لڑکی نے ٹوکری اپنی امی جان کو پکڑا دی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ وہ اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی کے سامنے بیٹھ کر کتاب پڑھنے لگی۔ ہوا کے تیز جھونکے آتے اور اس کی کتاب کے صفحے اُلٹا کر چلے جاتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس کے ساتھ شرارت کر رہے ہوں۔ اب ہوائیں بہت تیز ہوگئیں تو اس نے کھڑکی بند کرنا چاہی۔ ابھی وہ کھڑکی بند ہی کر رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ ایک ننھا سا بچہ جس نے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، کشکول ہاتھ میں لیے بھیک مانگ رہا تھا۔ اس کی امی بھی اس کے ساتھ بھیک مانگ رہی تھی۔ اس بچے کا منہ گندا تھا۔ اس کے کپڑوں میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ اس کے پاؤں ننگے اور زخمی تھے۔ وہ لڑکی اس کو دیکھ کر خیالوں میں کھوگئی۔ اس نے سوچا "ہمارے ملک میں اتنے امیر لوگ ہیں پھر بھی وہ غریبوں کی مدد نہیں کرتے۔ آخر ان غریبوں کا بھی حق ہے کہ کوئی ان کی مالی مدد کرے۔"

وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ اس کی امی جان اس کے کمرے میں آئیں۔ انہوں نے اس کو عجیب خیالات میں گم پایا۔ انہوں نے پوچھا کہ۔ "بیٹا! آپ کن خیالات میں کھوئی ہوئی ہیں؟"۔ اس نے کہا "امی جان! میں اس غریب بچے کی طرف دیکھ رہی تھی، کوئی اس کی مدد ہی نہیں کرتا۔ وہ ہر وقت ٹھوکریں کھاتا ہے۔ ہمارے ملک میں اتنے امیر لوگ ہیں پھر بھی وہ ان غریبوں کی مدد نہیں کرتے۔"

اس کی امی نے اس کو دلاسا دیتے ہوئے کہا "بیٹا! جب اللہ تعالیٰ کسی کو دولت دیتے ہیں تو اس پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس کو اچھی جگہ پر خرچ کرے۔ مگر وہ لوگ جو دولت کو اکٹھا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور کسی دوسرے غریب پر نہیں خرچ کرتے تو یقیناً قیامت کے دن ان کو سخت عذاب ہوگا۔"

امی جان یہ کہہ کر چلی گئیں مگر وہ مطمئن نہیں تھی۔ اس لڑکی کا نام زینب تھا۔ اس کے والدین شہر کے امیر ترین لوگ تھے مگر وہ دوسرے امیر لوگوں کی طرح لالچی، خود غرض اور ظالم نہ تھے بلکہ رحم دل، نیک اور فیاض تھے۔ زینب بھی بالکل انہی کی طرح تھی۔ اس کے گھر کا ماحول مذہبی تھا۔ اسے مذہب سے بہت لگاؤ تھا۔ اس کی امی جان اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سناتیں اور ان پر عمل کرنے کی تاکید کرتیں۔ زینب ایک نیک اور درد دل رکھنے والی لڑکی تھی جب بھی کسی غریب کو دیکھتی تو اس کا دل موم کی طرح پگھل جاتا۔ وہ اس غریب بچے کو دیکھ کر پریشان تھی۔ سارا دن اس نے کچھ نہ کھایا۔

اگلے دن اس کی سالگرہ تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی دسویں سالگرہ پر کچھ ایسا کرے گی جو وہ زندگی بھر یاد رکھے گی اور خوش ہوگی۔ اگلے دن صبح سویرے اٹھی فجر کی نماز ادا کی اور قرآن پاک پڑھا اور نئے کپڑے پہن کر نیچے ہال میں چلی گئی۔ ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اسے اپنی دوستوں کی طرف سے سالگرہ مبارک کے ایس ایم ایس موصول ہونا شروع ہو گئے۔ وہ انہیں پڑھ کر بہت خوش ہوئی۔ شام کو اس کی سالگرہ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا پہلے اس نے تحائف کھولے اور سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد سب لوگ گپ شپ لگانے اور کھانا کھانے میں مصروف ہوگئے۔

اچانک زینب کی نظر اس غریب بچے کی طرف پڑی جو اسے کل نظر آیا تھا۔ وہ اندر آنے کی کوشش کر رہا تھا مگر گھر کے نوکر اسے اندر نہ آنے دے رہے تھے۔ وہ نوکروں کے پاس گئی اور اس غریب بچے کو اندر لے آئی۔ اس نے اس بچے کو نئے کپڑے، کھلونے اور دس ہزار روپے دیے اور کہا "اب تم بھی امیر ہو اور غریب نہیں۔ آؤ، آج میری سالگرہ ہے۔ تم بھی کچھ کھاؤ پیو۔" وہ بچہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد زینب نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آج اپنی سالگرہ پر میں نے کچھ نیک کام کرنے کا ارادہ کیا تھا اور میں نے وہ پورا بھی کر دیا ہے۔ میری سالگرہ کا خصوصی مہمان یہ بچہ ہے۔" سب کی نظریں اس غریب بچے پر پڑیں۔ زینب نے بڑے پیار سے اسے کرسی پر بٹھایا اور کیک دیا۔ پھر وہ سب سے مخاطب ہوئی۔ "آج ہمیں اگر کامیاب ہونا ہے تو صرف ان غریبوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اگر ہمیں معاشرے میں اعلیٰ مقام چاہئے تو ان کو بھی کچھ سہولیات دینا ہونگی۔ تب یہ ہمارا ملک ترقی کرے گا اور یہ غریب معاشرے کا سب سے طاقتور حصہ بنیں گے۔

"سب کے دلوں سے زینب کے لئے دعا نکلی اور اسے خوب داد دی۔ ہال کے ایک طرف کھڑی اس غریب بچے کی ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ دعا کی کہ "اللہ تعالیٰ ہر کسی کو زینب جیسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تہمینہ شاہ



خیالات بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے یہ بدلتے ہیں تو حالات بھی بدل جاتے ہیں۔

ادھورے وجود

''میں اسماء کا سکول تبدیل کرنا چاہتی ہوں''۔ اسماء کی امی نے اطلاع کیا دی گویا میرے سر پر بم پھوڑ دیا۔

''کک...... کک...... کیوں؟؟''۔ میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ صدمے کی وجہ سے میرے منہ سے الفاظ بھی نہیں نکل رہے تھے۔

''دیکھیں ٹیچر...... اسماء کو ایک سال ہوگیا ہے سکول میں پڑھتے ہوئے لیکن وہ ابھی تک پلے گروپ کا نصاب بھی مکمل نہیں کر پائی۔ اس کا بھائی اس سے چھوٹا ہے اور وہ جماعت اول میں ہے''۔

میں نے تاسف سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اسماء دوسرے بچوں سے مختلف ہے۔ ذہنی لحاظ سے یہ اپنے ہم عمر بچوں سے پیچھے ہے۔ اسی لئے سپیشل سکول میں ہے۔ آپ اسماء سے اس کی ذہنی سطح کے مقابلے میں بہت زیادہ کی توقع کر رہی ہیں''۔ میں نے اسماء کی امی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں ٹیچر میں اسماء کو اس کے بھائی کے سکول داخل کروانا چاہتی ہوں۔ وہاں یہ کچھ نہ کچھ ضرور پڑھ لے گی۔'' اسماء کی امی میرے سمجھانے کے باوجود بھی قائل نہ ہوسکیں اور آخر کار دو دن بعد ہی اسماء نے سکول چھوڑ دیا۔

میں سپیشل سکول میں پڑھا رہی تھی اور میرے پاس ذہنی پسماندہ بچوں کی جماعت تھی۔ اسماء میری طالبہ تھی۔ وہ جماعت کی ایک ہونہار اور ہردلعزیز بچی تھی جو اپنی دلچسپ حرکات اور باتوں کی وجہ سے سب بچوں میں بے حد مقبول تھی لیکن باقی والدین کی طرح اس کے والدین بھی اس کی ذہنی معذوری کو ابھی تک قبول نہیں کر پائے تھے۔ اُن کی اسماء سے وہی توقعات تھیں جو والدین کی اپنی باقی نارمل بچوں سے ہوتی ہیں۔ اسماء کی امی نے مجھے کئی بار کہا تھا کہ ٹیچر آپ سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ہمیں لوگوں کی کیا کیا باتیں سننی پڑتی ہیں۔ محلے والے کہتے ہیں کہ آپ کی بچی ذہنی معذوروں کے سکول جاتی ہے آپ اپنا پیسہ ضائع کر رہے ہیں۔ اس نے کون سا پڑھ لینا ہے؟ رشتہ دار کہتے ہیں کہ تم نے یقیناً کوئی گناہ کیا ہوگا جو تمہیں یہ بچی ملی ہے۔

میں اسماء سمیت دوسرے بچوں کے والدین اور اُن کی زبانی معاشرے کی سوچ سن کر حیران رہ جاتی کہ معاشرے کے وہ افراد جن کو ہماری توجہ اور محبت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ انہیں ہی سوسائٹی کا بیکار فرد سمجھ کر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ میں نے تہیہ کرلیا کہ ان بچوں کو پڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق کے لئے بھی کوشش کروں گی۔

چند ہفتوں بعد سکول میں خصوصی افراد کے عالمی دن کے سلسلے میں تقریب کا انعقاد کیا جارہا تھا۔ سول سوسائٹی کے نمائندوں کے علاوہ والدین کو خصوصی طور پر بلایا گیا تھا۔ تاکہ انہیں خصوصی بچوں کے متعلق معلومات اور آگہی فراہم کی جائے۔ تقریب کے اختتام پر میں اسماء کی امی کو ہال میں دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ کسی اور طالب علم کی والدہ کے ساتھ آئی تھیں۔

''ٹیچر!! کیا اسماء کو دوبارہ سکول میں داخلہ مل سکتا ہے۔؟''

''جی۔ ای۔ ای۔ ای کیا مطلب؟''۔ میں نے حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا۔

''ٹیچر!! آج کے پروگرام نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہم غلطی نہیں بلکہ گناہ کرنے جارہے تھے۔ اسماء پر ظلم کر رہے تھے۔ اُسے اُس کے خصوصی حقوق سے محروم کرکے''۔ اسماء کی امی نے آہستہ سے کہا۔

''ہم اسماء کے لیے خدا کا شکر ادا کرنے کی بجائے اُس کی ناشکری کرتے رہے۔ ہم تو اُن خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کی خدمت اور پرورش کے لئے منتخب کیا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے بچے ان ہی والدین کو دیتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو پتہ ہوتا ہے کہ ان بچوں کو سنبھال سکتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے یقین پر ثابت قدم رہنے اور اس تحفے کی قدر کرنے کی بجائے خود کو کوستے اور اسماء کو بوجھ سمجھتے رہے۔ جب ہم نے ہی اس کی قدر نہیں کی تو لوگ کیوں اس کی قدر کرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس آزمائش پر سر جھکانے کی بجائے شکوے شکایتیں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحت سمجھ ہی نہ پائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔''کہ میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہوں کچھ ادھورے اور کچھ مکمل وجود کے ساتھ'' یہ ادھورے وجود ہمارے لئے قدرت کی نشانی تھی۔ اور ہم اسے اپنے کسی گناہ کی

سزا سمجھتے رہے، کتنے غلط تھے ہم ٹیچر۔'' اسماء کی امی اب رو رہی تھیں۔ ''ہم نے آپ کے کئی بار سمجھانے پر بھی اسماء کو دوسرے سکول میں داخل کروا دیا۔ کتنا ظلم کیا ہم نے اس معصوم کے ساتھ۔''

میں نے ان کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔ ''اصل معذوری ظاہری نہیں ہوتی، بلکہ اصل معذوری سوچ اور خیال کی معذوری ہے۔ دنیا کی عظیم شخصیات خصوصی افراد جنہوں نے اپنی معذوری کو اپنی کمزوری نہیں اپنی طاقت بنایا اور ہمت، حوصلے اور محنت سے انسانی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا۔ اگر آپ سب والدین بھی ان سب خصوصی بچوں کو وہی پیار، محبت، حوصلہ، اعتماد اور توجہ دیں جو آپ اپنے باقی بچوں کو دیتے ہیں تو آپ کے لیے بھی انشاء اللہ ان ہی مشہور عالمی شخصیات کی فہرست میں شامل ہو سکتے ہیں''۔

''ہاں ...... بیٹا آج کے پروگرام سے ہمیں بہت سی معلومات ملی ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسماء کی صورت میں یقیناً ہمارے لئے بہت بہتری رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے اس میں''۔ اسماء کی امی نے عاجزی سے کہا۔ ''کل سے اسماء سکول آئے گی۔ میں میڈم سے ابھی بات کرلوں گی۔ اسماء کے دوبارہ داخلے کی۔ مجھے لوگوں کی پرواہ نہیں کہ وہ اسماء اور اس سکول کے بارے میں کیا بات کرتے ہیں۔ مجھے اسماء کو اس کا حق دینا ہے۔ وہی حق جو باقی بچوں کا ہے۔ مجھے یقین ہے میری اسماء بھی کوئی نہ کوئی مقام حاصل کرلے گی انشاء اللہ''۔ اسماء کی امی کی آنکھیں یقین اور جذبے سے چمک رہی تھیں۔ یہ چمک اسماء کے روشن کل کی امید کی روشنی تھی۔

''انشاء اللہ'' میں نے بھی آہستہ سے کہا اور سوچ میں گم ہو گئی۔ واقعی انسان کی ہدایت کے لیے آگاہی کا ایک لمحہ بھی کافی ہوتا ہے۔ آج کے پروگرام میں ان ادھورے وجودوں نے اپنی مکمل اور جاندار کارکردگی سے نہ صرف بہت سے لوگوں کی سوچ اور توقعات کو بدل کر رکھ دیا بلکہ ثابت کر دیا کہ مواقع ملنے پر بھی باقی افراد کی طرح بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر شاندار کارکردگی دکھا سکتے ہیں کیونکہ ان ننھے فرشتوں کو ترس اور ہمدردی کی بجائے ان کو اگر ان کا خصوصی اور جائز حق دے کر قومی دھارے میں لایا جائے تو یقیناً ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسماء کی امی کی سوچ اگر تمام والدین کی سوچ بن جائے تو معاشرے کے خیالات و افکار کو بدلا جا سکتا ہے۔

اپنی امی سے سکول میں دوبارہ داخلے کی بات سن کر اسماء کی خوشی دیدنی تھی اور اسماء کے چہرے پر پھیلی خوشی اور سکون دیکھ کر میرے اندر طمانیت کی لہر دوڑ گئی۔ یقیناً وہ وقت دور نہیں تھا جب یہ کامیابی و کامرانی کی منزل طے کرلے گی۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

نیا سال مبارک



ساجدہ حنیف۔ نیڈل آرٹسٹ

بقیہ حکیم سعید

میں جگہ جگہ آئیں کوئی فیس نہیں لی جائے گی اگر نادار ہیں تو دوا بھی مفت ملے گی۔ ایک حکیم زادہ دامن جھاڑ کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور دلی سے نکل کر پاکستان میں آ کر ڈیرا کرتا ہے۔ خالی ہاتھ آیا تھا مگر ایک دُھن ہے کہ کچھ کر کے دکھانا ہے اور کیا کرامات کیں کہ جس ادارے کا آغاز ساڑھے بارہ روپے کے سرمائے سے کیا تھا اس نے دیکھتے دیکھتے اتنا فروغ پایا اور پیسے کی اتنی فراوانی ہوئی کہ بے منت ایک پورا کلچر کمپلیکس مدینۃ الحکمہ کے نام سے کھڑا کر دیا۔ اس طرح بھی کوئی ادارہ اس ملک میں قائم ہوا کہ نہ کسی دھنا سیٹھ کا شرمندۂ احسان ہونا پڑا، نہ سرکاری امداد کے لئے ہاتھ پھیلانا پڑا۔ تو پھر کیا حکیم صاحب کے پاس الٰہ دین کا چراغ تھا۔ اگر نہیں تو پھر کیسے عقل حیران کہ اس تہذیب کے خاکستر سے نکلی ہوئی چنگاری نے کیا کیا گل پھول کھلائے۔ تعلیمی تجربہ اور اتنے بڑے پیمانے پر اور اس شان سے کہ تعلیم کی روشنی دیہات کی گری پڑی مخلوق کے جھونپڑوں تک پہنچ گئی۔ اس شہر علم و حکمت کو دیکھ کر اگر اپنی تاریخ پر نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے کوئی شخصیت یاد آرہی ہے وہ سرسید احمد خان ہیں اور ایک طویل عرصہ کے بعد یہاں شہید حکیم محمد سعید کی شکل میں ایک اور سرسید احمد خان جنم لیتا دکھائی دیا۔ حکیم صاحب نے مدینۃ الحکمہ آباد کر کے کیا خوب تعلیمی تجربہ کیا ہے اور آج میں مدینۃ الحکمہ میں نہیں بلکہ کسی حیرت کدہ میں سانس لے رہا ہوں۔

انجینئر ساجد انور ملک

اب ت

"انجمن برائے تعلیم لاہور" کے تعاون سے اس سلسلے میں قارئین کو سائنس کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اور اہم سوالات کے جوابات "پھول" میں شائع بھی کیے جاتے ہیں تاکہ دوسرے پڑھنے والے بھی مستفید ہوسکیں۔ دلچسپ اور اہم سوال کرنے والے ساتھیوں کو بالترتیب 200,300,500 روپے کی کتب انعام میں بھجوائی جاتی ہیں۔ سوال بھجوانے والوں کو جواب انفرادی طور پر بذریعہ ڈاک بھی ارسال کیے جاتے ہیں۔ سوالات ماہنامہ "پھول" کے پتے پر بھجوائیں، ہمراہ کوپن آنا ضروری ہے۔

سائنس کی دنیا

حافظ نیہا نور......لاہور

سوال: Dialysis کے متعلق تفصیل سے بتائیں؟ انسانی جسم میں یہ کس طرح کام کرتے ہیں؟

جواب: Dialysis یونانی لفظ dialusis سے اخذ شدہ ہے جس میں dia کا مطلب "کے ذریعے" یا "میں سے" یا "درمیان سے" اور lysis کا معنی ڈھیلا کرنا یا الگ الگ کرنا۔



پس انسانی کے جسم کے خون سے فاسد مواد اور زائد پانی کو الگ الگ کرنا dialysis کہلاتا ہے۔ جن اشخاص میں گردوں (Kidneys) کا فعل کسی وجہ سے ختم ہو جائے تو اُن کو dialysis کرکے صحت مند رکھا جاتا ہے۔

dialysis کا اصول ایک نیم سوراخوں والی membrance میں سے نمکیات کو علیحدہ کرنے اور انتہائی سطح کی فلٹریشن کرنے کا عمل ہے۔ Dialysis کی بنیادی دو اقسام ہیں۔ ایک کو Hemodialysis اور دوسرے کو Peritoneal dialysis کے نام سے جانا جاتا ہے۔ Hemo dialysis میں خون کو ایک مشین میں سے گزارا جاتا ہے جس میں انتہائی چھوٹے سائز کی Semi fibre نالیاں ہوتی ہیں جو کہ ایک permeable چھلنی کے طور پر کام کرتی ہیں۔ فاسد مادہ ایک طرف چلا جاتا ہے اور صاف خون دوسری طرف خون سے یوریا اور creatinine الگ کرلیا جاتا ہے، dialysis کیلئے استعمال ہونے والے سلوشن جس کو dialysate کہتے ہیں اس میں پوٹاشیم اور کیلشیم کی خاص مقدار ہوتی ہے جو کہ شامل کی جاتی ہے۔ یوریا اور دوسر یفاسد مادوں سے پاک خون انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ Hemo dialysis کا عمل تقریباً 4 گھنٹے میں مکمل کیا جاتا ہے۔ peritoneal dialysis میں ایک نالی پیٹ میں آنتوں کے اردگرد کی جگہ میں داخل کی جاتی ہے۔ انسانی پیٹ کی جھلی Demipermeable جھلی کے طور پر کام کرتی ہے اور dialysate کو نالی میں سے پیٹ کی cavity میں داخل کیا جاتا ہے osmosis اور diffusion کی وجہ سے خون کے فاسد مادے dialysate میں آجاتے ہیں اور پھر اس dialysate کو نالی کے ذریعے نکال دیتے ہیں اور نیا سلوشن ڈال دیا جاتا ہے اگر مزید dialysis کرنا مقصود ہو۔ اس قسم کے dialysis میں نالی اور بیگ اور سٹینڈ وغیرہ کی ضرورت ہے کوئی مشینری درکار نہیں ہوتی اور اس کو گھر پر بھی کیا جاتا ہے۔

عبدالجبار انصاری......لاہور

سوال: جاپان میں مقناطیسی ٹرین چلتے ہوئے پٹڑی چھوڑ کے اوپر چلتی ہے، اس کے پر نہیں ہیں تو اتنا وزن پٹڑی سے اوپر کیسے اٹھ جاتا ہے؟

جواب: جو مقناطیسی ٹرین پٹڑی چھوڑ کر اوپر چلتی ہیں ان کو MAGLEV کہا جاتا ہے یعنی magnetic طور پر Levitation کرتی ہیں۔ پٹڑی اور گاڑی (ٹرین) میں لگے ہوئے بے شمار مقناطیس مقناطیسی قوت سے ٹرین کا وزن اٹھا لیتے ہیں۔ مقناطیسی اصول کے مطابق ایک جیسے مقناطیسی قطب ایک دوسرے کو دفع کرتے ہیں جبکہ مختلف قطب آپس میں ملاپ کرتے ہیں۔ اس وقت دنیا میں دو Maglevs کمرشل طور پر چل رہی ہیں ایک جاپان میں اور دوسرے چائنہ میں شنگھائی ریل سسٹم۔

Maglev پٹڑی سے تقریباً 15 ملی میٹر اوپر اُٹھتی ہے اور گائیڈ ریل کی وجہ سے ٹریک پر سے الگ نہیں ہوتی۔ چائنہ میں اپریل 2004ء میں Maglev کا کمرشل استعمال ہوا جبکہ جاپان میں 2005ء میں۔ چائنہ اور جاپان نے جرمنی میں دریافت کی گئی Maglev ٹیکنالوجی کا بے حد



فائدہ اٹھایا ہے۔ دنیا میں ابھی بھی Maglev کو کم خرچ اور بہتر بنانے کیلئے تحقیق کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

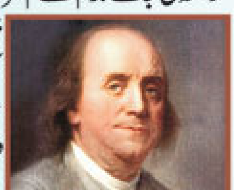
تیز رفتاری کے ریکارڈ کے حوالے سے جاپان کا 2003ء کا MLXOI ٹرین کا ریکارڈ 581 کلومیٹر فی گھنٹہ یا 361 میل فی گھنٹہ کا ریکارڈ گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج ہے۔

Maglev ٹیکنالوجی میں دو قسم کے سسٹم استعمال ہوتے ہیں۔ ایک EMS یعنی electro magnetie Suspension۔ اس میں الیکٹر میگنٹ ٹرین میں فکس ہوتے ہیں اور پٹڑی کی جانب عمل کرتے ہوئے اس کو اٹھا کر رکھتے ہیں۔ دوسرے سسٹم کو EDS یعنی electrodynamic سپنشن کہا جاتا ہے جس میں دفع اور ملاپ دونوں طرح کے قطبی رشتے کام میں لائے جاتے ہیں۔ اس سے ٹرین کی Levitation میں کمی یا زیادتی کو بیلنس رکھا جاتا ہے۔ Maglev ٹرین کا سفر ایک ہموار سفر ہوتا ہے اور پہیوں اور ٹریک کا شور بھی نہیں ہوتا۔

منور سعید خانزادہ......سکرنڈ

سوال: آسمانی بجلی سے کیسے بچا جائے۔ کیا اس کے لیے کوئی آلہ ہے تو اُسے کس نے ایجاد کیا؟۔

جواب: آسمانی بجلی کی طاقت کئی ہزار وولٹ ہوتی ہے اور یہ خاصی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ اس سے بچنے کیلئے جو اصول استعمال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس بجلی کو کوئی ایک ایسا راستہ مل جائے جو کم سے کم مزاحمت رکھتا ہو اور زمین سے منسلک ہو تاکہ ہائی وولٹیج آسانی سے earth ہو جائے۔ آسمانی بجلی کی انتہائی وولٹیج کا مشہور تجربہ 1749ء میں بنجمن



فرینکلن نے کیا تھا۔ انیسویں صدی میں آسمانی بجلی سے بچنے کیلئے دھاتی راڈ کا استعمال شروع ہوا اور اس کی بہت سی خوبصورت اشکال بنائی گئیں۔ جس چیز کو آسمانی بجلی سے بچانا مقصود ہو اس کے سب سے اونچے حصے پر ایک دھاتی راڈ خصوصاً تانبے (Copper) سے بنی ہوئی آویزاں کردی جاتی ہے اس کو ایک دھاتی پٹی یا تار سے منسلک کرکے زیرزمین نم جگہ پر ایک بڑی پلیٹ یا موٹی راڈ کے ساتھ دبا دیا جاتا ہے جب آسمانی بجلی زمین کی جانب راڈ کے پاس پہنچتی ہے تو وہ دھاتی راڈ اور پٹی یا تار سے ہوتی ہوئی زیرزمین نمی میں جذب ہو جاتی ہے اس سے راڈ کے زیر بلڈنگ، مجسمہ یا ٹاور وغیرہ آسمانی بجلی کی تباہ کاری سے بچا جاتا ہے۔ بجلی کے ترسیلی نظام اور اسی طرح کی دوسری تنصیبات کو بھی مختلف قسم کے آلات سے بچایا جاتا ہے تاکہ ترسیلی نظام بحفاظت صارفین کو بجلی اور دیگر مواصلاتی خدمات بلاتعطل فراہم کرے۔ زیادہ تر آلات میں دو الیکٹروڈ استعمال کرکے ایک خاص Gap دے کر دوسرے کو earth کردیا جاتا ہے تاکہ ہائی وولٹیج کی صورت میں Gap کے درمیان بجلی کی وولٹیج سے شعلہ پیدا ہو کر ہائی وولٹیج کو earth کردے اور نقصان سے بچت ہو جائے۔





مصباح الحق

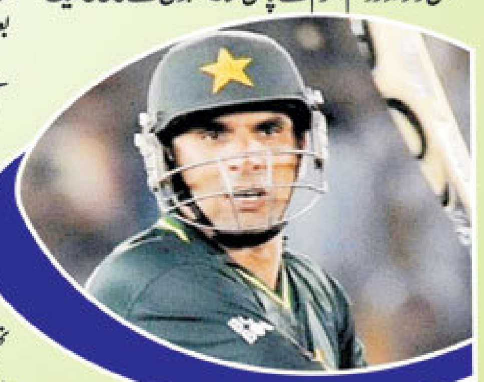
سنچری بنائے بغیر سب سے زیادہ رنز بنانے والے بلّے باز......

رانا محمد شاہد

مصباح الحق......اس وقت کرکٹ ٹیم کے سب سے عمر رسیدہ کھلاڑی ہیں اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصباح کی انٹرنیشنل کرکٹ میں آمد خاصی تاخیر سے ہوئی تھی۔ انہیں کم از کم پانچ، چھ سال دیر سے موقع ملا۔ اگر انہیں پہلے موقع ملتا تو پاکستانی ٹیم کے لیے زیادہ سود مند ثابت ہوتے اور اُن کا اپنا ریکارڈ بھی بہت بہتر ہوتا۔ تاہم اس کے باوجود وہ ایک دہائی سے قومی ٹیم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس دوران وہ کئی مرتبہ ٹیم سے باہر بھی ہوئے۔ پچھلے تین سال سے وہ مسلسل قومی ٹیم کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اور اس دوران اُن کی کپتانی میں قومی ٹیم نے کئی سیریز جیتی ہیں۔ حال ہی میں ویسٹ انڈیز اور زمبابوے کے خلاف ون ڈے سیریز جیتنا اُن کی کپتانی کے ساتھ ساتھ عمدہ کارکردگی کا بھی ثبوت ہے۔

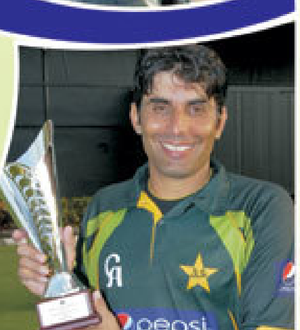
بڑھتی عمر کو جواز بنا کر بعض ناقدین کی طرف سے انہیں ٹیم سے باہر نکالنے کی باتیں بھی کی گئیں۔ انہیں مسٹر ٹک ٹک اور بہت کچھ کہا گیا مگر دھیمے مزاج کے اس بڑے بلے باز نے اپنی عمدہ کارکردگی سے ہمیشہ ناقدین کے منہ بند کر دیئے۔

انہوں نے اپنے ون ڈے کیریئر میں سنچری تو نہیں بنائی۔ تاہم مسلسل بہترین کارکردگی سے ٹیم کو بارہا میچ جتوائے ہیں۔ اب وہ ون ڈے میں بغیر سنچری کے سب سے زیادہ رنز بنانے والے بلے باز بن گئے ہیں۔ اس سے پہلے یہ اعزاز آل راؤنڈر وسیم اکرم کے پاس تھا۔ جنہوں نے 356 ایک روزہ میچوں میں بغیر سنچری کے 3717 رنز بنائے تھے۔



مصباح الحق نے اپنے ون ڈے انٹرنیشنل کا آغاز 2001ء میں نیوزی لینڈ کے خلاف کھیل کر کیا۔ مگر ان، آؤٹ ہوتے رہے۔ آئی سی سی ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ 2007ء میں انہیں انضمام الحق کے ریٹائرڈ ہونے پر شامل کیا گیا تو انہوں نے اپنی عمدہ کارکردگی سے اس ٹورنامنٹ کو اپنے لیے یادگار بنا دیا۔ پورے ٹورنامنٹ میں انہوں نے بہترین کھیل پیش کیا۔ فائنل میں وہ قومی ٹیم کو فتح کے انتہائی قریب لے آئے مگر اونچا شارٹ کھیلنے کے چکر میں وکٹ گنوا بیٹھے اور یوں محض چار رنز کی کمی سے پاکستان پہلے ٹی ٹوئنٹی کا فائنل ہار گیا۔

مصباح الحق کو ایک دھیمے مزاج کا کپتان سمجھا جاتا ہے اور بعض اوقات اس دھیمے مزاج اور دفاعی حکمتِ عملی کی وجہ سے ان پر تنقید کے نشتر بھی چلائے جاتے رہے۔ لیکن انہوں نے اپنی اسی خوبی کی بدولت متعدد میچ جتوائے ہیں۔ مصباح الحق نے ایک ایسے نازک دور میں قومی ٹیم کی قیادت سنبھالی جب سپاٹ فکسنگ میں پاکستان کے تین اہم کرکٹرز کو سزا ہوئی اور اسی وجہ سے قومی ٹیم شدید نفسیاتی دباؤ کا شکار تھی۔ بوم بوم آفریدی کی چیئرمین پی سی بی اعجاز بٹ سے محاذ آرائی جاری تھی۔ چنانچہ کپتانی کا سہرا ان کے سر پر سجا دیا گیا۔ ایسے نازک دور میں انہوں نے نہ صرف قومی ٹیم کو یکجا کیا، انہیں اعتماد دیا بلکہ کامیابی کی پٹڑی پر چڑھانے میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ چوتھے ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں شکست کے بعد ان پر شدید تنقید ہوئی۔ چنانچہ انہیں ٹی ٹوئنٹی کی کپتانی سے ہٹا دیا گیا، تب سے وہ ٹیسٹ اور ون ڈے کے کپتان ہیں۔



ان کی سست بیٹنگ، دھیمے مزاج اور بڑھتی عمر کے پیش نظر ناقدین کا خیال تھا کہ انہیں ون ڈے کی کپتانی سے ہٹا کر کسی نوجوان کھلاڑی کو کپتان بنایا جائے جو آئندہ ورلڈ کپ میں ٹیم کے لیے سود مند ثابت ہو لیکن ان کی اپنی اعلیٰ کارکردگی نے ناقدین کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ون ڈے میں بغیر سنچری کے دنیا بھر میں سب سے زیادہ رنز کا ریکارڈ مصباح کے بعد وسیم اکرم اور پھر معین خان کے پاس ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تینوں بلے بازوں کا تعلق پاکستان سے ہے اور تینوں ہی قومی ٹیم کی قیادت بھی کر چکے ہیں۔ مصباح الحق کو ون ڈے میں سب سے زیادہ یعنی 30 نصف سنچریاں بنانے کا اعزاز حاصل ہے۔ مصباح الحق اس وقت ون ڈے انٹرنیشنلز میں 3909 رنز بنا چکے ہیں۔ جبکہ وسیم اکرم نے 3717 اور معین خان نے 3266 رنز بنائے تھے۔

39 سالہ مصباح الحق اپنی ذاتی کارکردگی سے ہمیشہ تنقید کرنے والوں کو جواب دیتے آئے ہیں۔ جنوبی افریقہ کے خلاف آخری ون ڈے ہو، چیمپئنز ٹرافی ہو، ویسٹ انڈیز کے خلاف سیریز اور اب حالیہ زمبابوے اور جنوبی افریقہ کے خلاف، اُن کا بلا مسلسل رنز اُگل رہا ہے۔ ویسٹ انڈیز کے خلاف انہوں نے پانچ ون ڈے میچز میں 4 نصف سنچریاں جبکہ زمبابوے کے خلاف 3 ون ڈے میں 2 نصف سنچریاں بنائیں۔

پاکستانی ٹیم کا ایک بنیادی مسئلہ اچھے بلّے بازوں کی کمی ہے۔ جو مشکل حالات میں وکٹ پر ٹھہر کر رنز بنا سکیں۔ ون ڈے میچز میں تو ٹیم ایک لمبے عرصے سے صرف مصباح الحق پر انحصار کر رہی ہے۔ بڑھتی عمر کے باوجود مصباح نے اپنی فٹنس اور کارکردگی بڑی عمدگی سے برقرار رکھی ہوئی ہے اور ہر مشکل وقت میں ٹیم کے کام آتے ہیں۔

حالیہ دو سیریز ویسٹ انڈیز اور زمبابوے کے ون ڈے میچز میں اُن کی کارکردگی اچھی رہی۔ گو کہ ان دو ٹیموں کو ناقدین کمزور ٹیمیں قرار دیتے ہیں۔ تاہم ان کی اپنی بلے بازی اس بات کی گواہ ہے کہ اگر کوئی مسلسل رنز بنا رہا ہے تو وہ مصباح الحق ہی ہے۔ اس اچھی کارکردگی کے بعد کرکٹ بورڈ کا فرض بنتا ہے کہ وہ کپتان کو اعتماد دے کیونکہ اعتماد کی بنیاد پر ہی نہ صرف مصباح کی ذاتی کارکردگی کا تسلسل برقرار رہ سکتا ہے بلکہ وہ ٹیم کو مزید فتوحات دلوا سکتا ہے۔ بار بار کے تجربے نہ صرف کھلاڑیوں کی ذاتی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ قومی ٹیم کی یکجہتی و وقار کو بھی شدید دھچکا لگتا ہے۔

پھول کتاب گھر

اچھی کتابوں کا انتخاب بچوں اور والدین کیلئے ایک مسئلہ ہوتا ہے ہم آپ کی مشکل آسان کیئے دیتے ہیں۔ ہم ہر ماہ آپ کے لئے بہترین کتابوں کا انتخاب پیش کریں گے۔

خود پڑھیئے دوسروں کو تحفہ دیجئے

تبصرے کے لئے دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

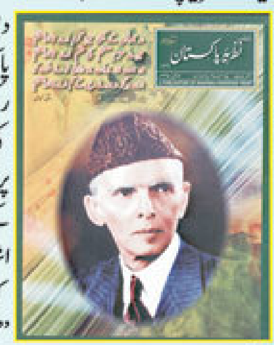
مدثر مرزا

نام کتاب: ماہنامہ "نظریہ پاکستان" لاہور

ایڈیٹر: شاہد رشید

قیمت: 50 روپے۔ ناشر: نظریہ پاکستان ٹرسٹ۔ 100 شاہراہ قائداعظم لاہور۔ فون 14-99201213

نظریہ پاکستان ٹرسٹ نظریہ پاکستان کے تحفظ اور حب الوطنی کے فروغ کے لیے کوشاں ہے۔ ڈاکٹر مجید نظامی کی سربراہی میں یہ ادارہ نظریہ پاکستان کے ہر مخالف کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔ مشاہیر پاکستان کی یادیں تازہ رکھنے اور ان کے افکار کی ترویج کے لیے پروگراموں کے انعقاد کے علاوہ کتب کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اور ماہنامہ "نظریہ پاکستان" شائع کیا جاتا ہے۔ زیرنظر شمارہ "قائداعظم نمبر" ہے جس میں ڈاکٹر مجید نظامی سمیت مختلف دانشوروں کے فکر انگیز مضامین شامل ہیں۔ مضمون نگاروں نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی، افکار و نظریات کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ خاص طور پر ڈاکٹر مجید نظامی کا مضمون "قائداعظمؒ کا تصور پاکستان۔ عظیم قائدؒ کے افکار کی روشنی میں" قابل ذکر ہے۔ ماہنامہ "نظریہ پاکستان" کے مدیر شاہد رشید ہیں۔

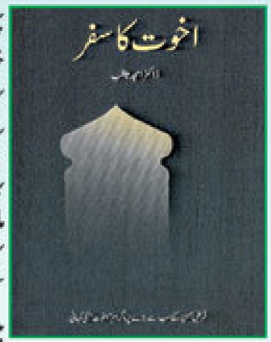


نام کتاب: اخوت کا سفر

مصنف: ڈاکٹر امجد ثاقب

قیمت: 700 روپے۔ ملنے کا پتہ: اخوت، مکان نمبر 382، بلاک نمبر 15، سیکٹر بی ون، ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 35122743۔

ڈاکٹر امجد ثاقب مخلص اور متحرک شخصیت ہیں۔ ان کی یہی اہم خوبیاں انہیں دوسروں کی خدمت اور سماجی بہبود میں مصروف رکھتی ہیں۔ وہ جس ادارے میں بھی گئے انہوں نے اپنی دیانتداری اور قابلیت سے اسے مثالی ادارہ بنا دیا۔ "اخوت" ایک ایسا ادارہ ہے جو لاکھوں مستحق افراد کو بلاسود قرضے دے کر انہیں معاشی استحکام بخش چکا ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ زیرنظر کتاب قرض حسنہ کے سب سے بڑے پروگرام "اخوت" کی کہانی ہے کہ کس طرح چھوٹی سطح سے کام شروع کر کے اسے عروج تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ خواب، جہد مسلسل اور کامیابی ہی اس کتاب کا مرکزی خیال ہے۔ یہ کتاب بلاشبہ انسان کو مایوسیوں سے نکال کامیابیوں سے ہمکنار کرتی ہے۔ اپنی زندگی میں کوئی نمایاں منزل حاصل کرنے کے خواہشمند افراد کے لیے یہ کتاب بہترین زاد سفر ہے۔

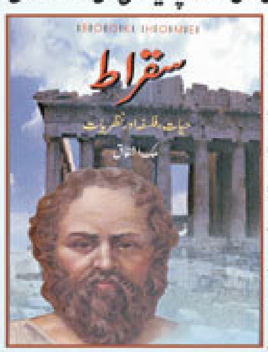


نام کتاب: سقراط

مصنف: ملک اشفاق

قیمت: 240 روپے۔ ناشر: بک ہوم۔ 46 مزنگ روڈ، لاہور فون: 37245072

یونانی کلاسیکل اخلاقی فلسفے کے سکول کا بانی سقراط 470 قبل مسیح پیدا ہوا اور 399 قبل مسیح میں وفات پا گیا لیکن اس کے افکار آج بھی زندہ ہیں۔ یوں اس کی وہ بات سچ ثابت ہوئی جو اس نے اس وقت کہی تھی جب اس کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔ اس نے کہا تھا "اگر تم سمجھتے ہو کہ دوسروں کو قتل کر کے تم انہیں نیکی سے باز رکھ سکو گے تو یہ تمہاری بہت بڑی بھول ہے۔ اس سے تم ملامت کا نشانہ بنو گے، دوسروں پر جبر و تشدد کرنے کے بجائے تم لوگ اپنی اصلاح کرو۔" سقراط دنیا کا شہرۂ آفاق فلسفی ہے جو کہ ہر ملک و قوم اور مذہب میں غیر متنازعہ ہے۔ اس کے علمی، عملی اور سچائی کے فلسفے کو ہمیشہ خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب سقراط کی زندگی، فلسفہ، جدوجہد، عہد سقراط کے یونان کے پس منظر، سقراط کے بارے میں عرب مورخین کی آراء، سقراط کے افکار و تصنیفات کا احاطہ کرتی ہے اور ہر طبقہ فکر کے لیے مفید ہے۔

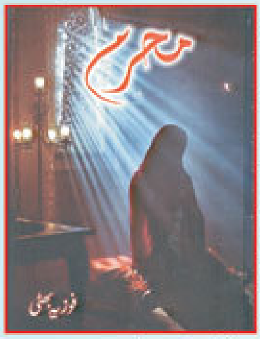


نام کتاب: محرم (ناول)

مصنف: فوزیہ بھٹی

قیمت: 400 روپے۔ ناشر: دعا پبلی کیشنز، الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔ فون: 37233585

ان دنوں بہت سے ناول شائع ہو رہے ہیں۔ یہ خوش آئند ہے کہ مصروفیت کے اس دور میں ناولوں کے ذریعے شوق مطالعہ فروغ پا رہا ہے لیکن ناولوں کی اس بھیڑ میں وہ ناول ہی مقبولیت کی سند حاصل کرتے ہیں جو دل سے لکھے جاتے ہیں اور پڑھنے والے کے دل میں اتر جاتے ہیں۔ فوزیہ بھٹی کے اس ناول کی خوبی یہ ہے کہ اس کا ہر باب حضرت سلطان باہوؒ کے اشعار سے شروع ہوتا ہے۔ ناول کا آغاز بھی نفل نماز کی ادائیگی اور اللہ اکبر کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ یہ ناول عشق مجازی اور عشق حقیقی کو ساتھ ساتھ لے کر چلتا ہے۔ "......پھر بندہ جان لیتا ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ کو عرضی دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں......جس ذی روح کی عرضی قبولیت تک نہیں پہنچتی اس کی آنکھیں کھول دی جاتی ہیں اور وہ دنیادار بنا دیا جاتا ہے اور جس کی عرضی مان لی جاتی ہے اس کے اندر کی آنکھ ہمیشہ کے لیے کھل جاتی ہے۔ یہ ناول بھی اندر کی آنکھ کھولنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

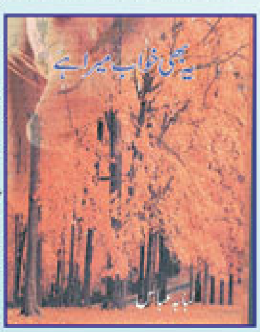


نام کتاب: یہ بھی خواب میرا ہے

شاعرہ: لبابہ عباس

قیمت: 450 روپے۔ ناشر: عکاس پبلی کیشنز، اسلام آباد۔ فون: 051-4442835

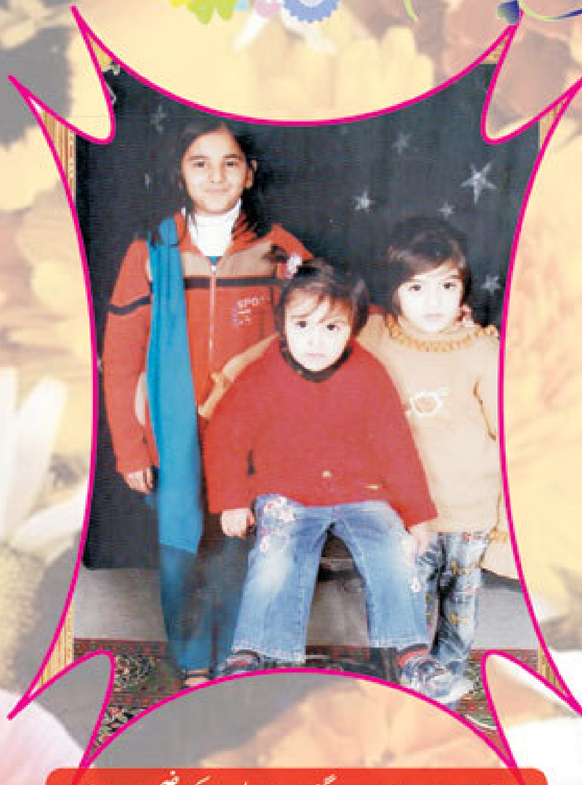
اس سے قبل لبابہ عباس کے افسانوں پر مشتمل 6 کتاب شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکی ہیں۔ زیرنظر مجموعہ غزلوں، نظموں اور نثری نظموں پر مشتمل ہے۔ جن میں انہوں نے اپنے تجربات، مشاہدات اور خواہشات کو متوازن اور خوش آہنگ انداز میں پیش کیا ہے۔ صوفیاء کے شہر ملتان سے تعلق ہونے کی وجہ سے ان کی شاعری میں تصوف کی ہلکی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ وہ ہر سال پھولوں کی نمائش کے مقابلے میں اول انعام حاصل کرتی ہیں۔ ان کی شاعری بھی خودرو پھولوں کی طرح ہے۔ وہ پھولوں سے باتیں کرنے کا ڈھنگ سیکھ گئی ہیں۔ اسی لیے ان کی شاعری میں پھولوں کی سی تازگی اور خوشبو رچی بسی ہے اور اس میں خود ان کی اپنی شخصیت کا بھی دخل ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ مزید پھول کھلتے رہیں گے اور خوشبو بکھیرتے رہیں گے۔



نرالے ہیں انداز ہمارے



میں تقریر کرنے کی کوشش کر رہی ہوں: عینہ علی، لاہور



اسلام آباد میں سردی بہت ہوگئی ہے: فاطمہ، اذکی، ضحیٰ، اسلام آباد



اچھی تصویر آئی ہے نا میری؟۔ بسمہ محسن، لاہور



اپنے ٹور ہی بڑے ہیں، نام اور تصویر سے ہی
اندازہ لگالیں: سید محمد معین المصطفیٰ عزیز، بورے والا



ایٹین شین......ام عمارہ، لاہور



بھائی! سامنے دیکھو تصویر بننے لگی ہے: کنزیٰ فاطمہ قادری، محمد مصعب قادری، نارروال



یہ کہیں ڈینگی مچھر تو نہیں آرہا: حمنہ ثمر صادق، الہ آباد، قصور



دیکھیں ذرا میرے کتنے دانت نکلے ہیں: محمد حاشر شاہ، فیصل آباد



مہنگائی نے تو کانوں کو ہاتھ لگوا دیئے ہیں: حسن نقی، جلال پور



میں ہوں معیشت کی طرح ''ترقی'' کے سفر پر: محمد عمر شہزاد، پسرور



بوجھو۔ میں کیا کھا رہا ہوں؟: حیدر علی، 45 (گ، ب)



مسکراتا چہرہ۔ ابھی سکول نہیں جاتی نا اس لئے: ندا فاطمہ، گڑھا موڑ میلسی



سردی سے بچنے کے لئے اتنی احتیاط تو ضروری ہے نا: احمد علی زاہد، لاہور



پھول انسائیکلوپیڈیا

فرحان اشرف

ڈان

ڈان (DAWN) پاکستان کے مشہور انگریزی زبان کے اخبارات میں سے ایک ہے۔ یہ اخبار 26 اکتوبر 1941ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی ذاتی پرستی میں مسلم لیگ کے ترجمان کی حیثیت ہفت روزہ کے طور پر جاری کیا گیا۔ 1942ء میں یہ روزنامہ ہوگیا۔ اس نے مسلم لیگ اور مسلمانان ہند کی ترجمانی کے فرائض شاندار طریقے سے انجام دیئے۔ 1945ء میں الطاف حسین کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ روزنامہ ڈان اور دیگر مختلف اخبارات نے آزادی



جدوجہد اور مسلمانانِ ہند کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے مسائل، موقف، معاملات اور واقعات احسن طریقے سے پیش کئے اور وقت کے سامنے صحیح صورتحال رکھی۔ ڈان نے برصغیر پاک و ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کی آواز کو بلند کیا۔

ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ اسلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کا اصل نام ثعلبی کے مطابق بشر بن ایوب علیہ اسلام تھا۔ ناسخ التواریخ نے "عوید یاحو" لکھا ہے۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ اس کے معنی "عبداللہ کے ہیں۔ آپ کا لقب ذوالکفل تھا۔ آپ شام اور روم پر مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کو غصہ کبھی نہیں آیا تھا۔ اور آپ بے مثل مہمان نواز تھے۔ آپ مقدمات کے فیصلے بھی کیا کرتے تھے۔

رائل ایئرفورس

رائل ایئرفورس یا شاہی فضائیہ برطانوی مسلح افواج کی فضائی شاخ ہے۔ یکم اپریل 1918ء کو اپنے قیام کے بعد سے یہ برطانوی عسکری تاریخ میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہے، خصوصاً دوسری جنگ عظیم میں اور اب حالیہ جنگ عراق میں اپنا اس کا کردار انتہائی اہم ہے۔ 2006ء کے مطابق 998 ہوائی جہازوں اور 46 ہزار 880 کی افراد کار کے ساتھ شاہی فضائیہ دنیا کی چوتھی سب سے بڑی فضائیہ ہے۔ یہ تکنیکی اعتبار سے دنیا کی جدید ترین فضائی افواج میں سے ایک ہے اور اس کی یہ حیثیت 232 یوروفائٹر ٹائفون طیاروں کی خرید سے مزید مستحکم ہوجائے گی۔



زیتون

زیتون، ایک چھوٹے درخت کے خاندان سے تعلق رکھنے والا نوع ہے، جو کہ بحیرہ روم کے مضافاتی علاقوں میں آبائی طور پر پایا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں یورپ کے جنوب مشرقی، مغربی افریقہ اور شمالی افریقہ کے ساحلی علاقے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہ نوع شمالی ایران اور بحیرہ قزوین کے جنوبی علاقوں میں بھی پایا گیا



ہے۔ زیتون کا پھل، بحیرہ روم کے خطے میں اہم زرعی جنس کے طور پر شمار کیا جاتا ہے اور اس سے زیتون کا تیل کشید کیا جاتا ہے۔ زیتون کا پھل اور درخت کا عمومی نام ہی اس کے عالم نباتات میں خاندان کا نام بھی ہے۔ عالم نباتات کے اس خاندان میں زیتون کے علاوہ گل یاس، یاسمین، گُل آرائش، اور برگ راکھ شامل ہیں۔

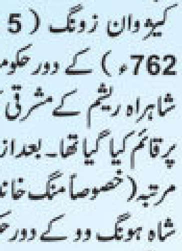
ژیان مسجد

جامع مسجد ژیان چین کے صوبہ شانزی کے شہر ژیان میں واقع ملک کی قدیم اور مشہور ترین مساجد میں سے ایک ہے۔ اسے پہلی بار تانگ خاندان کیوان زونگ (685ء تا 762ء) کے دور حکومت میں شاہراہ ریشم کے مشرقی کنارے پر قائم کیا گیا تھا۔ بعدازاں یہ کئی مرتبہ (خصوصاً منگ خاندان کے شاہ ہونگ وو کے دور حکومت میں) تعمیر نو کے مراحل سے گذری. یہ مسجد ژیان کے مشہور ترین سیاحتی مقامات میں سے ایک ہے اور آج بھی چین کے مسلمان اسے عبادت گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مسجد کے عام روایتی طرز تعمیر کے برعکس جامع مسجد ژیان مکمل طور پر چینی طرز تعمیر کا شاہکار ہے۔ تاہم اس میں قرآنی آیات کی خطاطی ضرور کی گئی ہے۔ جامع مسجد ژیان کا کوئی گنبد یا مینار نہیں۔



ستارہ امتیاز

ستارہ امتیاز، پاکستان میں سول اور عسکری شخصیات کو عطاء کیا جانے والا تیسرا بڑا اعزاز ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو حکومتِ پاکستان عسکری اور سول شخصیات کو عطاء کرتی ہے. سول شخصیات کو یہ اعزاز اُن کی اَدب، فنونِ لطیفہ، کھیل، طب یا سائنس کے میدان میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں دیا جاتا ہے. اِس اعزاز کا اعلان سال میں ایک دفعہ یوم آزادی کے موقع پر کیا جاتا ہے اور یوم پاکستان کے موقع پر صدر پاکستان اس اعزاز سے پاکستانی عوام کو نوازتے ہیں۔ عسکری حوالے سے یہ اعلیٰ ترین اعزاز بریگیڈیر یا میجر جنرل کے رُتبہ پر فائز اُن فوجی افسران کو عطاء کیا جاتا ہے، جنہوں نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہوں۔



پھول آرٹ

آرٹ گیلری

★ بچے پینٹنگز کے ساتھ اپنی پاسپورٹ سائز تصاویر بھی بھجوا سکتے ہیں
★ لائنوں والے صفحے پر تصویر بنا کر نہ بھیجیں
★ A/4 سائز سے بڑی تصویر نہ بھجوائیں



کپڑے پر تاروں سے لکھا گیا خوبصورت کلمہ طیبہ

خنساء ادریس جنجوعہ



شہباز راجہ۔روہیلانوالی



سمیہ نجیب۔ڈیرہ اسماعیل خان



محمد حسیب افضل۔کراچی



ندا ندیم۔فیصل آباد



الماس اکرم۔ساہیوال



شہر بانو قادری۔گوجرانوالہ



محمد ذوالقرنین سرور۔آزاد کشمیر





سعدیہ بانو





حافظ آباد کی خواتین میں پہلی ایوارڈ یافتہ

آرٹسٹ خطاط مصورہ انعم شہزادی

جس نے کم عرصہ میں اپنے علاقہ کا نام آرٹ کی دنیا میں روشن کروایا

حافظ آباد کی ہونہار طالبہ خطاط، مصورہ انعم شہزادی ایسی فنکارہ ہیں۔ جو بہت کم عرصہ میں آرٹ کی دنیا میں منفرد کام کے ذریعے آرٹ کی دُنیا میں اُبھری ہی نہیں بلکہ اپنے شہر کا نام پنجاب، پاکستان غیر ممالک میں روشن کیا۔
2 اکتوبر 1991ء کو مدو خلیل کے علاقے میں آنکھ کھولنے والی معصوم بھولی ، بھالی مصورہ انعم شہزادی میٹرک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نمبر 1 حافظ آباد ، ایف اے پروفیسر کالج سے کرنے کے بعد بی اے کی تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ سینئر صحافی بین الاقوامی ایوارڈ یافتہ مصور و خطاط شفقت علی جاوید کی شاگردی میں رہ کر اُن کی وساطت سے خطاطی اور مصوری کے شوق کو آگے بڑھا رہی ہیں۔ انہیں یہ شوق بچپن سے ہے۔ اور آہستہ آہستہ محنت شاقہ اور جنون سے خطاطی اور مصوری کے میدان میں ایک نئی جہت لے کر خطاط مصورہ بن کر اُبھری انعم شہزادی واٹر کلر، آئل کلر، پسٹل کلر، پنسل کلر سے نئے نئے رنگوں کی تلاش میں نئی کلر سکیم تلاش کر کے فری ہینڈ پورٹریٹ ، قدرتی مناظر، دیہاتی کلچر، عورتوں کے مسائل، کو اس طرح اجاگر کرتی ہیں کہ دیکھنے والا فن پارہ اور اُس کے تخلیق کار کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔
انعم شہزادی نے وزیر اعلیٰ پنجاب یوتھ فیسٹول 2012ء میں آرٹ میں اوّل انعام حاصل کیا۔
علامہ اقبال کا پورٹریٹ بنا کر اوّل پوزیشن حاصل کی ،نذر فاؤنڈیشن پاکستان کی طرف سے انعم شہزادی کو ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی بہو جسٹس ناصرہ جاوید اقبال سے خوبصورت شیلڈ سے الحمراء لاہور میں نوازا گیا۔ فروری 2013 میں بہترین مصورہ کا ایوارڈ دیا گیا۔
ستمبر 2013ء میں (PANC) اسلام آباد کے زیر اہتمام مقابلہ قائداعظم پورٹریٹ میں پاکستان بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ خوبصورت شیلڈ، سرٹیفکیٹ اور نقد انعام ملا۔
اور عنقریب مکہ مکرمہ سعودی عرب میں انٹرنیشنل مقابلہ خطاطی میں حصہ لیکر پاکستان کی نمائندگی کریں گی۔
انہوں نے مصوری و خطاطی میں خطِ ثلث، خط نستعلیق ، خط نسخ، خطِ کوفی میں قرآنی آیات کو اپنے اندر میں ڈھالا۔
انعم شہزادی نے چاول اور دال کے دانے پر واٹر کلر، آئل کلر، نکاشی ، تصویر کشی ، اللہ تعالیٰ کے 99 نام، بسم اللہ شریف، کلمہ طیبہ، خانہ کعبہ، مدینہ منورہ ، سورۃ فاتحہ، سورۃ کوثر، قائداعظمؒ کی تصاویر ، پرانی آیات، پورٹریٹ ، ماچس کی تلی پر آیت الکرسی ، انڈے کے خول پر سورۃ الرحمٰن، پاکستانی پرچم، ماش کی دال پر پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ، پاکستان کا نقشہ تخلیق کر کے مختلف شخصیات کے نام لکھ کر پیش کیے۔
یہ فن کارہ حوصلہ افزائی کی خواں ہیں یقیناً حوصلہ افزائی اس مصورہ کے فن کو جلا بخش کر فن میں مزید بہتری لائے گی۔

دھماکہ

رابعہ الرباء



زندگی کے مختلف رخ دیکھنے ہوں تو اپنی ذات کے خول سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔

وہ یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا کہ اتنے سارے لوگ اتنی رونق، اتنی گہما گہمی اُسے یہ سب کچھ بہت اچھا لگتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زندگی یہی ہے۔ زندگی کا اصل مزہ یہی ہے۔ اس سے آگے اس کی سوچ کا سفر تھا ہی نہیں۔

"تمہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے تمہیں ہر طرح سے نوازا ہے بس ایک ٹانگ پولیو کی زد میں ہے اور اس کو تم نے اللہ کی دی نوازشوں سے زندگی میں شامل کر لیا ہے کہ کسی کے سہارے کے بنا سفر کرتے ہو۔ محنت کا نتیجہ دیکھو آج ایک اچھے کالج میں داخلہ بھی مل گیا ہے۔ کیا ہوا جو خصوصی افراد (معذور) کے مخصوص کوٹے سے ملا۔ بہت سے خصوصی افراد تو یہاں بھی نہیں پہنچ پاتے۔ وہ خاموشی سے امتل کی باتیں سنتا رہا۔ بھری آواز میں آہستہ سے بولا۔" امتل باجی! یہ سب باتوں کی حد تک بہت اچھا لگتا ہے لیکن جب آپ اپنے جیسوں سے باہر ہوتے ہیں تو محرومی ذات گلہ بن جاتی ہے اور انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ کتنا خاص ہے اور کتنا نہیں؟ تب کچھ خاص نہیں لگتا باجی۔"

"یہی تو سوچ بدلنی ہے فارس بیٹا۔ آج تم اپنے والدین کا فخر۔ ہو تم نے سپیشل ہوتے ہوئے بہت سپیشل کیا ہے۔ پہلے بورڈ میں پوزیشن پھر کالج میں بہترین کارکردگی۔ تمہیں یاد ہے جب میں پچھلے مہینے اسلام آباد گئی تھی؟"

"جی باجی یاد ہے۔"

"میں وہاں ایک پروجیکٹ کے سلسلے میں گئی تھی۔ ہمیں بہت سے خصوصی افراد کے حوالے سے وہاں کچھ ڈاکٹری کام تھا بہت سے خصوصی افراد ملے۔ اس دوران قدم قدم پہ اللہ کا شکر ادا کرنے کو دل چاہتا تھا۔

بیٹا زندگی کیا ہے، اتنی دور سے علم نہیں ہوتا۔

وہاں میری ملاقات ایک ایسے چودہ سالہ بچے سے ہوئی جو تھا تو چودہ برس کا مگر ابھی تک ماں کی گود میں تھا۔ جب وہ ایک سال کا ہوا تو ایسی بیماری کا شکار ہوا کہ وہ ایک مصنوعی زندگی پہ آ گیا۔ اب اُسے ایک خوراک کی نالی لگی ہوئی ہے جس سے دوائیوں کے ذریعے اسے خوراک دی جاتی ہے اور اس کی سانس جاری ہے۔ وہ بڑھ نہیں رہا، وہ چل نہیں سکتا، بول نہیں سکتا، سن نہیں سکتا البتہ دیکھ سکتا ہے اور جو وہ دیکھتا ہے یا دیکھنا پسند کرتا ہے، جسے وہ زندگی سمجھتا ہے وہ موت ہے۔ بس اس کا ذہن اتنا ہی کام کرتا ہے۔

اکلوتی اولاد کے اس دکھ نے اس کے باپ کو بیمار کر کے ہسپتال کے حوالے کر دیا۔ گھر میں صرف دادا کی پنشن آتی ہے جو پی اے ایف میں اچھے عہدے سے ریٹائر ہیں۔ مگر حالات کہ اب اس کی ماں کے پاس اس کے علاج کیلئے کچھ نہیں بچا اور وہ ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہے۔ اور پھر خود کو دیکھ کر بندہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

تمہیں معلوم ہے کہ اس کی زندگی کا نظریہ کیا ہے؟"۔ امتل یہ کہتے ہوئے دکھی اور خاموش ہو گئی۔ پھر گویا ہوئی۔

"مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کتنا خاص ہے۔ ٹی وی لگا ہوا تھا، وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا، اچانک اس کے چہرے پہ خوشی کی لہریں سفر کرنے لگیں۔ اس کی آنکھوں میں زندگی دوڑنے لگی۔ وہ یہ سب کچھ دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا۔ اتنی گہما گہمی، اتنی رونق .... حتیٰ کہ اس افراتفری کو بے چینی کو وہ زندگی سمجھتا ہے جس کو ہم دھماکہ کہتے ہیں۔ جو لمحوں میں سینکڑوں کی جان لے لیتا ہے اور لاکھوں کو اداس کر دیتا ہے۔ اس کے لئے اتنی جانوں کی ہلاکت کی خبر زندگی بن جاتی ہے۔ فارس اب فیصلہ تم پہ ہے کہ خاص (معذور) ہونا کیا ہے تم خاص فرد ہو یا وہ؟۔ یہ زندگی جو تم گزار رہے ہو یا وہ جو بوجھ بن کر گزار رہا ہے؟"۔

فارس نظریں جھکائے امتل کی باتیں سن رہا تھا۔ لفظ اس کے دل میں اُتر رہے تھے اور زندگی کے بارے میں اس کا نظریہ تبدیل ہو رہا تھا۔



اس مرتبہ کوئی خط انعامی قرار نہیں پایا البتہ منیبہ عارف اور ان کے تمام محلہ داروں کو حوصلہ افزائی کیلئے ایک کتاب انعام میں بھجوادی جائے گی۔

تین سال سے پھول کی خاموش قاریہ تھی لیکن اب ہم نے سوچا ہے کہ ہم کیوں خاموش بیٹھیں۔ ہم بھی قلم اٹھائیں گے اور اپنا نام روشن کروائیں گے۔ پہلے تو ہم 12 وولٹ کا بلب بھیجنے لگے تھے پھر خیال آیا کہ لائٹ تو آتی نہیں کیا فائدہ ویسے بھیا آپ کے پاس ٹارچ ہوگی۔ تھوڑی سی روشنی ہمارے نام پر بھی ڈال دیں۔ (آپ کے چہرے کی طرح آپ کا نام بھی بہت تاریک ہے روشن ہی نہیں ہو رہا)

اس ماہ کا پھول واقعی دل و جاں کو معطر کر گیا۔ حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول ﷺ مقبول سے ٹھنڈک حاصل کی۔ ''کرنیں'' سے روشنی حاصل کی ''اداریہ'' وہ چیز ہے جس نے ہمیں لکھنے پر مجبور کیا۔ (اداریہ تھا پسٹل تو نہیں تھا) ہم نے سوچا کہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے اور ہم ابھی تک یہاں ہی بیٹھے ہیں۔ (سڑک کنارے ہاتھ پھیلائے) شہر میں ذرائع آمد و رفت اتنے تیز نہیں (جتنی آپ کی زبان) ورنہ ہم پیچھے رہنے والے نہیں تھے۔ (جی جہاں کوئی چیز بانٹی جاتی آپ آگے ہی ہوتے تمام تحریریں سپرہٹ و زبردست تھیں۔ ہر لکھاری نے قلم کے خوب جوہر دکھائے لطیفوں نے ہنسا ہنسا کر سنجیدہ کر دیا۔ ''نرالے ہیں انداز ہمارے'' آپ کو کیسے پتا چلا کہ ہمارے انداز نرالے ہیں؟ (سب لوگ کہتے ہیں) کہکشاں میں جو کچھ تھا سارا ہی زبردست تھا۔ ''پھول انسائیکلو پیڈیا'' معلومات سے بھرپور تھا۔ ''چٹخارے'' کبھی آپ نے بھی بنا کر کھائے ہیں یا دوسروں کو ہی مفت مشورے دیتے ہیں۔ (ہمارا شعبہ ہی نہیں ہے) کھٹے میٹھے خطوط میں لطیفوں کی بھرمار دیکھ کر گرتے گرتے بچیں (آپ تو خود لطیفہ ہیں) میں آپ کو ''مفت'' مشورہ یہ دیتی ہوں کہ آپ ایسا کیا کریں کہ لطیفے علیحدہ سے نہ دیا کریں۔ (آپ کی تصویر دے دیا کریں) کیونکہ اس کی کمی تو کھٹے میٹھے خطوط پوری کر دیتے ہیں) بلکہ اس صفحے پر کوئی ''میرے ورگی'' کی تحریر شائع کر دیا کریں۔ (لوگوں کو رلانا نہیں ہے) آپ سوچ رہیں ہوں گے کہ ہم تبصرہ ''سچ'' کا نہیں کرتے ہیں۔ (آپ سچ کا کوئی کام بھی نہیں کرتیں) ایک تحریر بھیج رہی ہوں اگر پھول کے معیار کے مطابق نہ ہوئی' میرا مطلب ہے اگر میری تحریر کا ''معیار'' پھول کے معیار سے بلند ہوا تو بتا دیجئے گا۔ (جی معیار اتنا بلند ہے کہ ہر کسی کے سر کے اوپر سے گزر جائیگی) اگر آپ نے یہ خط شائع کر دیا تو لوگ دیکھنے کی آرزو کریں گے پھر میں یہ شعر گنگناؤں گی۔

سوچتی ہے دل میں دنیا میرے خط کو دیکھ کر
وہ مصنفہ کیسی ہوگی جس کی یہ تحریر ہے۔

(لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر پکڑے ہوں گے اور پوچھ رہے ہوں گے کہ وہ مصنفہ کہاں ہے جس کی یہ تحریر ہے) ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ خدا حافظ۔

اگر ہمارا خط انعامی ہوگیا تو فکر نہ کیجئے گا ہم ''تقسیم انعام'' کا ہنر جانتے ہیں۔

(سب محلہ داروں کے نام لکھ دیئے ہیں انعام میں ایک کتاب بھجوا رہے ہیں اسے پھاڑ کر دس دس صفحات آپس میں بانٹ لیجئے گا۔)

(منیبہ عارف' رفعت عارف' صباء عارف' عالیہ عارف' سعدیہ عارف' عاصمہ عارف' شہناز عارف' عشل نور' تجل نور' کشف نور' صدف نور۔ ڈجکوٹ)

اگر ہمارا خط انعامی ہوگیا تو فکر نہ کیجئے گا ہم ''تقسیم انعام'' کا ہنر جانتے ہیں۔

حمد' نعت پسند آئیں اور تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ ارے کیا ہمارا خط شائع کریں گے۔ نہ بھئی نہ ایسا بھول کر بھی نہ کرنا۔ ردی کی ٹوکری بھوکی ہے۔ وہ ناراض ہو جائیگی۔ (آئندہ آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔) ماشاءاللہ آپ کا رسالہ بہت اچھا جا رہا ہے۔ اللہ اسے دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔

(ہشام شکیل۔ باغ آزاد جموں و کشمیر)

شدت سے انتظار تھا بالآخر 4 دسمبر کو پھول کا خاص شمارہ میرے ہاتھوں میں تھا۔ بہت خوشی ہوئی پہلے تو بہت بہت مبارکباد قبول فرمایئے کہ آپ کے پورے سٹاف کی محنت سے اتنا زبردست شمارہ پڑھنے کو ملا۔ حسب معمول حمد' نعت' کرنیں نے جوش ایمان کو بڑھایا تو ''اداریہ'' مدیر بھائی نے پھول لکھاری نمبر کی خوشخبری پر ٹرخایا۔ مرزا ادیب، اشفاق احمد' امتیاز علی تاج' شوکت تھانوی' ن م راشد' اسد محمد خان کی کہانیوں کو شامل کر کے آپ نے خوب کمال دکھایا۔ سیاستدانوں' شاعروں' ادیبوں' سکالروں' دانشوروں و دیگر سرکردہ شخصیات کے پیغامات نے پھول کو مہکایا۔ قائداعظمؒ ،مولانا مودودی' فیض احمد فیض' منیر نیازی کے آٹو گراف سے خاص نمبر جگمگایا۔ ''چٹخارے'' میں طرح طرح کے کیک کی ترکیبوں سے سالگرہ کا مزہ آیا۔ مسکراہٹوں' نرالے ہیں انداز ہمارے' پھول فورم نے دل لبھایا۔ ''سائنس کی دنیا اور سوچ کے غلبے سے نجات کے لئے ڈاکٹر محمد ارشد صاحب کے مضمون کو بہت مفید پایا

پیاری نظمیں ہیں اس لئے خاص نمبر ہم نے خوب خوب پسند فرمایا۔ کھٹے میٹھے خطوط کی ناموجودگی کا گلہ شکوہ کیا اور نہ بُرا منایا۔ (آپ کے اس شاعرانہ خط نے ہمیں بڑا ستایا)

(ارم شائستہ......قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ)

☆...... دسمبر 2013ء پھول کا خاص شمارہ ''سالگرہ نمبر'' لاجواب، قابل تعریف اور اپنی مثال آپ تھا۔ ''حمد باری تعالیٰ'' اور ''نعت رسول مقبول ﷺ'' سے لے کر آخری تحریر تک شمارے نے اپنے سحر میں گرفتار کئے رکھا۔ بھیا جی سب سے پہلے تو آپ کو پھول کی ساری ٹیم کو اور اس کے روح رواں محترم جناب مجید نظامی صاحب کو پھول کی 23 ویں سالگرہ کی ڈھیروں مبارک بادیں قبول ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عاجزی سے یہ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پُھول کو مستقبل میں یونہی شاد رکھے آباد رکھے اور اِسے آباد رکھنے والوں کو سدا خوشیوں اور کامیابیوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

بھیاجی ''سالگرہ نمبر'' کی تعریف کرنا تو میرے نزدیک ایسے ہی ہوگا کہ جیسے سورج کو چراغ دکھایا جائے۔ (تو دکھا دیں کیا حرج ہے) یقیناً اس کی تعریف کے لئے

الفاظ کم ہی ہوں گے۔ (یہ کہیں نا کہ آپ کے پاس الفاظ ہی کم ہیں)۔ ''سالگرہ نمبر'' کے حوالے سے لکھی جانے والی کسی بھی قسم کی تحریر، کہانی یا نظموں کے حوالے سے ایک کی تعریف کرنے سے یقیناً دوسروں کی دل آزاری ہوگی۔ (نہیں ہوگی۔ زیادہ تر فوت شدگان ہیں)۔ اس لئے جس کسی نے بھی خاص شمارہ ''سالگرہ نمبر'' کو سجانے، سنوارنے اور اسے ایک ٹاپ کلاس بنانے میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا وہ سب کے سب مبارکباد اور تعریف کے بہت زیادہ مستحق ہیں۔ (ضرور سیاستدان بنیں گے آپ)۔

بھیا جی آخر میں آپ کو میری جانب سے نئے سال 2014ء کی بہت بہت مبارک باد قبول ہو۔ (شکریہ)

(ایم بشیر احمد...... جڑانوالہ)

☆...... سالنامہ بہت ہی پسند آیا۔ چٹخارے پڑھتے ہی پھول کی سالگرہ کا کیک بنانے کو جی چاہا۔ (کیک بھجوانے کا خیال پھر بھی نہیں آیا)۔ اور مسکراہٹیں تو بہت ہی عمدہ تھیں۔ پڑھ کر خود تو ہنسی آئی ساتھ ساتھ پوری فیملی کو بھی ہنسایا۔ (وہ لطائف سے نہیں آپ کی حرکتوں پر ہنس رہے ہوں گے)۔ ہمیشہ کی طرح اداریہ والا صفحہ کمال ہی لگا۔ (اور ہمیشہ کی طرح آپ نے پڑھا ہی نہیں)۔ دسمبر کے واقعات سے بہت ہی علم میں اضافہ ہوا۔ اب آپ سے ایک گزارش ہے کہ میرے نویں جماعت کے امتحان ہیں۔ میرے لئے دعا کیجئے گا کہ میں بہت اچھے نمبر لے لوں۔ (خوب محنت کریں ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ پاس ہوں گی تو ہماری دعاؤں سے فیل ہوں گی تو اپنی نالائقی سے)۔

واقعی پھول کی ادا سب سے جدا۔

(ارحا عبدالرؤف...... محلّہ بخشے والا (یہ بخشے تنور والی تو نہیں؟) گوجرانوالہ)

☆...... میں ''پھول'' کی خاموش قاری ہوں والا گھسا پٹا جملہ استعمال نہیں کروں گی۔ کیونکہ پھول خاموشی سے نہیں پڑھتی بلکہ اونچی آواز میں پڑھتی ہوں۔ امی جان کو کہکشاں میں موجود اقوال زریں سنانے ہوتے ہیں۔ (ان سے بھی سنا کریں) میرے خط کو اپنی قینچی اور ردی کی ٹوکری سے دور رکھئے گا اور قینچی اور ردی کی ٹوکری کو خط سے دور رکھئے گا۔ (کیوں اس میں بیرنگ ڈالے ہوئے ہیں؟) نہیں تو قینچی آپ کی تیز چلنے کی خوبی سے جاتی رہے گی۔ (خط ہیں کہ آپ کے بال؟) اور ردی کی ٹوکری کو اوورلوڈنگ سے ہیضہ بھی ہوسکتا ہے۔ (توبہ اتنا ثقیل خط)۔ سرورق بہت اچھا تھا۔ قائداعظمؒ کی آنکھوں میں وطن عزیز کی ترقی کے لئے آس اور امید دیکھ کر کچھ کر دکھانے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اداریہ پڑھا تو آپ کی باتیں ہمیشہ کی طرح دل موہ لینے والی تھیں۔ پیغامات اچھا تاثر لئے ہوئے تھے۔ ہر کہانی ایک پیغام لئے ہوئے تھی۔ دسمبر کے اہم واقعات پڑھ کے معلومات میں اضافہ ہوا کیونکہ اتنے واقعات سے ہم واقف نہ تھے۔ مسکراہٹیں پڑھ کر پاگلوں کی طرح بے حد ہنسی (جیسے ہر وقت ہنستی ہیں)۔ ڈرائنگ بھی ایک سے بڑھ کے ایک تھی۔ چٹخارے پڑھ کر تو منہ میں پانی ہی بھر آیا۔ (نلکوں میں پانی تو آتا نہیں آپ لوگوں کے منہ میں کہاں سے آجاتا ہے)۔ میں بنانے کی جرات نہیں کرسکتی کیونکہ (بنانا ہی نہیں آتا) ایک نیا کیک معرض وجود میں آئے گا۔ فرق تو میں نے پانچ کے بجائے چھ نکالے تھے (فرق تھے یا نقص؟) راستہ تھوڑا مشکل تھا مگر انسان لگاتار محنت کرے اور ہمت نہ ہارے تو منزل خود بہ خود سامنے آجاتی ہے۔ (منزل نہیں آتی منزل کے پاس جانا پڑتا ہے)۔ ''پھول'' کے تمام لکھاری بھی بہاروں کی طرح اچھی اچھی کہانیاں بھیج کر ''پھول'' کو خوبصورت بنانے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ انہیں مزید ترقی دے (آمین)۔ اب میں خط بند کرتی ہوں کیونکہ ہاتھ تھک گیا ہے۔ (ہاتھ تھک جاتا ہے مگر آپ کی زبان نہیں تھکتی)۔

(شاہین محمد علی (لڑکا ہو یا لڑکی؟)...... ماموں کانجن)

☆...... سالگرہ نمبر نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کردیا۔ مجھے لگا کہ سالگرہ نمبر کی تعریف نہ کروں تو ایڈیٹر بھیا ناراض ہوجائیں گے۔ (آپ رہنے ہی دیں) سالگرہ نمبر آپ کا اور آپ کی پوری ٹیم کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے آپ کی پوری ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے پھول بہت اچھا اور معیاری رسالہ ہے۔ یوں تو پھول کا ہر شمارہ پہلے سے زیادہ پرکشش جاذب نظر اور دیدہ زیب ہوتا ہے لیکن سالگرہ نمبر مجھے بہت زیادہ پسند آیا پھول رسالہ مہکتا ہوا پھولوں کا ایک گلدستہ ہے۔ حمد باری تعالیٰ نعت اور کرنیں پڑھ کر دلی سکون ملا پھر اداریے پر رکا اداریہ اس ماہ کمال کا تھا اداریے میں آپ نے بتایا کہ بہت جلد پھول لکھاری نمبر شائع کیا جائے گا۔ بھیا ہماری نظروں کو اس کا انتظار رہے گا۔

نظروں کو ہم نے اس لئے زینہ بنالیا
اک چاند کے زمیں پر اترنے کی آس تھی

(محمد حسان فرید سیالوی...... محمدی شریف)

☆...... شعیب بھائی! سالنامہ بہت پسند آیا لیکن آپ نے اپنا تعارف نہیں دیا۔ (تعارف بڑے لوگوں کے شائع کئے جاتے ہیں) سالنامہ بہت پیارا، علم سے بھرپور، پاکستان سے محبت والا ہم سب کا اپنا پھول۔ اللہ تعالیٰ پھول اور پھول جیسے پاکستانی بچوں، آپ جیسے صحافیوں اور مدیران اور ہم سب کو دنیا میں پاکستان کا نام اونچا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) میں جنوری میں بطور میڈیکل ڈائریکٹر آف ہاسپٹل انگلینڈ منتقل ہو رہا ہوں (آپ کو بہت مبارک ہو) یہ سب عزت پاکستان کی برکت ہے۔ سلام پاکستان

(ڈاکٹر محمد ارشد۔ نیوزی لینڈ)

☆...... سالگرہ نمبر واقعی بہترین ہے۔ تمام منتخب کہانیاں جو کہ عظیم لکھاریوں کی لکھی ہوئی تھیں قابل تعریف تھیں۔ مجھے اے حمید کی بات یاد آگئی کہ محل میں رہنے سے بہتر ہے کہ انسان جھونپڑی میں رہے تاکہ اس کے پاس دیکھنے کو کوئی خواب تو ہو۔ (آپ بھی کسی جھونپڑی میں چلے جائیں)

(منزہ اکرم...... لاہور)

پیارے پھول

شب بھر تلاش کرتی تاروں کے درمیاں
تیرا روائے مہتاب میری چشم آبدیدہ

پھول دیکھا تو بہت خوشی ہوئی ایک تو سالگرہ کی دوسری اسکی خوبصورتی کی۔ ہم نے پھر جلدی جلدی یہ شعر پڑھنا شروع کردیا۔

تیری خوبصورتی پر مجھے ناز ہے اے پھول
ہم تو اس دنیا میں سر اٹھا کر فخر سے چلتے ہیں
ہم نے بہت زیادہ تحریریں بھیجی تھیں لیکن
تحریر آئے نہ آئے کوئی غم نہیں
آنچ آئے نہ پھول پہ سنو دوستو

(خنساء ادریس جنجوعہ۔ نوکھر اڈا)

☆...... بھیا آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میری بنائی ہوئی گڑیا کی تصویر کو شائع کرکے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ (گڑیا نے گڑیا کی تصویر بنائی ہم نے شائع کردی۔
آپ 780 روپے بھجوا کر سالانہ خریداری کروالیں)
گڑیا رانی۔ فتح پور شریف

☆...... خوبصورت سرورق کے ساتھ خاص نمبر ملا۔ اتنے بڑے بڑے عظیم ناموں کے ساتھ اس شمارے نے خود کو خاص بنالیا۔ مرزا ادیب' اشفاق احمد' شوکت تھانوی' غلام عباس' امتیاز علی تاج غرض ہر نام ہی اپنی جگہ ادب کی ایک مکمل اکیڈمی ہے۔ نئے لکھنے والوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا۔ حقیقتاً آپ شاباش کے مستحق ہیں۔ (شکریہ استانی جی) جس نے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا۔ اداریہ کے ذریعے پھول کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی۔ پیغامات میں اوریا مقبول جان کا پیغام ان ہی کی طرح شاندار تھا۔ جو بار بار پڑھے جانے کے لائق ہے۔ (پڑھتی رہیں) بہرحال ہر تحریر آپ کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
(عشرت جہاں......لاہور)

☆...... میں کافی عرصے سے پھول میگزین سے وابستہ ہوں اور یہ امید رکھتی ہوں کہ آپ میری اصلاح کے ساتھ ساتھ (حوصلہ افزائی ضروری ہے) حوصلہ افزائی بھی کریں گے۔ (انشاء اللہ)
(زمرد سلطانہ الہ آباد......وزیرآباد)

☆...... اس ماہ کا پھول بہت پسند آیا۔ سالگرہ نمبر کا بہترین شمارہ تیار کرنے پر مبارک باد قبول کریں۔ تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ پھول کی سالگرہ کی نظمیں بے حد پسند آئیں۔
(رقیہ حافظ۔ محمدی شریف)

☆...... اس ماہ کا رسالہ بہت ہی پسند آیا ''پھول'' کیلئے مہینہ بھر انتظار کرنا پڑتا ہے لیکن جیسے ہی ''پھول'' گھر میں تشریف لاتا ہے تو سکون کا سانس آتا ہے۔ (آکسیجن ہوا نا) بھیا آپکو اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی دے۔ آپ ہمیشہ ایسے ہی ''پھول'' کی خوشبو ہم تک پہنچاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ انکل مجید نظامی کو بھی ہمیشہ تندرست رکھے اور انہیں لمبی زندگی عطا کرے۔ (آمین)۔ تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ سب کچھ زبردست تھا۔ الینا رضوان خوبصورت مسکراہٹ لئے ہوئے بہت اچھی لگ رہی تھی۔ آپی گڑیا رانی نے گڑیا بہت اچھی بنائی ہے۔ ''پھول کی سالگرہ'' کے کیک بڑے مزیدار تھے اتنے مزیدار کہ منہ میں پانی بھر آیا۔ (نگل لیں)
(ثناء اکرم۔ یزمان)

☆...... دسمبر کا زبردست شمارہ جو کہ کہانیوں سے بھرا ہوا تھا بہت ہی دلچسپ تھا اور تمام کہانیاں بہت ہی دلچسپ اور زبردست تھیں۔ آپ کو پھول کی سالگرہ مبارک ہو (شکریہ)
(فہد مصطفیٰ۔ جام پور، ضلع راجن پور)

☆...... دسمبر کے شمارے کا بے چینی سے انتظار تھا۔ تمام ساتھیوں کو اور آپ کو پھول کی سالگرہ اور نیا سال مبارک ہو۔ تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔
(عاقب جنید، جویریہ کرن، مشی خان، احمد جنید وارث، حسین ضیا)

☆...... سالگرہ نمبر مجھے بہت پسند آیا پھول کی سالگرہ کی تمام نظمیں بہت اچھی تھیں۔ نرالے ہیں انداز ہمارے میں سب بچے پیارے لگ رہے تھے پہلے بھی دو تین بار خط لکھا جو شائع نہیں ہوا۔
(آئندہ بھی اگر اتنے چھوٹے کاغذ پر لکھیں گی تو شائع نہیں ہوگا)
(آمنہ حافظ......محمدی شریف)

☆...... اتنا دلکش سالگرہ نمبر شائع کرنے پر آپ یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تمام تحریریں زبردست تھیں مگر سیاسی سماجی ادبی اور علمی شخصیات کے پیغامات پڑھ کر خوشی دو چند ہوگئی۔
(عبدالعزیز میو۔ شجاع آباد)

☆...... آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو نئے سال کی بہت بہت مبارک ہو۔ خدا آپ سب کو نئے سال میں بہت ساری خوشیاں اور ڈھیر ساری کامیابیاں نصیب کرے۔ آمین۔
(آسیہ بانو' سعدیہ بانو' حافظ آباد)

☆...... پھول پہلے کی طرح اول سے لے کر آخر تک بہت اچھا تھا۔ بھائی کوئی قسط وار کہانی شروع کریں۔
(اچھا جی)
(محمد انس، آصف محمد، کاشف نواز۔ حسو بلیل ضلع جھنگ)

☆...... سرورق ہمیشہ کی طرح زبردست تھا۔ شمارہ کھولتے ہی اشتہارات سے ملاقات ہوئی۔ (ریڑھ کی ہڈی) میں پھول کو بڑے شوق سے پڑھتی ہوں اور ہر ماہ اس کی آمد کا شدت سے انتظار کرتی ہوں۔
(اقراء فہیم۔ لاہور)

☆...... حمد و نعت پڑھ کر دل کو سکون پہنچاتے ہوئے کرنیں سے روشنی حاصل کی اداریہ سوچ سمجھ کے پڑھنا شروع کیا۔ (ریاضی کی طرح تھا؟)
(صبا شوکت۔ گوجرانوالہ کینٹ)

☆...... پھول کا سالگرہ نمبر بہت شاندار تھا۔ حمد' نعت اور کرنیں سے روشنی حاصل کی۔ اداریہ میں آپ نے بہت اچھا لکھا۔ پھول کے ابتدائی دور کے بارے میں پڑھ کر خوشی ہوئی۔ تمام کہانیاں بہت زبردست تھیں۔ بھیا ایک بات اور کہ کیا آپ شیزان والوں کا بائیکاٹ نہیں کرتے؟ اس بار پھول کے آخری صفحہ پر ان کا کمرشل شائع تھا۔
(فاطمہ۔ نوشہرہ کینٹ)

☆...... اس دفعہ اشتہارات بہت زیادہ تھے۔ کہانیاں سب ہی بہترین تھیں۔ اداریہ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ اس دفعہ قائداعظمؒ کا آٹوگراف دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ ہر کہانی کے ساتھ مصنف کے بارے میں پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ مسکراہٹیں پڑھ کر بہت ہنسی آئی۔ (واقعی؟؟)
(محمد افضل انصاری......لاہور)

☆...... شاندار ''پھول سالگرہ نمبر'' شائع کرنے پر مبارکبادیں وصول کریں۔ آپ کا رسالہ پہلی بار میں نے 2011ء میں پڑھا۔ اس کے بعد میں نے کچھ پچھلے شمارے بھی پڑھے۔ مجھے یہ بہت پسند ہے۔ اس کا انداز سب سے الگ ہے۔ اب میں مسلسل یہ پڑھ رہی ہوں۔ (پڑھتی رہیں)۔
(عائشہ شہباز......بورے والا)

☆...... سرورق ہمارے عظیم رہنما محمد علی جناح اور ایک کیوٹ سی بچی سے جگمگا رہا تھا جو ہم سب پھول ساتھیوں کو سالگرہ کی مبارکباد دے رہے تھے۔ مبارک باد وصول کرتے ہوئے آگے بڑھے اور بڑھتے ہی گئے۔ سارا پھول لاجواب تھا۔
میرے پہلے بھی دو انعام ابھی تک نہیں ملے مجھے شدت سے انتظار ہے۔ (پورا پتہ لکھ کر بھجوائیں گی تو ملیں گے نا)
(کشور سلطانہ قادری......گوجرانوالہ)

☆...... حمد و نعت سے فیض یاب ہو کر۔ الحمدللہ...... اداریہ پڑھا۔ پھول کی تاریخ رقم کر دی۔ پڑھ کر معلومات میں کافی اضافہ ہوا۔ الغرض پھول سالگرہ بہت بہت پسند آیا۔ سرورق تو بہت ہی زیادہ پیارا لگا۔
(اکیزہ صفدر......پسرور)

☆...... مبارک باد کی مستحق ہے آپ کی پوری ٹیم اور ہر وہ شخص جو اس سلسلے میں آپ کی مدد کرتا ہے۔ (کر بھلا سو ہو بھلا)۔ سالنامہ تمام سلسلوں کے ساتھ جلوہ افروز

ہوا۔ امید سے بڑھ کر خوبصورت اور بہترین سالنامہ پڑھنے کو ملا۔ آپ کے اداریہ میں پھول کے 23 سالہ دور کی جھلک نظر آئی۔ بے شک یہ خدا کا کرم ہے کہ پھول تیزی سے ترقی کی طرف رواں دواں ہے اور بچوں کا محبوب رسالہ ہے۔

''خدا کرے یہ چمن یونہی سدا آباد رہے''۔

آپ نے رسالے میں جو پیغامات شائع کئے سبھی بہترین تھے اور سارے اعلیٰ شخصیات کے تھے۔ ان کے خیالات پڑھ کر اچھا لگا۔ سب سے اچھا پیغام مجید نظامی صاحب کا تھا۔ جن کی کوششوں سے آج اتنا پیارا رسالہ ہمارے سامنے ہے۔ خدا ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے لئے توشہ آخرت بنا دے۔ (آمین)۔ سالنامے کی سب سے خاص بات یہ ہے کہ آپ نے اس میں گزرے ہوئے مصنفین کی کہانیاں شامل کی ہیں۔ آپ کا یہ عمل قابل ستائش ہے۔ اور پھر ان مصنفین کا مختصر تعارف بہت معلومات افزا تھا۔ دعا ہے کہ تمام لکھنے والے جو وفات پا چکے ہیں خدا ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

(امیر حمزہ......واربرٹن)

☆...... پھول کا شمارہ ہمارے گھر میں اس وقت سے آ رہا ہے جب میں چھوٹا تھا۔ میرے ابو (محمد ظفر اللہ ضیاء) جو کہ خود بھی بچوں کے رائٹر ہیں۔ یہ رسالہ لا کر بچوں کو پڑھنے کے لئے دیتے تھے۔ اس وجہ سے پھول کے کافی پرانے شمارے اب بھی ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ دسمبر کا پھول کافی عرصے کے بعد ہمارے گھر آیا تو میرا دل چاہا کہ آپ نے اتنی محنت اور عرق ریزی سے اسے تیار کیا ہے۔ اس کی داد ہی دے دوں۔ (شکریہ۔ ورنہ ہم تو انتظار ہی کرتے رہتے)۔ ایک بات جو مجھے بُری طرح کھٹکی وہ یہ ہے کہ آپ نے پھول کے بہت سے قیمتی صفحات اشتہارات کی نذر کر دیئے۔ (وہ صفحات تو اشتہارات کی وجہ سے قیمتی ہوئے تھے)۔ انعامی سلسلے بھی قابل تعریف ہیں۔

سابق ایڈیٹر انکل کے دور میں انعام یافتہ بچوں کو انعام وصول کرنے کیلئے لاہور بلایا جاتا تھا۔ اتنا طویل سفر کر کے محض انعامات کے لئے لاہور آنا اب مشکل کام ہے۔ (اب انعامات ڈاک کے ذریعے بھجوائے جاتے ہیں)۔

(حافظ اُسامہ ظفر......کمالیہ)

☆......امید تو نہیں کہ آپ خیریت سے ہوں۔ کیونکہ اتنا موٹا تازہ سالگرہ نمبر تیار کرتے ہوئے اکثر ایڈیٹر بیمار پڑ جاتے ہیں۔ (آپ ساتھیوں کی دعائیں ہیں نا)۔ پھر بھی یقین ہے آپ ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔ سرورق نہایت شاندار تھا۔ آگے بڑھے تو اشتہاروں کی بھرمار دیکھ کر میں بوکھلا گیا۔ (اشتہاروں کی ادائیگی آپ نے تو نہیں کرنی تھی) کہانیاں ساری اچھی تھیں۔ آپ نے یہ اچھا کیا جو پرانے ادیبوں کی تحریریں شائع کیں۔ ساری خوب تھیں۔

(محمد احمد رضا انصاری......کوٹ ادو)

☆......''سالگرہ نمبر'' کی تھکاوٹ کی وجہ سے آرام کرنا بنتا تو تھا لیکن (آپ لوگ کہاں آرام کرنے دیتے ہیں) پھول بھی تو تیار کرنا ہے۔ اداریہ میں پھول کے سارے خاندان قارئین، لکھاری، سٹاف کو زبردست انداز میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ پھول کے نام پیغامات میں اوریا مقبول جان کا پیغام بہت زیادہ پسند آیا۔ اوریا کے منہ سے الفاظ ''پھول'' بن کر جھڑتے ہیں۔ آٹوگراف میں ایک سے بڑھ کر ایک شخصیت تھی۔ مولانا مودودیؒ اور قائداعظمؒ کے آٹوگراف دیکھ کر حقیقتاً خوشی ہوئی۔ حالانکہ میں ''جماعتیا'' نہیں ہوں لیکن مولانا مودودیؒ کا مداح ہوں۔ مجموعی طور پر سالگرہ نمبر ''پھول'' کی بجائے باغ لگ رہا تھا۔ اللہ کرے پھول کے لکھاریوں کا زور قلم اور زیادہ ہو۔

(چودھری مدثر حسین......ویڈز تحصیل کھاریاں)

☆......سرورق پر الینا رضوان پھول کی مبارکباد دے رہی تھیں اور بہت خوبصورت لگ رہی تھیں اور ساتھ ہی بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ بھی اپنی بھرپور نصیحتوں کے ساتھ موجود تھے۔ پھر اشتہارات کی لائن شروع ہوگئی اس کے بعد کہیں جا کر حمد و نعت نظر آئیں۔ اداریہ زبردست تھا اس سے بہت سی معلومات ملیں۔ اس کے بعد عظیم شخصیات کے پیغامات پڑھے جو پر اثر تھے۔ اس کے بعد قائداعظم محمد علی جناح کے خیالات پڑھے۔ بہت سی خوبصورت کہانیاں ایک خوبصورت سبق دے جاتی ہیں۔ لیکن کچھ کہانیوں سے ایسے سبق ملتے ہیں کہ وہ خوبصورت سے خوبصورت ترین یا اس سے بھی آگے ہوتے ہیں۔

(سید ذیشان شاہد......کوٹ چھٹہ)

☆...... دسمبر کا شمارہ صبح صبح ہی جا کر بازار سے خریدا۔ ہمیں اس شمارے کا بے صبری سے انتظار تھا۔ پھول کی سالگرہ جو تھی۔ میں پھول اور اس کی ساری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دُعا ہے کہ یہ مزید کامیابیوں کے زینے سر کرے۔ (آمین) یہ شمارہ خاص کچھ خاص سے بڑھ کر ہی تھا۔ ملک کی معروف شخصیات کے بارے میں اور ان کی رائے کے بارے میں جاننا۔ پھول کی پوری ٹیم واقعی اس مبارکباد کی مستحق ہے جس طرح انہوں نے پھول کو نہایت نفاست سے ترتیب دیا۔ اداریہ بھی پہلے سے کچھ ہٹ کر تھا۔ جس میں پھول کے لکھاریوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

(افتخار علی، راشد، چمن شاہ)

☆......خدا پھول کو ہزاروں سال گرہیں دیکھنا نصیب کرے اور آپ سب کی کاوشوں سے تکمیل پانے والا یہ خوبصورت رسالہ ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے۔ (آمین) دسمبر کا پھول دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا اور اداریہ میں ''لکھاری نمبر'' کی خوش خبری تو کسی دھماکے سے کم نہ تھی۔ (زیادہ نقصان تو نہیں ہوا؟) تو ہم نے سوچا ہے کہ ایک آدھ تخلیق اپنی بھی بھیجیں تاکہ ''لکھاری نمبر'' میں کوئی انچ دو انچ جگہ ہی نصیب ہو جائے۔ اس دفعہ کا پھول سراپا خوبصورت اور معلومات افزاء تھا۔ اور آپ کی کہانی تو بہت اچھی جو سال میں چند بار نصیب ہوتی ہے۔ میرے لئے پورے شمارے میں سب سے خاص چیز ''قائداعظمؒ'' کا آٹوگراف تھا اور تمام سینئر ادیبوں اور شاعروں کے فن پارے بہت پسند آئے اور بہت اچھا لگا کہ وہ تمام شخصیات جن کا ذکر ہم ادبی حلقوں میں یا اپنے بڑوں سے سنتے آئے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف بڑوں کے لئے بلکہ بچوں کے لئے بھی قلم اٹھایا۔ (اب آپ لوگوں کے قلم نہ اٹھانے شروع کر دینا)

(عنبر سلیم وفا)

☆...... بھیا ویسے مجھے تھوڑا بہت غصہ آ رہا تھا کہ یہ ایسے پھول کی سالگرہ ہوتی ہے لیکن جب میں نے اداریہ پڑھا تو سارا غصہ ختم۔ کیونکہ آپ نے لکھا تھا کہ ''ریڑھ کی ہڈی کا ہونا ضروری ہے''۔ تمام کہانیاں بہت ہی مزے کی تھیں۔

اب تھوڑی بہت میری رائے سنیں پھول کے لکھاری نمبر کیلئے۔ آپ کو اس میں زیادہ سی مسکراہٹیں اور کہکشاں بھی سپیشل شامل کرنا چاہئے۔ مزاحیہ اشعار وغیرہ بھی دے دیں۔ (جو کچھ آپ لکھاری بھجوائیں گے ہم شائع کر دیں گے)

(ماہین سلیم رانا......مٹھہ ٹوانہ)





9 نومبر کی مناسبت سے شہر چکوال میں ''افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر'' کے موضوع پر ہمدرد نونہال اسمبلی لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم اور سید علی بخاری خطاب کر رہے ہیں جبکہ اسٹیج پر اسپیکر صباء مختار، نوریا بابر، مہرال قمر، سمیطہ اکرام، اسامہ علی حیدر، سید محمد عبداللہ اور ملائکہ صابر تشریف فرما ہیں۔

ہمدرد نونہال اسمبلی کا چکوال میں خصوصی اجلاس

رواں ماہ نومبر 2013ء میں ''یوم اقبال'' جیسے تاریخی موقع پر لاہور سے بہت دُور ''شہر چکوال'' کے ایک خوبصورت سے ہال میں اسمبلی کا پروگرام ترتیب دیا۔ 8 نومبر جمعۃ المبارک کی ٹھنڈی ٹھنڈی شام ہمدرد مرکز میں نماز مغرب ادا کر کے اپنے سفر پر خوش وخرم پر روانہ ہوئے نونہال اس سفر سے بہت لطف اندوز ہوئے

اسمبلی کی اسپیکر کے فرائض صباء مختار نے انجام دیئے۔ نوریا بابر اور مہرال قمر علی الترتیب قائدِ ایوان اور قائدِ حزب اختلاف کی حیثیت سے اپنے اپنے اراکین (سمیطہ اکرام، اُسامہ علی حیدر، سید محمد عبداللہ اور ملائکہ صابر) کے ہمراہ اپنی اپنی نشستوں پر مستعد ہو بیٹھیں۔ پروگرام کی صدارت جناب راجہ مجاہد افسر کے حصہ میں آئی اور جناب لیفٹیننٹ (ر) جنرل عبدالقیوم مہمان خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے جبکہ مہمان اعزاز کے طور پر جناب ڈاکٹر محمد ایوب صادق شریک ہوئے۔ صدر چکوال پریس کلب بابر سلیم سمیت شہر چکوال کی معروف شخصیات نے بھی بصد شوق شرکت فرمائی۔

سید علی بخاری نے یوم اقبال کی مناسبت سے میڈیم سعدیہ راشد کا فکری پیغام شرکاء محفل تک پہنچایا جسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور بغور سنا گیا۔ واپسی پر نونہالوں کی فرمائش پوری کرتے ہوئے کھیوڑہ مائنز بھی دکھانے لے جایا گیا۔ یہ دورہ نونہالوں کی معلومات میں بیش بہا اضافہ کا باعث بنا۔

عالمی فروغ اُردو ادب ایوارڈ معروف ناول نگار محترمہ نثار عزیز بٹ کو دیا گیا



مجلس فروغ اُردو ادب دوحہ قطر کی طرف سے 2013ء کا ایوارڈ نامور ناول نگار پرائیڈ آف پرفارمنس محترمہ نثار عزیز بٹ کو دیا گیا۔ واضح رہے کہ مجلس فروغ اُردو ادب دوحہ قطر کے بانی ملک مصعب الرحمٰن (مرحوم) اور سرپرست اعلیٰ محمد عتیق کی طرف سے 1996ء میں جاری ہونے والا یہ ایوارڈ اب تک احمد ندیم قاسمی، اشفاق احمد، انتظار حسین، مختار مسعود، محترمہ بانو قدسیہ، محمد خالد اختر، شوکت صدیقی، مستنصر حسین تارڑ، عبداللہ حسین، محترمہ ہاجرہ مسرور، اسد محمد خان، محمد منشا، ڈاکٹر جمیل جالبی، مسعود مفتی، سید محمد کاظم اور عطاء الحق قاسمی کو دیا جا چکا ہے۔ محترمہ نثار عزیز بٹ کو یہ ایوارڈ شیرٹن ہوٹل دوحہ قطر میں اکتوبر 2013ء کو ہونے والی ایک یادگار تقریب میں پیش کیا گیا۔ محترمہ نثار عزیز بٹ کے چار ناول، ایک سوانح عمری، کالموں اور مضامین کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں نگری نگری پھرا مسافر، نے چراغے نے گلے، کاروان وجود، دریا کے سنگ، گئے دنوں کا سراغ اور زنبیل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔



سعودی سفیر کی اہلیہ الجوہرہ عبداللہ الریسی خصوصی بچوں کے افتخار ابی سکول اسلام آباد میں کمپیوٹر، فرنیچر اور دیگر سامان عطیہ کرنے کے موقع پر سنوکر کھیل رہی ہیں

گوہر پبلشرز کوہتم اور لائٹ انسٹی ٹیوٹ کے تحت ایجوکیشن پروگرام کا آغاز

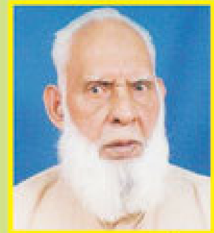
گوہر پبلشرز نے لائٹ (لرننگ انسٹی ٹیوٹ آف ٹریننگ اینڈ ایمپلائمنٹ) کے تعاون سے کوہتم (کالج آف ٹورازم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ) میں لائٹ پروڈکشن ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح کر دیا۔ اس موقع پر کوہتم انسٹی ٹیوٹ میں تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت فلم انڈسٹری کی نامور شخصیت سید نور نے کی جبکہ مختلف شعبہ جات کی نامور شخصیات ابوذر غفاری، ملک خالد، یعقوب احمد شفیق، میاں خالد سعید، حافظ محمد رفیق، پروفیسر سجاد حیدر، ڈاکٹر جاوید صائم، وقار احمد، ڈاکٹر نعمان گل، پروفیسر اعجاز ارشد اور صوبہ بھر کے مختلف شہروں کے نامور ماہرین تعلیم نے بھی شرکت کی۔

صحافتی دنیا میں بچوں کا پہلا نیوز پیپر

نوائے وقت

ہر عمر کے بچوں کیلئے

پھول اخبار



گولڈ میڈلسٹ کارکن تحریک پاکستان ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے بھائی پروفیسر انور رومان کا کراچی میں انتقال

گولڈ میڈلسٹ کارکن تحریک پاکستان ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے بڑے بھائی پروفیسر انور رومان کا گزشتہ روز کراچی میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم 60 سے زائد کتابوں کے مصنف تھے۔ وہ ملک کے مختلف کالجوں کے پرنسپل اور بلوچستان کے ڈپٹی سیکرٹری برائے تعلیم واطلاعات رہے وہ کچھ عرصے سے علیل تھے اور کراچی میں مقیم تھے۔ ان کی وفات پر فصیح اقبال، اوریا مقبول جان، سعدیہ راشد، آزاد بن حیدر، عظمت شیخ، محمد شعیب مرزا، حافظ مظفر محسن، ندیم جنجوعہ و دیگر نے اظہار تعزیت کیا ہے۔ تمام قارئین سے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران کو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج شعبہ اُردو کا چیئرمین مقرر کر دیا گیا ہے۔



وہ تقریباً اکیس برس سے درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر کامران نے 92-1990ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی جبکہ 1994ء میں ایم فل اور 2000ء میں پی ایچ ڈی ڈگریاں انتہائی کم عرصے میں حاصل کیں۔ ان کی آٹھ کتابیں او پچاس سے زائد تحقیقی مقالات جات شائع ہو چکے ہیں۔

محمود حسین طاہر کے والد کا انتقال

''پھول'' کے لکھاری اور کالم نویس محمود حسین طاہر کے والد گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ نماز جنازہ میں عزیز و اقارب سمیت اہم شخصیات نے شرکت کی۔ تمام قارئین سے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔



اکبری پبلک سکول شاد باغ لاہور کے سپورٹس گالا میں بچے اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

اکبری پبلک سکول شاد باغ میں سپورٹس گالا 2013ء

اکبری پبلک سکول نے ہر سال کی طرح اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے سپورٹس گالا کا انعقاد کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ ٹرسٹ کے صدر محترم شیخ صادق علی مہمان خصوصی کی نشست پر رونق افروز تھے۔ تقریب میں ٹرسٹ کے فنانشل سیکرٹری احمد رضا، ادارہ کے سابق سربراہ کرنل نواب دین چودھری اور میڈم سارہ گیلانی، لیڈرشپ کالج کے سربراہ محترم رفاقت علی خان، پرنسپل مجاہد پروفیسر جوڈو کے گولڈ میڈلسٹ مسٹر کامران کے علاوہ ٹرسٹ کے دیگر اراکین نے بھی شرکت کی۔

مسز نصیرا اکبر (ٹرسٹ ممبر) کی اجازت سے کھیلوں کے اس رنگارنگ جلسے کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض شعبہ انگریزی کی معلمہ مس کرن سید اور شعبہ اُردو کی معلمہ مس کنول افتخار نے احسن طریقے سے انجام دیئے۔ معزز مہمانوں کی شرکت نے تقریب کی رونق میں اضافہ کیا۔ مارچ پاسٹ میں شریک طلبہ نے ہاتھوں میں پاکستان، سکول اور اپنے اپنے ہاؤسز کا جھنڈا تھامے حاضرین کو سلامی پیش کی۔ ساری فضا اللہ کے نعروں سے گونج اٹھی۔ طلبہ کے اس مجاہدانہ جذبے نے روح پرور سماں باندھ دیا تھا جس سے تمام حاضرین محظوظ ہوئے۔ طلبا نے ویلکم اور پی ٹی شو کے ذریعے باہمی محبت اور نظم وضبط کا بہترین مظاہرہ کیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا حسن انتظام قابل ستائش تھا۔ بچوں کے رنگارنگ پی ٹی شو کے بعد اکبری پبلک سکول کے میدان میں یکے بعد دیگرے مختلف نوعیت کے کھیل پیش کیے گئے۔ آخری مرحلے میں اکبری پبلک سکول کے طلبا کو جمناسٹکس اور کراٹے کی خصوصی تربیت دینے والی مس نیلم ریاض (جو گزشتہ دس سال سے نیشنل لیول پر کھیل رہی ہیں اور اپنی بہترین کارکردگی کی بدولت ساٹھ سے زائد میڈلز اور بے شمار ٹرافیز اور شیلڈ جیت چکی ہیں) کی تیار کردہ ٹیم نے اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ بچوں کی جرأت و ہمت اور جوانمردی کو حاضرین کی جانب سے بہت سراہا گیا اور انہیں بھرپور تالیوں سے خوب پذیرائی ملی۔ تقریب کا اختتام قومی ترانے پر ہوا۔



پروفیسر مظہر عالم گورنمنٹ ایلیمنٹری (بوائز) سکول چک نمبر 46 / جی ڈی ساہی وال کے دورے کے موقع پر ہیڈ ماسٹر، مثالی اساتذہ اور طلبا کے ساتھ۔

گورنمنٹ ایلیمنٹری (بوائز) سکول چک نمبر Gd/46 ساہی وال کی شاندار کارکردگی

2008ء میں قائم ہونے والے گورنمنٹ ایلیمنٹری (بوائز) سکول چک نمبر 46 / جی ڈی ساہی وال نے ہیڈ ماسٹر غلام قادر باجوہ کی قیادت میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور سو فیصد نتیجہ حاصل کیا ہے۔ درج ذیل طلبا نے 800 میں سے بالترتیب اس طرح نمبر حاصل کیے ہیں۔ 2009ء جاوید اقبال 620 نمبر، 2010ء اظہر سعید 611 نمبر، 2011ء احمد یار 610 نمبر، 2012ء عرفان ظفر 662 نمبر جبکہ دیگر تمام طلبا فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ اساتذہ میں سے غلام مرتضیٰ، حافظ نور الصمد، مہر محمد نواز، محمد رضا عدیل نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہترین نتائج دکھائے۔ معروف استاد اور دانشور پروفیسر مظہر عالم نے سکول کا دورہ کیا اور ہیڈ ماسٹر، اساتذہ اور طلبا کو مبارکباد پیش کی۔



ڈائریکٹر محمدی میڈیکل ٹرسٹ ندیم احمد الشوکت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حاجی شوکت علی کو ان کی سماجی خدمات پر ایوارڈ دے رہے ہیں، ڈاکٹر طارق سعید بھی ہمراہ ہیں



پروفیسر ڈاکٹر الطاف حسین کا انتقال

صحافی، شاعر اور اولڈ سکاؤٹ پروفیسر ڈاکٹر الطاف حسین چاہت انتقال کر گئے۔ وہ ”دی نیشن“ میں بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ وہ مختلف زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سی کہانیاں بھی لکھیں۔ خاص طور پر بطور سکاؤٹ لیڈر وہ بہت سرگرم تھے اور حال ہی میں گلڈ آف اولڈ سکاؤٹ، جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے تھے۔ ان کی نماز جنازہ میں صحافیوں، ادیبوں اور سکاؤٹس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ قارئین سیان کے لئے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

لکھاری محمد عادل گلزار کی والدہ کا انتقال

فیصل آباد کے نوجوان لکھاری اور ماہنامہ ”گوگو“ کراچی کے ایڈیٹر محمد عادل گلزار کی والدہ 23 دسمبر کو وفات پا گئیں۔ وہ کچھ عرصے سے علیل تھیں۔ مختلف شہروں کی ادبی تنظیموں نے تعزیتی اجلاس منعقد کیے اور مرحومہ کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ تمام قارئین فاتحہ خوانی اور ایصال جواب کے لئے دعا فرمائیں۔



طالبہ شانزہ اکبری پبلک سکول کے سپورٹس گالا میں خاکہ پیش کرتے ہوئے



لبیقہ شعیب مقامی سکول میں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ٹیبلو پیش کر رہی ہیں

بچوں کے ادیبوں کی ڈائریکٹری

اکادمی ادبیات اطفال کے زیر اہتمام ملک بھر کے بچوں کے ادیبوں کی ڈائریکٹری زیر ترتیب ہے جن قلمکاروں کی بچوں کے لئے کم از کم تین تحریریں شائع ہو چکی ہیں وہ ڈائریکٹری میں اپنے تعارف اور تصویر کی اشاعت کے لئے پتہ لکھا ہوا جوابی لفافہ درج ذیل پتے پر بھجوا کر فارم منگوا سکتے ہیں۔

اکادمی ادبیات اطفال کمرہ نمبر 4، پہلی منزل، الجاز پلازہ نیلا گنبد 20۔ ایونگ روڈ لاہور۔

آپ کبھی ایسی غلطی نہ کرنا

''خوف''

ڈاکٹر زاہدہ پروین

امی نے عشاء کی نماز ادا کی تو اظہر کو پکارا۔
''اظہر بیٹا باہر صحن سے دھلے ہوئے کپڑے اتار لاؤ''۔
''مگر امی......'' وہ ہچکچایا، ''باہر تو اندھیرا ہے۔''
''تو کیا ہوا؟ برآمدے کا بلب جل رہا ہے نا''۔
''اچھا امی'' وہ آہستہ سے گویا ہوا اور باہر جانے کی بجائے پہلے کمرے میں جا کر چھوٹے بھائی مظہر کو بلا لایا اور پھر دونوں نے مل کر کپڑے اتارے۔ امی سب دیکھ رہی تھیں اور جب اظہر اندر آیا تو بہت گھبرایا ہوا تھا۔
''نجانے اس کو کیا ہو گیا ہے'' امی بڑبڑائیں۔
صبح ناشتے کی میز پر مظہر نے شکایتاً کہا، ''امی جی، بھیا سے کہیں کہ اپنے کمرے میں سویا کریں، روزانہ میرے کمرے میں آجاتے ہیں اور لائٹ جلا کر سوتے ہیں، مجھے روشنی میں نیند نہیں آتی۔''
''اظہر......'' امی نے اظہر کو گھورا، ''اپنے کمرے میں کیوں نہیں سوتے؟'' اس نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور منمنایا، ''امی، مجھے ڈر لگتا ہے۔''
مظہر کی ہنسی چھوٹ گئی، ''بھیا، ڈرپوک، بھیا ڈرپوک''۔
''ہونہوں......'' ابو نے مظہر کو گھورا، ''بری بات، بھائی کا مذاق نہیں اڑاتے۔'' پھر اظہر کی طرف متوجہ ہوئے، ''کیوں بیٹا ڈر کیوں لگتا ہے؟''۔
وہ چپ رہا، امی بھی حیرت سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ ''کس چیز سے ڈر لگتا ہے؟'' ابو نے سوال دہرایا۔
اس نے سر ہلایا، ''پتہ نہیں۔''
''اچھا چلو ابھی تو ناشتہ کرو، سکول کو دیر ہو رہی ہے''۔
امی نے دودھ کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔
شام کو امی تیار ہوئیں، مظہر کو ساتھ لیا اور اظہر کو بتایا، ''بیٹا میں شیخ صاحب کے گھر جا رہی ہوں، ان کی بیگم بیمار ہیں، آدھے گھنٹے تک آجاؤں گی، آپ دروازہ بند رکھنا۔''
''اچھا امی'' اظہر گیٹ بند کرنے ان کے ساتھ چلا آیا،
''اللہ حافظ بیٹا''۔
''اللہ حافظ امی جی، جلدی آیئے گا'' اظہر نے تاکید کی جواباً امی نے سر ہلایا اور مظہر نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو، ''ڈر لگ رہا ہے نا۔''
اور جب امی واپس لوٹیں تو اظہر سب کمروں کے دروازے بند کر کے، گیٹ کے پاس کرسی پر بیٹھا ان کا انتظار کر رہا تھا، انہیں دیکھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا۔



''اظہر، آپ اس وقت سے یہیں بیٹھے ہو؟''۔
امی نے پوچھا تو وہ گھبرا گیا، ''نن، نہیں امی، بس ابھی آیا ہوں۔'' امی سمجھ گئیں کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے مگر کریدنا مناسب نہ سمجھا۔
رات کے کھانے کے بعد جب بچے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تو امی نے ابو کو شام کا واقعہ سنایا، وہ بھی پریشان ہوئے، ''مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی'' انہوں نے پیشانی مسلی، ''اتنا بہادر ہوتا تھا اظہر۔ اب آٹھویں کلاس میں ہے، اتنا بچہ بھی نہیں کہ دن میں بھی ڈرے۔''
''نجانے کیا مسئلہ ہے اس کے ساتھ'' امی نے کہا، ''میں منتظر تھی کہ شاید مجھ سے بات کرے گا تو مسئلے کا پتہ چلے مگر وہ تو کچھ بولتا ہی نہیں۔''
''آپ نے غور کیا کہ اس کا رویہ کب سے تبدیل ہوا ہے؟'' ابو نے پوچھا۔
امی نے ذہن پر زور دیا۔ ''میرا خیال ہے چار دن سے ایسا ہو رہا ہے۔''
''اور چار دن پہلے کیا ہوا تھا؟ کوئی خاص واقعہ جس کا ڈر اس کے ذہن میں بیٹھ گیا ہو۔''
''نہیں...... گھر میں تو ایسا کچھ نہیں ہوا'' امی نے سوچ کر جواب دیا۔
''پھر باتوں باتوں میں اظہر سے ہی پوچھ کر دیکھیں۔''
''جی ایسا ہی کروں گی'' امی اٹھتے ہوئے بولیں، ''ذرا دیکھو بچے سوئے یا نہیں۔''
مظہر کے کمرے کی بتی بند تھی چنانچہ امی اظہر کے کمرے میں چلی گئیں، حسب توقع وہ جاگ رہا تھا اور خوفزدہ بھی لگ رہا تھا۔
امی اس کے ساتھ بستر پر بیٹھ گئیں اور ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگیں مگر اظہر کبھی گھبرا کر کھڑکی کی طرف دیکھتا، کبھی دروازے کی طرف اور ایک دفعہ تو اٹھ کر کھڑکی کو دیکھا کہ صحیح بند ہے یا نہیں، پھر باتھ روم میں جھانک کر دیکھا۔ امی بغور اسے دیکھ رہی تھیں، ''کیا بات ہے

بیٹا''؟۔
''کچھ نہیں، مجھے لگا یہاں کوئی ہے'' اس نے باتھ روم کی طرف اشارہ کیا۔
''وہم ہے آپ کا۔''
''جی شاید۔''
''چلو لیٹو اور آیۃ الکرسی پڑھو، پھر چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارو''۔
اس نے سعادت مندی سے امی کی ہدایت پر عمل کیا اور پھر ملتجی لہجے میں بولا، ''امی جب تک میں سو نہیں جاتا آپ میرے پاس ہی بیٹھی رہیں اور جاتے ہوئے لائٹ نہ بند کیجئے گا۔''
''اچھا ٹھیک ہے میں یہیں بیٹھی ہوں، اب سو جاؤ'' امی نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے تسلی دی۔
اظہر نے آنکھیں موند لیں اور امی قرآنی آیات کا ورد کرنے لگیں۔ جب اس کے سونے کا یقین ہو گیا تو اٹھیں، کمرے سے جانے لگیں تو ان کی نظر میز پر بکھری کتابوں پر پڑی، آگے بڑھ کر سب کتابیں سمیٹیں۔ نصاب کی کتب کے درمیان انہیں کسی نئی کتاب کا شک ہوا، نکال کر دیکھی تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں، ''اُف...... تو یہ وجہ ہے ڈر کی'' وہ بڑبڑائیں۔ وہ کہانیوں کی کتاب تھی، سرورق پر ایک ڈریکولا کی خوفناک اور کریہہ تصویر کے ساتھ نام لکھا تھا ''خوفناک کہانیاں''۔
''یہ کہاں سے آئی اظہر کے پاس؟'' وہ حیران ہوئیں کیونکہ بچوں کے لیے کہانیوں کی کتابیں وہ خود لے کر آتی تھیں اور ہمیشہ مثبت اور تعمیری سوچ کی حامل کتابیں ہی خریدتی تھیں۔ انہوں نے کتاب کے ورق پلٹے، سرورق دیکھتے تو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ پہلے صفحے پر ہی نام لکھا تھا۔ ''بلال شاہد''۔
''اوہ......'' بلال ان کا بھانجا تھا اور کالج کا طالبعلم تھا۔ یکدم ہی سارا معاملہ واضح ہو گیا۔ چار دن پہلے اتوار تھا۔ اظہر اور مظہر ہفتے والے دن اپنی امی کے ساتھ بڑی خالہ کے گھر گئے تھے۔ رات کو واپس آنے لگے تو اظہر نے وہیں رکنے کی ضد کی۔ اس کی بلال بھائی سے زیادہ دوستی تھی۔ سو اسے وہیں چھوڑ دیا گیا۔ وہ اتوار کی شام کو واپس آیا تھا اور تب ہی سے وہ ڈرپوک ہو گیا تھا۔ امی نے کتاب واپس رکھی اور اگلے دن اظہر سے بات کرنے کا فیصلہ کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔
اظہر نے سکول سے آکر کھانا کھایا تو امی نے اپنے کمرے میں بلالیا۔ ''بیٹے مجھے آپ کے مسئلے کا پتہ چل گیا ہے۔''
''کون سا مسئلہ؟''۔
''ڈر اور خوف کا'' امی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ وہ گھبرا گیا۔ ''آپ کو کیسے پتہ چلا؟''۔
''میں نے آپ کے کمرے میں خوفناک کہانیوں کی کتاب دیکھی ہے۔''
''وہ کتاب تو میں نے پڑھی ہی نہیں'' وہ بیچارگی سے بولا۔
''پھر......؟''
''امی......'' وہ قریب کھسک آیا، ''ایک غلطی ہو گئی ہے'' اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔
امی پریشان ہو گئیں۔ ''بیٹا مجھے پوری بات کھل کر بتاؤ پھر ہی یہ مسئلہ حل ہو گا''۔
''آپ بیشک مجھے ڈانٹ لیں۔''
''اوہو، پوری بات تو بتاؤ''۔
اظہر نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ ''ہفتے کو جب میں خالہ جی کے گھر رکا تو رات کو بلال بھائی سے باتوں باتوں میں کہہ بیٹھا کہ میں تو بہت بہادر ہوں، انہوں نے میرا مذاق اڑایا تو میں نے کہا آپ بیشک آزما لیں۔ انہوں نے بات ٹالنے کی کوشش کی مگر میں ضد پر اڑ گیا کہ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بہت بہادر ہوں۔ پھر انہوں نے میرا امتحان لینے کے لیے رات کو ایک بہت ڈراؤنی فلم اپنے کمپیوٹر پر دکھائی، ہارر مووی (Horror Movie)'' اظہر نے جھرجھری لی، ''مجھے ڈر لگ رہا تھا مگر ڈھیٹ بن کر بیٹھا رہا، فلم ختم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ واقعی تم بہت بہادر ہو، وہ تو آرام سے سو گئے مگر میں ساری رات بار بار ڈر کر اٹھتا رہا۔ مجھے خواب میں بھی فلم کے کردار نظر آتے رہے۔ اگلے دن گھر آتے ہوئے انہوں نے مجھے یہ کہانیوں کی کتاب دی کہ چونکہ مجھے ڈراؤنی فلم اچھی لگی ہے اس لیے یہ کہانیاں بھی اچھی لگیں گی۔'' اس کی آنکھوں میں پھر آنسو آگئے۔ ''امی مجھے وہ فلم بھولتی ہی نہیں ہے، مجھے ڈر لگتا ہے، میں بہت بزدل ہو گیا ہوں'' وہ امی کے کندھے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔
امی نے اسے کھل کر رونے دیا۔ پھر آہستہ آہستہ سمجھانے لگیں، ''دیکھو بیٹے یہ اچھی بات ہے کہ تمہیں خود اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ ایک نہیں بلکہ کئی غلطیاں'' وہ رکیں، اظہر بغور انہیں سن رہا تھا۔
''سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کہ میں بہت بہادر ہوں اور پھر اپنے آپ کو بہادر ثابت کرنے کا یہ کون سا پیمانہ ہے؟ انتہائی بیوقوفی کی بات ہے۔ آپ کو فلم کے آغاز ہی میں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ یہ ڈراؤنی فلم ہے تو آپ بند کر دیتے...... مگر آپ بھی اپنی انا کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہے۔ ہے نا!''۔
''جی امی، مجھے لگ رہا تھا کہ اگر میں نے ظاہر کیا کہ میں خوفزدہ ہو رہا ہوں تو بلال بھائی میرا مذاق اڑائیں گے۔''
''میں بلال کو بھی سمجھاؤں گی، اس نے بہت غلط حرکت کی ہے۔''
''میں اب کیا کروں؟'' وہ بیچارگی سے بولا۔
''ایک تو وعدہ کرو کہ آئندہ ایسی فلم اور کہانیوں کے قریب بھی نہیں جاؤ گے۔''
''پکا وعدہ امی جی۔''
''دوسرے ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے دل سے دعا مانگو کہ آپ کو بہادر بنا دیں جیسا کہ ایک مومن کو بہادر ہونا چاہیے۔''
''جی ٹھیک ہے''۔
''آپ کو صبح شام کی دعا یاد ہے نا؟''
''جی امی۔
بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم''
''شاباش یہ صبح شام 3 بار پڑھا کرو اور اس کے معنی ہیں کہ میں اللہ کے نام سے (صبح/شام کا) آغاز کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی' سو یہ دعا پڑھ کر آپ محفوظ ہو جاتے ہو مگر اللہ پر مکمل یقین بھی ہونا چاہیے۔ ٹھیک؟''۔
''جی۔''
''اس کے علاوہ صبح اور شام آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر دم کرو۔ اپنے آپ کو مثبت کاموں میں زیادہ سے زیادہ مصروف کرو تاکہ آپ کو اس فلم کے متعلق سوچنے کا وقت ہی نہ ملے، آہستہ آہستہ آپ کے ذہن سے یہ ڈر ختم ہو جائے گا''۔
''ٹھیک ہے امی جی، میں ان سب باتوں پر عمل کروں گا۔ انشاءاللہ اور اپنے ڈر اور خوف پر قابو پا لوں گا''۔
''شاباش پیارے بیٹے، میں بھی آپ کے لیے دعا کروں گی'' امی نے اس کا ماتھا چوما۔
''بہت شکریہ امی جی''۔ وہ شکر گزار ہو کر امی کے گلے لگ گیا۔



پہلے بات کی تہہ تک پہنچنا چاہیے پھر کوئی رائے قائم کرنی چاہیے

تھپڑ

عدنان ملک

''چٹاخ'' عادل نے جیسے ہی دروازہ کھولا، چودھری سجاد نے اس کے منہ پہ ایک زبردست تھپڑ مار دیا۔ سارے ملازمین جو درخت کے سائے میں بیٹھے تھے، یک دم کھڑے ہو گئے۔ چودھری سجاد نے عادل کو گھورا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عادل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے سر نیچے کر لیا۔ سب ملازمین کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ کچھ لمحے بعد وہ عادل کے قریب آ گئے۔ بشارت نے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا ''کیا ہوا؟''

مگر عادل چپ رہا۔ شہریار نے کہا ''ہونا کیا تھا عادل نے مین دروازہ کھول دیا۔ چودھری صاحب اندر آ گئے۔ عادل نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تو چودھری صاحب نے باہر آتے ہی اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ''کیوں؟'' دروازہ کھولنے میں کیا حرج ہے۔ سہیل نے ایک ہی سوال کیا۔

اتنے میں چودھری سجاد کا منشی آیا اور سب کو کام کرنے کا کہا۔ سب ملازمین منتشر ہو گئے۔ عادل بھی بوجھل قدموں سے روانہ ہوا۔ سب ملازمین حیران بلکہ پریشان تھے۔ آخر ہوا کیا ہے مگر کام کے دوران کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔

چار سال پہلے کی بات ہے کہ شہر میں چودھری وجاہت نے اس فیکٹری کی بنیاد ڈالی تھی۔ تمام ملازمین دل و جان سے اپنا کام کرتے ہیں۔ پرسوں ہی کی بات ہے کہ چودھری وجاہت نے کچھ مجبوریوں کے تحت فیکٹری اپنے ایک دوست چودھری سجاد کے ہاتھوں فروخت کر دی تھی۔ آج چودھری سجاد کا دوسرا دن تھا مگر اس نے جو حرکت کی اس سے تمام ملازمین حیرت میں پڑ گئے۔ عادل خود بھی نہیں جانتا تھا کہ آخر اسے کیوں تھپڑ مارا گیا ہے۔ تمام ملازمین تھپڑ کا راز جاننا چاہتے تھے مگر اس بارے میں بات چیت صرف کھانے کے دوران ہو سکتی تھی۔ تمام ملازمین کو کھانے کا بے حد انتظار تھا۔ تمام ملازمین کے دلوں میں عادل کے لئے ہمدردی جبکہ چودھری سجاد کیلئے نفرت کا سمندر تھا۔

دوپہر کے وقت منشی اور حسیب چٹائی درخت کے نیچے مٹی پر بچھا دیتے کہ تمام ملازمین کو کھانے کیلئے کہتا ہے۔ تمام ملازمین جلدی جلدی ہاتھ منہ دھو کر چٹائی پر بیٹھ جاتے ہیں۔ سب باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں کیونکہ کھانا آنے میں تھوڑا وقت تھا۔

یار! میں ایک بات پر حیران ہو کہ انسان کے ہاتھ تھوڑا سا پیسہ آ جائے تو وہ خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے۔'' منظور نے عادل کی خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

''یار! میرے فرشتے بھی اس بات سے لاعلم ہیں کہ مجھے تھپڑ کیوں مارا۔'' عادل نے سب ملازمین کو دیکھ کر کہا۔

''او! یہ جو امیر لوگ ہوتے ہیں، یہ بڑے کنجوس ہوتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ کہیں تم نے گاڑی کا دروازہ تیزی سے تو نہیں کھولا تھا۔'' ذریاب نے اپنی رائے پیش کی۔

''نہیں یار! میں نے بڑی آہستگی سے دروازہ کھولا۔ کوئی تیزی نہیں کی۔'' عادل نے جواب دیا۔

''تو پھر کیا بات ہو سکتی ہے؟'' ہاشم جو چپ بیٹھا تھا۔ اچانک بول اٹھا۔

''یار! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ آجکل کے امیر لوگ اندھے ہیں۔ پیسے نے ان کو اندھا بنا دیا ہے۔ وہ جوان و بوڑھے کو نہیں دیکھتے۔ انہیں تو پیسہ چاہئے پیسہ۔ وہ جوان، بوڑھے، غریب ہر قسم کے لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں۔'' زبیر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

''اس کو آئے ہوئے ابھی دو دن ہی تو ہوئے ہیں اور اتنا نشہ توبہ، توبہ! اس کے ساتھ ہم وقت کیسے گزاریں گے۔'' عزیز نے زبیر کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

''یار! تم اتنے چپ کیوں ہو۔'' حسیب نے بشارت کو چپ دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس بات پر سوچ رہا ہوں کہ اگر چودھری سجاد اتنے بُرے ہیں تو کل وہ ہمارے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر کھانا کیوں کھا رہے تھے۔ اپنے آفس میں کیوں نہیں کھایا؟'' بشارت نے جواب دیا۔

''او شہزادے۔ تو بڑا نادان ہے۔ تو ان کی چالاکیاں نہیں سمجھتا۔ یہ امیر لوگ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں۔ کل ان کا پہلا دن تھا۔ خود کو شریف بنانا چاہتا تھا۔''

عزیز نے بشارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''مگر یار اتنا حق تو ہمارا ابھی بنتا ہے کہ پتہ چلے آخر عادل کو تھپڑ کیوں مارا گیا ہے۔'' بشارت نے اپنی رائے دی۔

ٹھیک ہے! کھانے کے بعد میں پوچھ لوں گا۔'' ابراہیم جو ان میں سب سے عمر رسیدہ تھا، بول اٹھا۔ مختصر یہ کہ ہر ایک دل میں چودھری سجاد کے لئے نفرت تھی۔ چودھری سجاد کے لئے ان کے دلوں میں آگ برس رہی تھی۔

اتنے میں کھانا آ گیا۔ وہ ابھی بسم اللہ پڑھ رہے تھے کہ چودھری سجاد آ گئے۔ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ انھوں نے آتے ہی کہا ''کیا پکایا ہے۔''

''د......ا......ل اور آ......لو......'' عزیز نے غصے سے لفظ کو کھینچا۔

پھر چودھری سجاد ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور کھانا کھانے لگا۔ ہر ملازم آگ بگولہ ہو رہا تھا اور سب اس کو گھور رہے تھے۔ کھانے کے بعد سب ملازمین لسی پینے لگے تو ابراہیم اور عادل اپنی جگہ سے اٹھے اور چودھری سجاد کے ساتھ بیٹھ گئے۔

''چودھری صاحب! ایک بات پوچھوں، بُرا تو نہیں منائیں گے؟'' ابراہیم نے کہا۔

''نہیں تو!''۔

''وہ چودھری صاحب! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر آپ نے عادل کو بغیر وجہ کیوں تھپڑ مارا؟'' ابراہیم نے عاجزانہ انداز سے کہا۔ سب ملازمین چودھری صاحب کو دیکھنے لگے۔ چودھری صاحب نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ایک طرف سے مٹی اٹھائی اور اپنا ہاتھ بھر لیا۔ پھر عادل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''یہ کیا ہے،؟''۔ مٹی عادل نے جواب دیا۔

''میں بھی مٹی سے بنا ہوں اور تم بھی، صحیح۔ تو پھر ہم میں کیا فرق رہ گیا۔'' ''کچھ نہیں۔'' سب ملازمین نے یک زبان ہو کر کہا۔ تو پھر جب ہم میں کوئی فرق نہیں رہ گیا تو پھر ہم برابر ہیں۔ مطلب یہ کہ ہم میں کوئی فرق نہیں۔ تو پھر میں تھوڑا سا امیر ہوں تو دنیاوی اعتبار سے ہوں۔ اللہ کے ہاں تو سب برابر ہیں۔ امیر ہونے سے میں کوئی خدا تو نہیں بن گیا کہ تم اتنی جلدی جلدی آئے اور میری گاڑی کا دروازہ کھولا۔ کیا میں اتنا بڑا بادشاہ ہوں یا خدا ہوں کہ تم میری اتنی اطاعت کرتے ہو۔'' کبھی اپنے خالق حقیقی کی اتنی اطاعت کی ہے۔ یقیناً نہیں۔ میں تو اس کا ایک گناہ گار بندہ ہوں، میری اتنی اطاعت۔ چودھری سجاد بولتا چلا گیا اور سب ایسے خاموش تھے کہ گویا ان کی منہ میں زبان نہیں۔

''کیا آپ نے حضور ﷺ کا آخری خطبہ نہیں سنا۔ میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اگر کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے تو وہ صرف تقویٰ کی بنا پر۔

اس کا مطلب ہے کہ کسی امیر کو کسی غریب پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ یہ فرق تو ہم نے خود ہی ڈالا ہے۔

دیکھو آخری وصیت بہت اہم ہوتی ہے۔ آخری وصیت جب لوگ کرتے ہیں تو یہ ان کی زندگی جب لوگ گزارتے ہیں تو یہ اس کی زندگی کا خلاصہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ میرے پیارے آقا ﷺ کی زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں تو پھر کیوں ایک کو اعلیٰ سمجھا جائے۔ دوسرے کو ادنیٰ، پیسے والے کی عزت کرے اور غریب کو سلام نہ کرے۔ کیا پیسہ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ اگر نہیں تو پھر ہم اس کے تابعدار کیوں ہیں۔

ان کی ایک بات نے ملازموں کا دل موہ لیا۔ ملازموں کے دلوں میں چودھری سجاد کے لئے اتنی محبت پیدا ہوگئی کہ وہ بیان سے باہر تھی۔ ان کے دلوں میں ان کے لئے جتنی نفرت تھی وہ محبت میں بدل گئی۔ ہر ایک اپنے ہی نظروں میں گر گیا کہ انہوں نے ان کے بارے میں کیسے سنگین الفاظ استعمال کئے اور عادل تو پھولے نہ سما رہا تھا۔

وہ چاہ رہا تھا کہ اسے دو تین تھپڑ اور رسید ہوں۔ آج چودھری سجاد کا دوسرا دن تھا مگر اس نے جو مقام حاصل کیا وہ کوئی سالوں میں نہیں پا سکتا۔

☆☆☆

''پھول لکھاری نمبر''

ماہنامہ ''پھول'' کے مستقل لکھاریوں کی پذیرائی کے لئے مارچ 2014ء کا شمارہ ''پھول لکھاری نمبر'' شائع کیا جا رہا ہے۔ جس میں پھول کے مستقل لکھاریوں کی تحریریں، تعارف، تصاویر اور دلچسپ واقعات شائع کیے جائیں گے۔ پھول کے لکھاری اپنی تحریریں، تصاویر، تعارف (نام، عمر، تعلیم، لکھنے کا آغاز کب کیا، زیادہ تر کس صنف میں لکھتے ہیں، پھول کب سے پڑھنا اور کب سے اس میں لکھنا شروع کیا، اب تک کتنی تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ کوئی انعام / اعزاز / ایوارڈ حاصل کیا ہو تو اس کی تفصیل، موجودہ مصروفیت، کوئی کتاب شائع ہوئی ہو تو اس کا نام اور پتہ وغیرہ) نیز پھول کی کسی تقریب میں شرکت کی ہو تو اس کا احوال یا دلچسپ واقعات 31 جنوری 2014ء تک بھجوا دیں۔ اس خاص نمبر کے حوالے سے آپ کی تجاویز کا بھی انتظار رہے گا۔ تو آ جائیں میدان میں یہ خاص شمارہ آپ کے حوالے سے ہے کیونکہ آپ ہمارے لیے خاص ہیں۔

آپ کے ایڈیٹر بھیا

نصیحت

بچو......! اتنا رکھو دھیان
اچھے برے کی ہو پہچان
ظاہر میں جو شخص برا ہے
اس کا تو ہر اک کو پتا ہے
اس سے بچنا تو آساں ہے
کیونکہ برائی کا وہ نشاں ہے
لیکن ہے جو شخص منافق
یعنی ہے فاجر اور فاسق
اسکی تو پہچان ہے مشکل
اس سے بچانا جان ہے مشکل
آؤ تمہیں پہچان کرا دوں
ایسے کا کردار بتا دوں
وہ جو بظاہر نیک بڑا ہو
لیکن دل میں بغض بھرا ہو
علم جو مغرور بہت ہو
لیکن عمل سے دور بہت ہو
چاہے حافظ ہو یا قاری
لیکن ہو اخلاق سے عاری
کتنا بڑا کوئی حاجی ہو
لیکن خصلت میں پاپی ہو
سب پر جو بہتان لگائے
لڑنے لگے جب خود پر آئے
نام کا بھی جو ہو نہ نمازی
بس ہو فقط گفتار کا غازی
ایسوں سے بس دور ہی رہنا
مانو صدف کا تم یہ کہنا
ورنہ ٹھوکر کھا جاؤ گے
آخر میں پھر پچھتاؤ گے

اقبال صدف

قناعت

سبق سکھانے کے لیے عمر کی نہیں عقل کی ضرورت ہوتی ہے

عشرت جہاں



''اماں میں نہیں پہنوں گی شگفتہ آپا کی شادی میں یہ کپڑے''۔ میں نے اماں کا موڈ خوشگوار دیکھا تو کہہ ہی دیا۔

''ہائیں کیوں لڑکی کیا خرابی ہے ان کپڑوں میں؟ ابھی ہفتہ بھر پہلے ہی تو لے کر دیے تھے تمہیں۔'' اماں نے گھورا۔

''اماں میں نے یہ عید پر پہن لیے ہیں۔ اب شگفتہ آپا کی شادی کے لیے مجھے نئے کپڑے چاہئیں۔'' میں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا۔ عید پر اسی لیے میں نے تمہیں اتنے قیمتی سوٹ لے کر دیے تھے کہ شگفتہ کی شادی میں بھی پہن لو گی، اسی لیے میں نے فرح کو ہلکا سوٹ لے کر دیا تھا۔''

''اماں مجھے نہیں پتہ اگر مجھے نئے کپڑے نہ ملے تو میں نہیں شریک ہوں گی شادی میں۔'' میں نے ہٹ دھرمی دکھائی۔

''اپنی بہن کو دیکھا ہے کیسی صابر و شاکر بچی ہے۔ اپنی نئی چیزیں بھی تمہیں دے دیتی ہے۔ دوسرے بچوں کا خرچ کم کر کے میں نے تمہیں تمہاری پسند کی خریداری کرا دی تھی اور اب تم......''

اماں کا پارہ چڑھنے لگا۔

یہ تو حقیقت ہے کہ میں فرح کو بہلا پھسلا کر اس سے ہر چیز جھپٹ لیتی تھی اور وہ بھی خوشی خوشی مجھے اپنی ہر چیز دے دیا کرتی تھی مگر اس کے کپڑے تو مجھے نہیں آسکتے تھے کیونکہ وہ کافی چھوٹی تھی۔

''اور یہ تم نے نہ جانے والی کیا بات کی۔ شگفتہ تمہاری چچازاد بہن ہے گھر کی شادی ہے۔ میں کوئی نخرہ برداشت نہیں کروں گی۔'' اماں نے دوٹوک جواب دیا۔

''مجھے نہیں پتہ مجھے ہر صورت نئے کپڑے چاہئیں۔'' میں نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

''تمہارے ابا کی فیکٹریاں نہیں چل رہیں کنزیٰ۔ ایک ہی شخص کو پورے گھر کے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ تمہیں یہی کپڑے پہننے ہوں گے ناشکری لڑکی۔'' یہ کہنے کے ساتھ ہی اماں نے دھموکا بھی جڑ دیا۔

''سب لڑکیاں ہر موقع پر نئے کپڑے بناتی ہیں۔ اقرا اور اقصیٰ کو دیکھا آپ نے، ان کی ہر فرمائش پوری ہوتی ہے۔ آپ ہیں کہ قناعت کا درس دیے جاتی ہیں۔'' میں نے جلتے ہوئے کہا۔

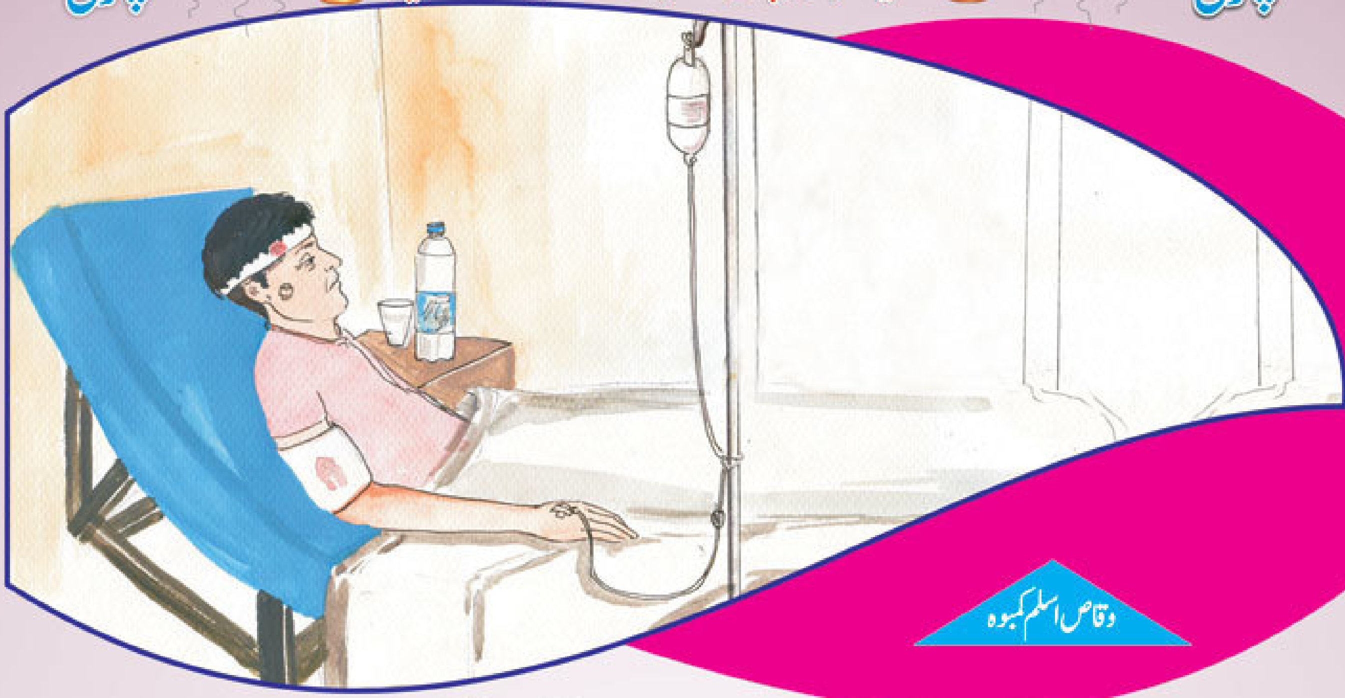
''کنزیٰ تم ہر معاملے میں بحث کرنے لگی ہو۔ یہ نہیں کھانا وہ کھانا ہے، یہ نہیں پہننا وہ پہننا ہے، یہ چاہیے وہ چاہیے۔ کتنی بار سمجھایا ہے اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اپنے سے اوپر والوں کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی دی گئی نعمتوں کی ناقدری ہوتی ہے۔ ایسا انسان کبھی مطمئن نہیں ہوتا وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا مگر تم پر ان نصیحتوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ بس اب میں کچھ نہیں سنوں گی ۔ بحث فضول ہے۔'' اماں یکدم کہتے باورچی خانے کی طرف بڑھ گئیں۔

اور وہی ہوا مجھے اماں کی گھورتی نگاہوں اور ڈھیروں نصیحتوں کے ساتھ شادی میں شرکت کرنا پڑی لیکن مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ ہر چیز اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہو رہی تھی۔ میں کسی سے بھی گھل مل نہ سکی۔ سب ہی اپنی دنیا میں مگن تھے۔ اماں نے مجھ سے بے رخی برتی ہوئی تھی۔ میں پیچھے بیٹھی محفل کی رونقیں دیکھ رہی تھی۔ پھر میری بہن فرح اپنی ہم جولیوں کے ساتھ اگلی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ زرق برق کپڑے پہنے سب ہی ننھی پریاں لگ رہی تھیں۔

اچانک ایک بچی اَمل نے اٹھلاتے ہوئے فرح سے کہا ''دیکھیں فرح آپی میں نے کتنی پیاری فراک پہنی ہے آپ نے اتنی اچھی فراک کیوں نہیں پہنی؟''۔

''جو فراک تمہیں اچھی لگی وہ تم نے پہن لی جو کپڑے مجھے اچھے لگے وہ میں نے پہن لیے۔'' فرح نے بغیر کسی ہچکچاہٹ اور تردد کے جواب دیا۔ فرح کا جواب سن کر تو میں حیرت زدہ رہ گئی۔ اس کا لہجہ اعتماد سے بھرپور تھا۔ اس کے معصوم سے چہرے پر کوئی شرمندگی نہ تھی۔ آٹھ نو سال کی بچی نے مجھے قناعت کا وہ سبق دیا جو مجھے کتابوں اور اماں کی ڈھیروں نصیحتوں سے حاصل نہ ہوا تھا۔

بعض اوقات ہم اپنی زندگی کے خوبصورت لمحات روتے کڑھتے گزار دیتے ہیں اور ان نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں جو ہمیں میسر ہوتی ہیں۔ قناعت کے ساتھ زندگی بسر کر کے ہم زندگی کے ہر لمحے سے خوشیاں کشید کر سکتے ہیں۔ وہ خوشیاں جو ہمیں انعام کے طور پر ملی ہوتی ہیں۔ بس اسی لمحے میری سوچ کو ایک نیا رخ ملا اور میں نے ہر حال میں خوش رہنے کا ہنر سیکھ لیا۔



وقاص اسلم کمبوہ

والدین کو بھی یہ تحریر پڑھنی چاہئیے

''یوں بھی ہوتا ہے''

پسینے میں شرابور، دل گھبرایا ہوا اور پیٹ میں ہول اٹھ رہے تھے۔حتیٰ کہ اب تو آنکھیں بھی ساون کی طرح مینہ برسانے لگی تھیں۔کانپتی زبان کے ساتھ اس کے منہ سے ''پانی'' نکلا۔۔۔۔۔اس سے پہلے کے کوئی اسے پینے کیلئے پانی کا گھونٹ دیتا۔۔۔۔وہ بے ہوش ہوگیا۔۔۔دو آدمی فوراً اس کی طرف لپکے اور ایمبولنس میں لٹا کر ہسپتال کی طرف بڑھ گئے۔جہاں اسے ابتدائی طبی امداد فراہم کی گئی اور اسے ہوش میں لانے کیلئے انجیکشن وغیرہ لگائے گئے۔تاحال معاملہ جوں کا توں تھا۔

حشام اپنے والدین کا بہت پیارا بیٹا تھا اور پانچ بہنوں کا ایک ہی بھائی تھا۔جس کی وجہ سے سب کی آنکھ کا تارہ تھا۔حشام کی عمر جیسے ہی چار سال ہوئی اسے شہر کے ایک سکول میں داخل کروادیا گیا۔وہ متوسط درجے کا طالب علم تھا۔

وقت بجلی کی طرح گزرتا رہا۔منٹ گھنٹوں میں، گھنٹے دنوں میں اور دن سالوں میں بٹتے چلے گئے۔آخر وہ دن بھی آگیا جب اس نے میٹرک کا امتحان تقریباً اچھے نمبروں سے پاس کرلیا۔اب اس نے فرسٹ ایئر میں داخلہ لینا تھا جو کہ اس کے مستقبل کی زندگی کا اہم موڑ تھا۔اس نے شروع سے ہی انجینئر بننے کی دل میں ٹھان رکھی تھی۔اس لیے اس نے ایف ایس سی نان میڈیکل گروپ میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔

یہ فیصلہ ان کے والد کو ایک آنکھ نہ بھایا اور اس کی سوچ اپنے بیٹے کے اس فیصلے سے بالکل برعکس تھی۔چنانچہ انہوں نے اسے F.Sc میڈیکل گروپ میں داخلہ لینے کو کہا۔۔۔وہ کر مشتعل ہوگئے جب بیٹے نے یہ ماننے سے انکار کردیا۔۔۔اور انہوں نے سختی سے یہ حکم ان پر صادر کردیا۔

بیوی نے جب اس معاملے میں نرمی برتنے کا کہا اور بیٹے کے حق میں تجویز دی تو ملک صاحب نے یہ کہ کر اس کو چپ کرادیا کہ یہ میرا بیٹا ہے جو میں کہتا ہوں اسے وہی کرنا پڑے گا۔اس بارے میں آپ کو بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔خیر حشام کو F.Sc میڈیکل گروپ میں داخل ہونا پڑا۔گھسیٹ گھسوٹ کر اس نے ایف ایس سی بھی کلیئر کرلی۔اب اگلہ مرحلہ انٹری ٹیسٹ کی تیاری تھا۔جسے پاس کرنا اس کیلئے ہاتھی کی دم میں رسی ڈال کر کھینچنے کے مترادف تھا۔

وہ اس کی تیاری میں بالکل دلچسپی نہیں لے رہا تھا کیونکہ یہ شعبہ اور راستہ اس کی سوچ اور دلچسپی کے بالکل برعکس تھا۔پھر وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا وہ اس ٹیسٹ میں بری طرح فیل ہوچکا تھا۔اس کے ابو نے اسے دوبارہ اس کی تیاری کرنے کو کہا۔وہ دوبارہ نہ چاہتے ہوئے اس کی تیاری میں جت گیا۔

اب وہ تیسری بار کمرہ امتحان میں ٹیسٹ دینے کیلئے بیٹھا تھا۔لیکن اس کا دل اور اسکی سوچ اسے بالکل قبول کرنے پر آمادہ نہ تھی۔نہ ہی اس کے پاس الہ دین کا چراغ تھا جو اسے ٹیسٹ حل کروادیتا۔انہیں سوچوں میں گم اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔کمرہ امتحان میں داخل ہوتے وقت جب وہ باہر کھڑی ایمبولینس کی لائن کو دیکھتا تو اس کا جی گھبرانے لگتا اور آج وہ خود اس میں لٹا کر ہسپتال میں لے جایا گیا تھا۔۔۔۔!

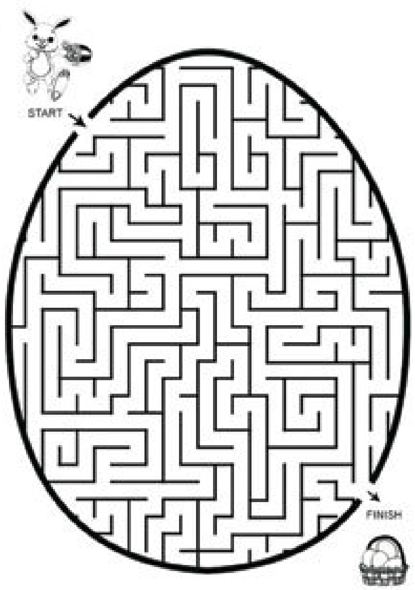
اس کے تین سال ضائع ہوچکے تھے۔اب اس کے ابو کے ذہن میں بھی یہ بات آگئی تھی کہ اس کا بیٹا اور بیوی سچ کہتے تھے۔مجھے اس وقت ان سے ضرور رائے لینا چاہیے تھی۔میں نے اپنی عقل اور سمجھ پر حد سے زیادہ بھروسا کیا جو مجھے مہنگا پڑ گیا۔والدین کو اپنی خواہشات کا اتنا غلام نہیں بننا چاہیے کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔اس میں بچے کی رضا مندی اور اختیار کو فوقیت دی جانی چاہیے۔لیکن اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ حشام کے تین قیمتی سال ضائع اور اس کا تعلیمی مستقبل تاریک ہوچکا تھا۔



زبردست جملہ آپ کا اور شاندار انعام بھی آپ کا

اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ ''پھول'' میں شائع کردہ کوپن پر اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں اور انعام پائیں

راستہ تلاش کریں

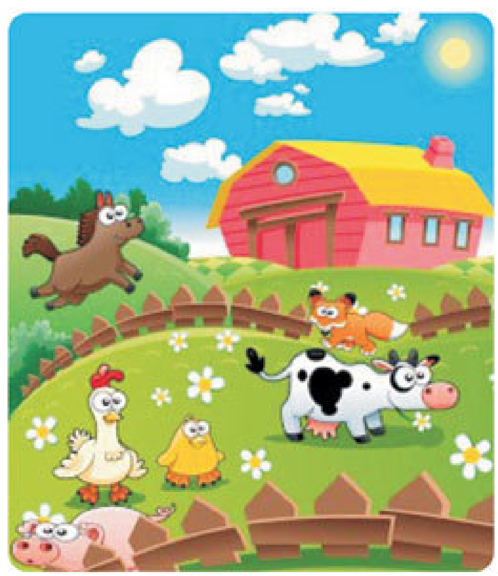


رنگ بھریئے



دونوں تصویروں میں چھ جگہ فرق ہے۔ ذرا ڈھونڈ کر تو بتایئے





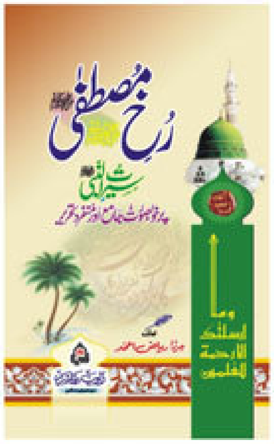
مطبوعات

زاویہ پبلشرز

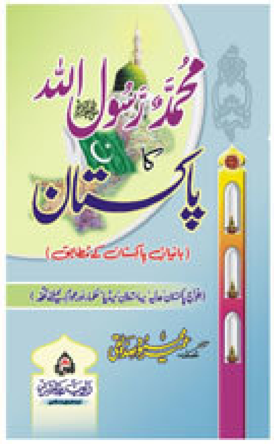
قرآن و حدیث اور دیگر اسلامی کتابوں کا اشاعتی مرکز

دربار مارکیٹ ، لاہور
Voice:042-37248657 Fax:042-37112954
Email : zaviapublishers@gmail.com

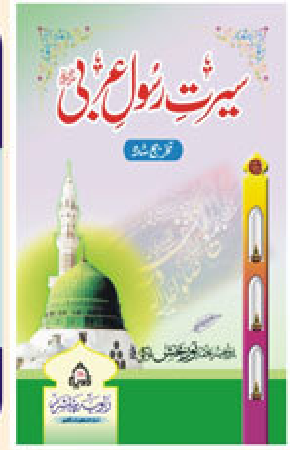
چیف ایگزیکٹو: نجابت علی تارڑ



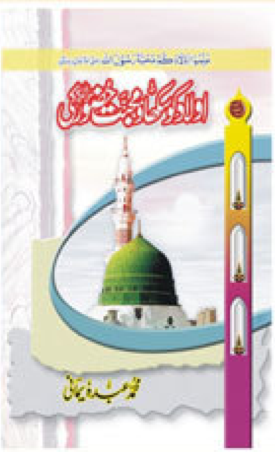
Rs.480



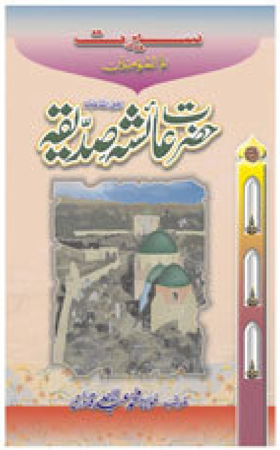
Rs.220



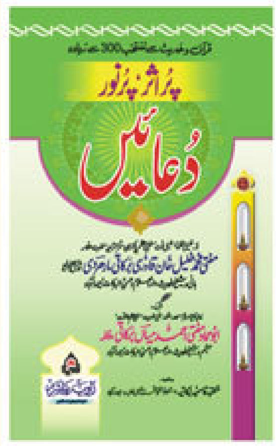
Rs.300



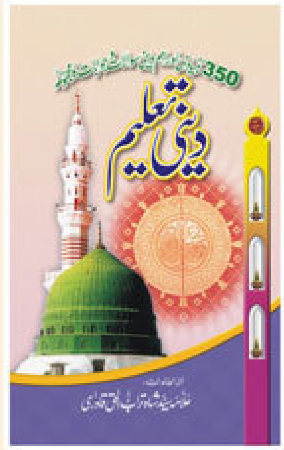
Rs.380



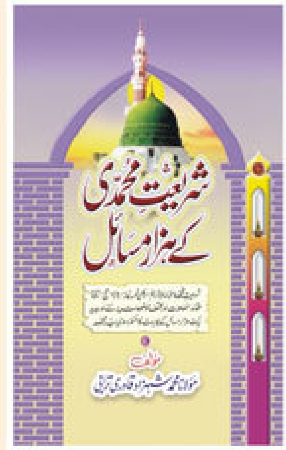
Rs.320



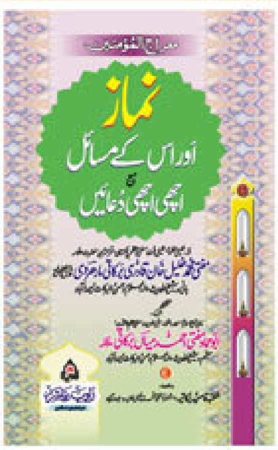
Rs.120



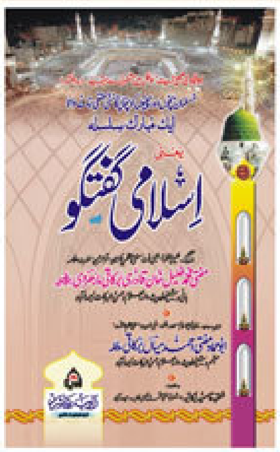
Rs.60



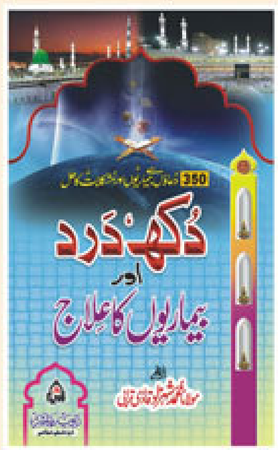
Rs.350



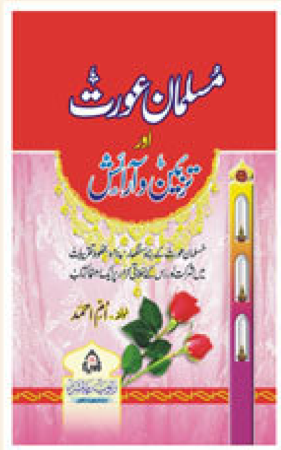
Rs.120



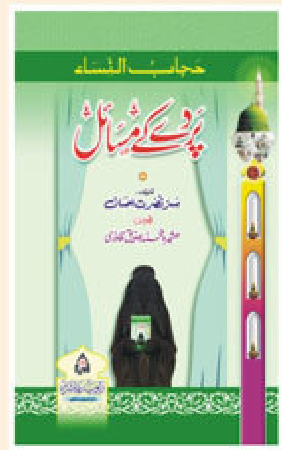
Rs.170



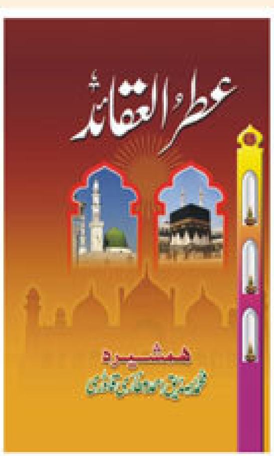
Rs.90



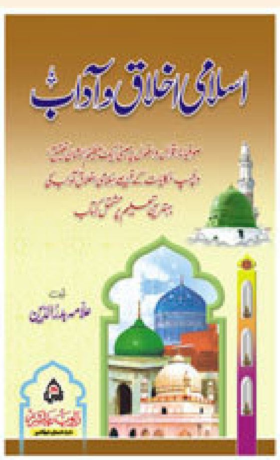
Rs.100



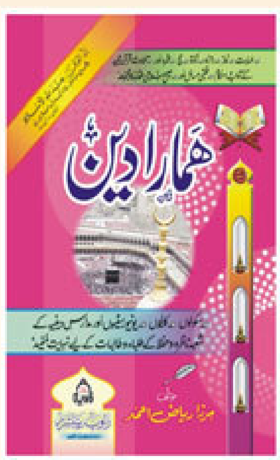
Rs.70



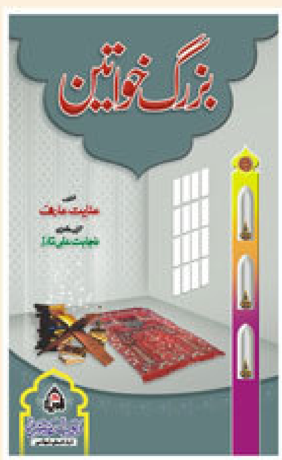
Rs.130



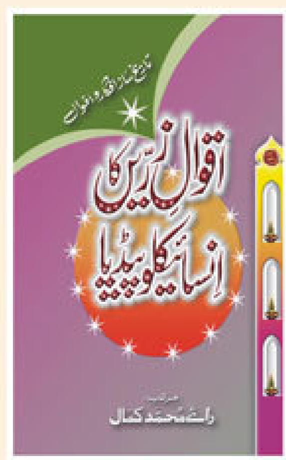
Rs.200



Rs.300



Rs.480



Rs.400


runny nose
watery eyes
sore throat
sneezing
cough
CHOCOLATE
FLAVOUR
JOHAR
JOSHANDA
نیا اور مزیدار
جوہر جوشاندہ
Sehat FIT MazA HiT!